باسمہ تعالیٰ

بالوں ناخنوں اور مہندی و خضاب کے احکام

ترجمہ

هداية النور فيما يتعلق بالأظفار والشعور

ترجمہ، تخریج و تعلیق

مفتی محمد ماجد حسین

toobaa-elibrary.blogspot.com

زیرِ نگرانی

مفتی محمد رضوان صاحب

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

AF-1573

لسیر شال

حصیه

اکبه صت ضاب

کتابی عرفانی الکبر) زمد ابده

از

مرتب

عباس حنفا

۱/۲۵ ۱۳۵

۱۱/۳۰ ۱۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

باسمہ تعالیٰ

بالوں، ناخنوں اور مہندی وخضاب

کے

احکام

ترجمہ

هدايةُ النور فيما يتعلق بالاظفار والشعور

مفتی محمد سعد اللہ لاہوری علیہ الرحمۃ (۱۳۶۶ھ)

ترجمہ، تخریج وتعلیق

مفتی محمد امجد حسین

زیرِ نگرانی

مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

Idara Ghufran

toobaa-elibrary.blogspot.com

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: بالوں، ناخنوں اور مہندی وخضاب کے احکام

مترجم: مفتی محمد امجد حسین

طباعت اوّل: محرم ۱۴۳۰ھ جنوری 2009ء۔ طباعت دوم: ستمبر 2013ء، شوال ۱۴۳۴ھ

صفحات: ۲۱۲

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار کراچی۔ فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔ فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون 048-3226559

مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔ فون 0321-5180613

ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111

ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ: نزد درانی کیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130

تاج کمپنی، لیاقت روڈ، کوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634

مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون 065-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17 اردو بازار، لاہور۔ فون 042-37232536

الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون 051-5553248

toobaa-elibrary.blogspot.com

تاثرات ودعائیہ کلمات

مفتی محمد رضوان صاحب دامت فیوضہم

مدیر

ادارہ غفران راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم مولانا مفتی محمد امجد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی خواہش وایماء پر مجموعۂ رسائل ''ھدایۃ النور'' (فارسی) کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، جس کی پوری تفصیل اور پس منظر کا انہوں نے اپنے الفاظ میں پیش نامہ میں تذکرہ کر دیا ہے۔ بندہ کی سمجھ کے مطابق انہوں نے یہ ایک ایسی خدمت کی ہے جس کی عوام کو عموماً اور علماء کو خصوصاً بہت ضرورت تھی، بندہ کی مشاورت سے اس رسالہ پر انہوں نے تخریج کا بھی کافی محنت اور جد وجہد سے کام کیا ہے۔

اور حواشی میں بعض دیگر مفید یا ضروری مسائل کا بھی اضافہ کیا ہے۔ [1]

اور رسالہ میں موجود تمام مسائل کا شروع میں خلاصہ بھی آسان انداز میں لکھ دیا ہے۔

اس طرح بندہ کے نزدیک یہ مضمون اب کافی حد تک جامع ہونے کے ساتھ ساتھ معتمد اور قابل اطمینان ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مترجم مذکور کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بندہ محمد رضوان۔ ۱۰/محرم/۱۴۳۰ھ/08/جنوری/2009ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] خواتین سے متعلق بعض مسائل حواشی میں مولانا محمد یونس صاحب زید مجدہٗ کی ایک زیر طبع کتاب سے بندہ کی خواہش پر شامل کئے گئے ہیں۔ محمد رضوان۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سرمایۂ بہار

بندہ یہ ترجمہ حضرت اقدس سیدی مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کرکے بہت فرحت و اطمانیت محسوس کر رہا ہے کہ یہ انہی کی نظر عنایت کا فیض ہے

بگیر ایں ہمہ سرمایہ بہار از من
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ ترماند

بندہ محمد (مجاہد حسین) ۹/محرم/۱۴۳۰ھ

Idara Ghufran

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تاثرات ودعائیہ کلمات مفتی محمد رضوان صاحب دامت فیوضہم	۳
۲	سرمایۂ بہار	۴
۳	پیش نامہ	۱۳
۴	گدڑی میں لعل	۱۶
۵	مقدمہ از مؤلف ''ہدایۃ النور''	۲۰
۶	خلاصہ مسائل	۲۲
۷	بابِ اول	۳۳
۸	پہلی فصل: (سر کے بالوں کے متعلق)	//
۹	مقدمہ﴿سر کی حدود کے بیان میں﴾	//
۱۰	**مسئلہ ۱**: (مردوں کے لئے پورے سر کے بال رکھنا)	۳۷
۱۱	**اشکال**: (سر پر بال رکھنے کی مسنونیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر منڈانا)	۴۰
۱۲	**حل اشکال**:	//
۱۳	**مسئلہ ۲**: (قزع کا حکم)	۴۳
۱۴	**اشکال**: (بعض فقہی عبارات میں قزع کی ایک صورت کا جواز)	۴۹
۱۵	**حل اشکال**:	//
۱۶	**اشکال**: (بعض روایاتِ فقہیہ سے قزع کے مسئلہ میں مزید خلجان)	۵۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۷	**حل اشکال:**	۵۰
۱۸	**مسئلہ۳**: (بوقتِ ضرورت قزع کا حکم)	۵۱
۱۹	**مسئلہ۴**: (عورت کے سر منڈانے کا حکم)	〃
۲۰	**مسئلہ۵**: (عورت کا مردوں کی مشابہت کرتے ہوئے بال کٹوانا)	۵۴
۲۱	**مسئلہ۶**: (حالتِ احرام میں بالوں، ناخنوں کا حکم)	۵۵
۲۲	**مسئلہ۷**: (مرد کے لئے حج کے احرام سے نکلنے کے لئے حلق کی افضلیت)	۵۶
۲۳	**مسئلہ۸**: (محرم کے بال نہ ہوں تو احرام سے کیسے نکلے)	۵۷
۲۴	**مسئلہ۹**: (سر کے بال، بال صفا پاؤڈر، کریم وغیرہ سے زائل کرنا)	〃
۲۵	**مسئلہ۱۰**: (محرم کے لئے حلق وقصر اور ان کے ساقط ہونے کی حدود)	〃
۲۶	**مسئلہ۱۱**: (احرام والی عورت احرام سے کیسے نکلے گی)	〃
۲۷	**مسئلہ۱۲**: (عورت کے لئے احرام سے نکلنے پر بال کٹوانا ہی متعین ہے)	۵۸
۲۸	**مسئلہ۱۳**: (خنثیٰ مشکل محرم کا حکم)	۵۹
۲۹	**مسئلہ۱۴**: (بچی کے سر کے بال کس عمر تک کاٹے جاسکتے ہیں)	〃
۳۰	**مسئلہ۱۵**: (سر منڈانے کا آغاز کس جانب سے کرنا درست ہے)	〃
۳۱	**مسئلہ۱۶**: (انسانی بدن کے کاٹے ہوئے بال پاک ہیں)	۶۱
۳۲	**مسئلہ۱۷**: (جبراً کسی جوان شخص کے بال مونڈ دیئے)	۶۳
۳۳	**مسئلہ۱۸**: (جبراً کسی بچے کے بال مونڈنا)	〃
۳۴	**مسئلہ۱۹**: (سر کے بالوں کا جوڑا بنانا)	۶۴
۳۵	**مسئلہ۲۰**: (بال بٹے ہوئے ہوں تو عورت کے لئے غسل میں ان کا حکم)	۶۸
۳۶	**مسئلہ۲۱**: (سر کے بالوں میں مانگ نکالنا)	۶۹
۳۷	**مسئلہ۲۲**: (بال کاندھے تک یا اس سے کم بڑھانا)	۷۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۸	**اشکال**: (حریم اسدی کی روایت میں بال بڑھانے کی کراہت)	۷۵
۳۹	**حل اشکال:**	//
۴۰	**مسئلہ ۲۳**: (سر کے بالوں میں انسانی بال ملانے کا حکم)	۷۶
۴۱	**مسئلہ ۲۴**: (اوپر سے ملائے ہوئے بالوں کے ساتھ عورت کی نماز کا حکم)	۷۸
۴۲	**مسئلہ ۲۵**: (عورت کے لئے پراندی وغیرہ کا استعمال)	//
۴۳	**مسئلہ ۲۶**: (عورت کا انسانی بالوں کے علاوہ بال سر کے بالوں میں ملانا)	//
۴۵	**مسئلہ ۲۷**: (غلام کی پیشانی پر بال چھوڑنا)	۷۹
۴۶	**مسئلہ ۲۸**: (سر پر بال رکھ کر تیل کنگھی نہ کرنا)	//
۴۷	**مسئلہ ۲۹**: (شرفاء اور علویوں کا پٹے رکھنا)	//
۴۸	**مسئلہ ۳۰**: (مردوں کے لئے بال بٹنے کی کراہت)	//
۴۹	**فصل دوم**	۸۰
۵۰	**داڑھی کے احکام کے بیان میں**	//
۵۱	**مسئلہ ۳۱**: (ایک مٹھی کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے)	۸۱
۵۲	**اشکال**: (نبی علیہ السلام کی داڑھی کے متعلق دو روایات کا تعارض)	//
۵۳	**حل اشکال:**	۸۲
۵۴	**اشکال**: (بعض روایات سے ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے کا وجوب)	۸۳
۵۵	**حل اشکال:**	//
۵۶	**طریق اول**: (راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ان کی روایت کے برخلاف ہونا)	//
۵۷	**طریق دوم**: (وجوب سے مراد وجوب استحسانی ہے)	۸۵
۵۸	**مسئلہ ۳۲**: (مٹھی سے زائد داڑھی کٹوانے کے جواز کے لئے ایک شرط)	۸۶
۵۹	**مسئلہ ۳۳**: (داڑھی مونڈنا حرام اور کفار کا طریقہ ہے)	۸۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

۶۰	**مسئلہ ۳۴:** (داڑھی کے باب میں دس مکروہ چیزیں)	۸۹
۶۱	**مسئلہ ۳۵:** (داڑھی کے ٹوٹے ہوئے بالوں کے متعلق ایک ادب)	۹۱
۶۲	**مسئلہ ۳۶:** (اگر کوئی زبردستی کسی کی داڑھی مونڈ ڈالے)	״
۶۳	**مسئلہ ۳۷:** (اگر زبردستی کسی کی داڑھی کے کچھ بال اکھیڑ ڈالے)	۹۳
۶۴	**مسئلہ ۳۸:** (اگر کسی کو مجبوب بنادیا اور اس کی داڑھی جھڑ گئی)	״
۶۵	**فصل سوم**	۹۴
۶۶	**ریش بچہ کے بالوں کے احکام کے بیان میں**	״
۶۷	**مسئلہ ۳۹:** (ریش بچہ کے بالوں کا حکم)	״
۶۸	**مسئلہ ۴۰:** (فنکین یعنی ریش بچہ کے اطراف کے بالوں کا حکم)	۹۵
۶۹	**فصل چہارم**	۹۶
۷۰	**مونچھوں کے احکام کے بیان میں**	״
۷۱	**اشکال:** (”قص الشوارب“ اور ”احفوا الشوارب“ الفاظِ حدیث میں تعارض)	۱۰۰
۷۲	**حل اشکال:**	״
۷۳	**مسئلہ ۴۱:** (مونچھیں مونڈنا بدعت ہے؟)	۱۰۲
۷۴	**مسئلہ ۴۲:** (غازیوں کو مونچھیں بڑھانا مستحب ہے)	۱۰۳
۷۵	**مسئلہ ۴۳:** (سبالتین یعنی مونچھوں کے اطراف کا باقی رکھنا)	۱۰۴
۷۶	**مسئلہ ۴۴:** (مونچھیں بہت بڑی ہوں تو وضو اور غسل میں ان کے نیچے پانی پہنچانا)	۱۰۵
۷۸	**مسئلہ ۴۵:** (زبردستی کسی کی مونچھیں مونڈ ڈالنا)	״
۷۹	**فصل پنجم**	۱۰۶
۸۰	**ناک اور ابرو وغیرہ کے بالوں کے بیان میں**	״
۸۱	**مسئلہ ۴۶:** (ناک کے بال چھانٹنا یا کاٹنا)	״

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر	مضمون	صفحہ
۸۲	**مسئلہ ۴۷** (ابرو کے بال کاٹنا جبکہ بہت بڑھ جائیں)	۱۰۷
۸۳	**مسئلہ ۴۸** (دونوں ابروؤں کے درمیان والے حصے کے بال کاٹنا)	//
۸۴	**مسئلہ ۴۹** (داڑھی کے علاوہ چہرے کے فاضل بال صاف کرنا)	۱۰۸
۸۵	**مسئلہ ۵۰** (اگر زبردستی کوئی کسی کے ابرو تراش دے)	۱۱۰
۸۶	**باب دوم**	۱۱۱
۸۷	**چہرے کے علاوہ باقی بدن کے بالوں کے بیان میں**	//
۸۹	**پہلی فصل**	//
۹۰	**مسئلہ ۵۱** (گردن کے بال صاف کرنا)	//
۹۱	**فصل دوم**	۱۱۳
۹۲	**زیرِ ناف بالوں کے بیان میں**	//
۹۳	**مسئلہ ۵۲** (زیر ناف بال مونڈنا، کاٹنا، اکھیڑنا)	//
۹۴	**اشکال** (بعض احادیث سے عورت کے لئے بھی مونڈنے کی صراحت معلوم ہوتی ہے)	۱۱۵
۹۵	**حل اشکال:**	۱۱۶
۹۶	**مسئلہ ۵۳** (زیر ناف بال دور کرنے کے لئے بال صفا پاؤڈر وغیرہ استعمال کرنا)	//
۹۷	**مسئلہ ۵۴** (حجام والے کے ہاتھ سے بال صفا کریم وغیرہ لگوانا)	۱۱۷
۹۸	**مسئلہ ۵۵** (اگر شوہر بیوی سے زیر ناف بال صاف کرنے کا مطالبہ کرے)	۱۱۸
۹۹	**باب سوم**	۱۱۹
۱۰۰	**ناخنوں کے احکام کے بیان میں**	//
۱۰۱	**مسئلہ ۵۶** (جمعہ کے دن ناخن تراشنا مستحب ہے)	//
۱۰۲	**مسئلہ ۵۷** (ناخن انگلی کے سروں سے بڑھ جائیں پھر بھی جمعہ تک موخر کرنا)	۱۲۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۰۳	**مسئلہ ۵۸** (غازیوں کو ناخن لمبے چھوڑنا)	۱۲۱
۱۰۴	**مسئلہ ۵۹** (ناخنوں کو دانتوں سے کاٹنا)	//
۱۰۵	**مسئلہ ۶۰** (رات کو ناخن کاٹنا)	//
۱۰۶	**مسئلہ ۶۱** (ہفتہ اور اتوار کے دن ناخن تراشنے کا حکم؟)	۱۲۲
۱۰۷	**فصل دوم**	۱۲۳
۱۰۸	**ناخن کاٹنے کی ترتیب کے بیان میں**	
۱۰۹	**باب چہارم**	۱۲۷
۱۱۰	**متفرقات عامہ**	//
۱۱۱	**مسئلہ ۶۲** (داڑھی، مونچھ اور سر کے سفید بال چننا)	//
۱۱۲	**مسئلہ ۶۳** (عورتوں کے منہ چہرے کے بال چننا)	۱۲۹
۱۱۳	**مسئلہ ۶۴** (ناخن اور بالوں کی صفائی میں مشقت کرنا اور زیادہ سے زیادہ چھوڑنے کی حد)	۱۳۱
۱۱۴	**مسئلہ ۶۶** (بال، ناخن اور بدن سے جو چیز بھی جدا ہو اس کو دفن کرنا)	۱۳۷
۱۱۵	**مسئلہ ۶۷** (بال، ناخن جنابت کی حالت میں اتارنا)	//
۱۱۶	**مسئلہ ۶۸** (سر اور داڑھی کے بال پراگندہ حال رکھنا)	۱۳۸
۱۱۷	**اشکال** (ایک حدیث میں نبی علیہ السلام کی ایک دن میں دو مرتبہ کنگھی کرنے کا ذکر)	۱۴۱
۱۱۸	**حل اشکال**	//
۱۱۹	**مسئلہ ۶۹** (مرد کے لئے داڑھی، مونچھ صاف کرکے عورت کی مشابہت کرنا)	//
۱۲۰	**مسئلہ ۷۰** (مصیبت کے وقت داڑھی، مونچھ منڈانا)	۱۴۲
۱۲۱	**مسئلہ ۷۱** (وضو، غسل کے بعد بال اتارے تو وضو و غسل کا حکم)	//
۱۲۲	**مسئلہ ۷۲** (نائی کو خلاف شرع بال کاٹنا جائز نہیں)	۱۴۳
۱۲۳	**مسئلہ ۷۳** (سونے، چاندی کے برتن سے بالوں پر تیل لگانا)	//

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۴	**مسئلہ ۷۴** (نبی علیہ السلام کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا)	۱۴۵
۱۲۵	**بابِ پنجم**	۱۴۸
۱۲۶	**خضاب کے بیان میں**	//
۱۲۷	**تمہید**	//
۱۲۸	**فصلِ اول**	۱۵۷
۱۲۹	**خضاب کے احکام اور اس کی اقسام کا بیان**	//
۱۳۰	**مسئلہ ۷۵** (مردوں اور عورتوں کے لئے سرخ و زرد خضاب لگانا)	//
۱۳۱	**مسئلہ ۷۶** (بالکل سیاہ خضاب حرام ہے سوائے غازیوں کے)	۱۵۸
۱۳۲	**مسئلہ ۷۷** (غازیوں کا سیاہ خضاب کرنا)	۱۶۱
۱۳۳	**اشکال** (ایک حدیث سے سیاہ خضاب کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے)	۱۶۳
۱۳۴	**حل اشکال**	//
۱۳۵	**اشکال** (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب کرتے تھے؟)	//
۱۳۶	**حل اشکال:**	۱۶۴
۱۳۷	**مسئلہ ۷۸** (عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں خضاب کرنا یعنی مہندی لگانا)	۱۶۸
۱۳۸	**مسئلہ ۷۹** (کنواری عورت کا میک اپ کرنے کے جواز و عدم جواز میں تفصیل)	۱۷۲
۱۳۹	**مسئلہ ۸۰** (دانتوں کو رنگنا، چوٹی پر رنگ کرنا)	۱۷۳
۱۴۰	**اشکال** (بڑھاپے کو تغییر کرنے اور بڑھاپے کی فضیلت سے متعلق روایات کا تعارض)	۱۷۳
۱۴۱	**حل اشکال**	۱۷۵
۱۴۲	**اشکال** (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک قول کا ایک حدیث سے ٹکراؤ)	۱۷۶
۱۴۳	**حل اشکال:**	//
۱۴۴	**مسئلہ ۸۱** (مختلف رنگوں کے خضاب میں فضیلت کے اعتبار سے فرق)	//

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۴۵	**فصل دوم**	۱۷۹
۱۴۶	**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق بحث**	//
۱۴۷	**ضمیمہ نمبر(۱)** **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کی تعداد**	۱۸۵
۱۴۸	**ضمیمہ نمبر(۲)** **مآخذ ومراجع اور مصنفین کا اجمالی تعارف**	۱۹۱
۱۴۹	(— الف —)(۳۰ بڑی کتابوں کا تعارف)	//
۱۵۰	(ب)(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع)	۱۹۹
۱۵۱	(ت)(تبیین الحقائق، تاتارخانیہ، تنویر الابصار وغیرہ)	۲۰۰
۱۵۲	(ج)(جامع ترمذی، جمع الوسائل)	۲۰۱
۱۵۳	(د)(درر، درمختار وغیرہ)	۲۰۲
۱۵۴	(ر)(ریاض الصالحین)	//
۱۵۵	(ز)(زادالمعاد، زواجر)	۲۰۳
۱۵۶	(ش)(شفاء، شرح مسلم، شرح مہذب، شرح منہاج وغیرہ)	//
۱۵۷	(ص)(صحیحین، صحیح ابن حبان وغیرہ)	۲۰۵
۱۵۸	(— ع —)(عمدۃ القاری)	۲۰۶
۱۵۹	(— غ —)(غایۃ البیان)	۲۰۷
۱۶۰	(ف)(فتاوی قاضی خان، فتاوی عالمگیری وغیرہ)	//
۱۶۱	(ق)(قنیہ)	۲۰۸
۱۶۲	(ک)(کتاب الآثار)	//
۱۶۳	(م)(مشکوۃ، مسند احمد، مجمع الانہر، مجمع الزوائد وغیرہ)	۲۰۹
۱۶۴	(ن)(نصب الرایہ، نصاب، نہایہ، نسائی)	۲۱۳
۱۶۵	(ھ)(ہدایہ)	۲۱۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش نامہ

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد

بندہ محمد امجد حسین عرض کرتا ہے کہ رسالہ "ھدایۃ النور فیما یتعلق بالاظفار والشعور" سارے انسانی بدن کے بالوں، ناخنوں اور خضاب کے متعلق شرعی احکام پر مشتمل بہت جامع مفید اور نادر رسالہ ہے۔ اس کے مؤلف خطہ پنجاب کے ایک فقیہ عالم ربانی مفتی محمد سعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ ہیں۔

رسالہ کا سال تالیف ۱۲۶۹ھ بمطابق ۱۸۵۰ء ہے (قمری تاریخ مقدمہ کتاب میں خود مؤلف نے ذکر فرمائی ہے) مؤلف کے حالات وسوانح باوجود تلاش کے نہ مل سکے، یہ اصل رسالہ فارسی زبان میں ہے۔

مؤلف مفتی صاحب موصوف کی تعریف اور اس رسالہ کا تعارف رسالہ کے آخر میں بایں الفاظ مذکور ہے۔

"این رسالہ پر از موشگافیہائے عجیبہ ومملو از نکات غریبہ کار آمد اناث وذکور مسمٰی بھدایۃ النور تصنیف مولانا ومولوی اکرام مخدومنا مخدوم ان نام سند کابر روزگار، فخر کملائے پر شہرو دیار علامہ دین پناہ مفتی مولوی محمد سعد اللہ دام ظلہ وعم فیضہ "مطبع محمدی واقع ، بہ لاہور حسب فرمائش عائذ باللہ مولوی محمد فقیہ اللہ رزقہم اللہ تعالیٰ رزقاً واسعاً"

اس سے مطبع کا بھی علم ہوا کہ اس زمانے میں لاہور میں مطبع محمدی نامی تھا وہاں سے شائع ہوا۔ سن اشاعت غالباً ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۸ء کے لگ بھگ ہے جس کا قرینہ یہ ہے کہ ہمارے پاس "ھدایۃ النور" کا جو بوسیدہ نسخہ ہے (یہ ہمارے ہاتھ لگنا بھی ایک اتفاقی واقعہ ہی یوں سمجھئے کہ تکوینی معاملہ تھا جس کا آگے ہم ذکر کریں گے) یہ ایک رسالہ نہیں بلکہ آٹھ رسالوں کا مجموعہ ہے جن میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے چار مطبع محمدی لاہور، تین مطبع احمدی لاہور اور ایک مطبع نول کشور لکھنؤ کا چھپا ہوا ہے۔ مطبع احمدی اور مطبع نول کشور کے رسالوں پر سال طباعت بالترتیب ۱۳۰۲ھ، ۱۳۰۵ھ درج ہے جبکہ مطبع محمدی کے مطبوعہ رسالوں پر سال طباعت موجود نہیں اور یہ رسالے کئی ہونے کے ساتھ ساتھ بوسیدگی میں بھی یکساں ہیں جس سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ یہ رسالہ عدایۃ النور بھی اسی سن و سال یا اس کے قریب کے کسی سال کا چھپا ہوا ہے۔

دوسرے رسالوں کا بھی مختصر حال سن لیں، ان میں سے پہلا رسالہ حق نما مغل شہزادہ دارا شکوہ (سلطان شاہجہاں کے بڑے بیٹے اور سلطان اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے بھائی) کا تصنیف کردہ ہے۔ رسالہ پر مؤلف کا نام یوں لکھا ہے:

"از نتائج طبع وقاد عارف مقامات و مدارج توحیدی محمد دارا شکوہ حنفی قادری"

شہزادہ دارا شکوہ آزاد منش وحدت الوجودی صوفی تھا۔ فلسفہ وحدت الوجود سے گزر کر وحدت ادیان کا پرچارک بن گیا تھا کہ اسلامی عقائد و اسلامیات اور ہندو ویدانت میں تطابق و توافق ثابت کرنے کے درپے تھا اس سلسلہ میں اس نے مجمع البحرین نامی کتاب لکھی۔

اسی قسم کے نظریات و تصورات کی وجہ سے اسے ملحد و زندیق اور بے دین و واجب القتل قرار دیا گیا جیسا کہ اس کے متعلق کہا گیا کہ:

"کفر و اسلام را برادر تو ام خوانده"

یعنی کفر اور اسلام کو جڑواں بھائی کہتا تھا۔ تخت و تاج کے حصول کے سلسلہ میں دونوں بھائیوں میں بڑے معرکے بھی ہوئے جن میں اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ غالب رہے اور دارا شکوہ گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔

دارا شکوہ زندگی کے ابتدائی زمانے میں لاہور کے حضرت میاں میر رحمہ اللہ سے تعلق اور عقیدت رکھتا تھا معلوم نہیں اس وقت بھی یہ اور یہ دیگر خیالات کا حامل تھا یا نہیں۔

رسالہ حق نما میں اس قسم کی کوئی قابل اشکال چیز نظر نہیں آئی، اس رسالہ میں وعظ و نصیحت کے انداز میں اس نے مختلف جہانوں کا تذکرہ و تعارف کرایا ہے۔

رسالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے ہر فصل میں ایک جہان یعنی عالم کا ذکر ہے جو کہ یہ ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱) عالم ناسوت (۲) عالم ملکوت (۳) عالم جبروت (۴) عالم لاہوت

اور ساتھ ساتھ صوفیا نہ اشغال و مراقبات اور حضرات صوفیہ کے کچھ اقوال ذکر کئے ہیں۔

رسالہ میں سال تالیف ۱۰۵۵ھ لکھا ہے۔ دوسرا رسالہ یعنی ہدایۃ النور ہے۔

آگے تین رسالے توفیر الحق، بحر الاسلام اور تحیۃ اللہ ہیں حضرت نواب قطب الدین صاحب علیہ الرحمہ شارح مشکوۃ (مظاہر حق) کے ہیں جو اہل مذہب فرقہ کے مغالطات کے جواب میں ہیں۔ چھٹا رسالہ مقدمہ جزری مع ترجمہ ہے مترجم مولوی غلام حیدر نامی بزرگ ہیں۔ ساتواں رسالہ مفتاح الصلوۃ نماز کے مسائل و احکام پر مشتمل بزبان فارسی بہت جامع رسالہ ہے، مؤلف مولانا شیخ محمد صاحب برہان پوری نامی بزرگ ہیں۔

آٹھواں رسالہ عدۃ الامہ ہے یہ دراصل ایک فتویٰ ہے جو نواب قطب الدین خان علیہ الرحمہ مرحوم نے ہند میں رائج بعض شرکیہ افعال اور بدعات کے متعلق اس وقت کے مفتی حرم شریف مفتی شیخ عبداللہ سے لیا اور شائع کیا، یہ سب رسالے اس قابل ہیں کہ ان کی اشاعت ہو۔

اس رسالہ ہدایۃ النور کا اکابر اہل علم کی نظر میں مستند و معتمد ہونے کا ایک ثبوت اس کا ترجمہ کرنے کے دوران مطالعہ سے یک دفعہ امداد الفتاوی سے ملا کہ حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ نے کنپٹی کی طرف سے سر اور چہرے کے حدود کے متعلق استفتاء کے جواب میں رسالہ ہدایۃ النوری سے متعلقہ بحث نقل کر کے اس کے مطابق جواب دیا۔ [1] نیز فتاویٰ محمودیہ ج۱۹ ص۳۹۲ (ترتیب جدید) میں بھی اس کا حوالہ ہے۔

---

[1] امداد الفتاوی کا متعلقہ فتویٰ ملاحظہ ہو

سوال: [illegible] میں جو بال سر کے شروع ہو کر داڑھی میں آتے ہیں، ان میں سر کی حد کہاں ختم ہے اور داڑھی کہاں سے شروع ہوتی ہے [illegible] کنپٹی [illegible]

الجواب: [illegible]

ان عبارات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کنپٹی سے نیچے جو ہڈی ابھری ہوئی ہے یہاں سے داڑھی شروع ہے اور اس سے اوپر [illegible]

۱۰ شوال ۱۳۳۳ھ (امداد الفتاوی ج۴ ص۲۲۱ [illegible] حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

گدڑی میں لعل

اب اس بوسیدہ نسخہ یعنی مجموعہ رسائل ھدایۃ النور وغیرہ کی دریافت کا قصہ سنئے
ادارہ غفران ٹرسٹ کا قیام شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ بمطابق دسمبر ۱۹۹۸ء میں حضرت اقدس سیدی مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں عمل میں آیا۔
اس سے پہلے آپ تقریباً چھ سال (اگست ۹۲ء تا دسمبر ۹۸ء) جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر کے دارالافتاء و درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے جبکہ جامعہ اسلامیہ میں دارالافتاء کا قیام اور اس کا ایک منظم و مربوط نظام آپ ہی کے ذریعے ہوا۔
بندہ اتھر جامعہ اسلامیہ کے دورے ہی حضرت اقدس سے تلمذ کی سعادت رکھتا ہے۔
بندہ نے حفظ، تجوید اور درجہ سادسہ تک کتب جامعہ ہی میں پڑھیں (سوائے درجہ ثالثہ کے)
شعبان ۱۸ھ میں بندہ دورہ حدیث سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت میں آ گیا اور دارالافتاء میں حضرت سے افتاء کی مشق میں مشغول ہو گیا۔
ایک سال بعد جب حضرت نے ادارہ غفران قائم کر کے یہاں دارالافتاء کا سلسلہ شروع فرمایا تو بندہ اور مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہم بھی افتاء کی مشق کی تکمیل کے لئے جامعہ اسلامیہ سے حضرت کی خدمت میں آ گئے۔
اس طرح ادارہ کے بالکل ابتدائی طالب علم ہونے کا اعزاز ہم دونوں کو حاصل ہوا، الحمدللہ علی ذلک
ادارہ کے اس پہلے سال شوال ۱۴۱۹ھ کی بات ہے کہ حضرت کے متعلقین میں سے ایک صاحب جو ردی کا کام کرتے تھے، ایک دن چند بوسیدہ کتب و رسائل ردی میں ان کو ملے، اس میں عربی و فارسی عبارات وغیرہ دیکھ کر ان کو خیال ہوا کہ حضرت کو کہیں ان سے کوئی کام نہ ہو، اس خیال سے وہ یہ رسالہ ھدایۃ النور لے کر ادارہ غفران حاضر ہوئے، بس وہی مجموعہ رسائل تھا جس کی داستان پیچھے بیان ہوئی۔
ان رسائل میں ھدایۃ النور پر حضرت کی نگاہ انتخاب ٹھہر گئی کہ اس وقیع علمی ذخیرہ کا ترجمہ ہونا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہئے تاکہ اسے گوشۂ گمنامی سے نکال کر ازسرِنو منصۂ شہود پر لایا جاسکے۔

حضرت نے بندہ کے ذمہ اس کے ترجمہ کا کام لگایا۔

بندہ نے ذیقعدہ سے محرم تک تقریباً تین ماہ میں دیگر مشاغل و معمولات کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کر کے فارسی سے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔

اس لحاظ سے بندہ اپنے مشفق استاذ کے دوسرے تکمیلی سال کا اس کو مقالہ کی نوعیت کا کام سمجھتا ہے، گو کہ یہ کہنا: "انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام"

کا مصداق ہے، لیکن مصر کی ایک بڑھیا یوسف علیہ السلام کی بولی لگنے والی نیلام منڈی میں جہاں مصر کے بڑے بڑے سرمایہ دار یوسف کی خریداری کے لئے اپنے خزانوں کا جائزہ لے رہے تھے وہاں اپنا کل اثاثہ سوت کی دو انٹیاں لے کر خریداران یوسف میں محض اپنا نام شامل کرانے کا شرف حاصل کرنے پہنچ گئی تھی تو بندہ ناکارہ، بے ہمت و بے مایہ بھی بازارِ علم وتحقیق میں اپنی یہ "بضاعۃ مزجاۃ" لے کر اس امید پر حاضر ہوا کہ کل اللہ کی بارگاہ میں اہلِ علم ، راسخین اور وارثین شرع متین کی جوتیوں میں جگہ مل جائے تو یہ اللہ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز.

ع   بلبل ایں ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

توفّنی مُسلِمًا وّالحقنی بالصّلحین. سورۃ یوسف ۱۰۱

اس ترجمہ کی کمپوزنگ بھی اسی زمانے میں ہوگئی تھی لیکن بعد میں مشاغل ومصروفیات اس نوعیت کی پیش آتی رہیں کہ سہا سال تک اس مسودہ پر یکسوئی سے مزید کام کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

پچھلے دو سالوں سے حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ایک سے زیادہ دفعہ بندہ کو اس طرف متوجہ کیا اور رہنمائی فرمائی کہ اس رسالہ پر مزید فلاں فلاں کام کر کے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ تاکہ اس کی طباعت کی کوئی صورت کی جائے، لیکن بندہ کی بے ہمتی و سستی کا تو یہ عالم تھا کہ ع

"زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد"

اگرچہ مدرسہ تدریس، وقتی مشغولیت کا رہا لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے   ع

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

بہر حال یہ جو پھلا پھولا ہے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی رہنمائی اور توجہات کا نتیجہ ہے۔ یہ پہلی اشاعت اس کا نقش اول ہے (جو ترجمہ ہو چکنے کے تقریباً نو سال بعد ہو رہی ہے)

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم جن کی جوتیوں سے اللہ تعالیٰ نے ہم خدام کو وابستہ فرما کر ذرہ نوازی فرمائی ہے، آپ قحط الرجال کے اس دور میں غنیمت کی ہستی اور "موفق بالخیر" ہیں اور اہل حق کا سرمایہ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے دین کی جو خدمت لے رہے ہیں وہ اس دور میں قابل رشک بھی ہے اور قابل اطمینان بھی، حضرت اپنی ذات میں خود ایک ادارہ اور انجمن ہیں۔

مردم شناسی کا جو جوہر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر عطا فرمایا ہے، مختلف افراد و متعلقین سے ان کی صلاحیت اور مزاج کے مطابق مفید دینی کام لینے کا گر خوب ہی جانتے ہیں۔

کسی دانشور کے بقول زیادہ کام کرنا اچھے قائد اور رہنما کی صفت نہیں بلکہ اچھے کارکن کی صفت ہے، ہاں ہر ایک سے کام لینا اور اس کی صلاحیتوں کو صحیح مصرف میں استعمال کرنا یہ اچھے قائد کی پہچان ہے۔

جبکہ حضرت صرف کام لینے کا گر ہی نہیں جانتے بلکہ اپنے ایک ایک سے کو بھی کارآمد بنانے اور زیادہ سے زیادہ مقصد کاموں میں استعمال کرنے میں بھی بندہ کی نظر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھیں اور آپ کی خدمات سے اسلام کو روز افزوں ترقی عطا فرمائیں۔

بندہ نے ترجمہ کے علاوہ اس رسالہ پر مزید جو کام کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) تخریج روایات وعبارات وغیرہ مع اردو ترجمہ کی سے استدلالات وحکایات حاشیہ میں۔

(۲) کتاب میں مذکور مسائل کو دلائل وتفصیلات سے الگ کر کے بطور خلاصہ شروع میں بھی رکھ دیا گیا تاکہ دلائل سے قطع نظر اصل مسائل جو کہ کتاب کا حاصل ہیں وہ آغاز میں ہی قارئین کے سامنے آ جائیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳) بعض بعض مسائل میں جو کمزوری نظر آئی ان کی طرف حاشیہ میں مذہب کی اصل کتب کی عبارت کے حوالے سے اشارہ کر دیا گیا، اور مسئلہ کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی۔

(۴) حضور نبی کریم ﷺ کے عمر اوں کی تحقیق پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کا نہایت عالی شان مضمون بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا۔

(۵) کتاب میں جن کتب، مصنفین کتب اور نامور اہل علم کا ذکر آیا ہے ان کے تراجم و تعارف پر مشتمل نہایت دقیق مضمون (جو بہت محنت سے مرتب کیا گیا) بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا۔

(۶) اپنے خواجہ تاش مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہ کے ایک مجموعہ مضامین ''خواتین کی زیب وزینت کے شرعی احکام'' سے حاشیہ میں موقع بہ موقع اقتباسات لئے گئے ہیں۔

آخر میں بندہ (مترجم) اس کام میں معاونت کرنے والے اپنے ان احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے

(۱) مولانا طارق محمود صاحب (جنہوں نے تخریج کے عمل میں بہت معاونت کی)

(۲) مولانا محمد ناصر صاحب (جنہوں نے کمپوزنگ وغیرہ میں تعاون کیا)

(۳) مکرم جناب محمد زکریا صاحب (جنہوں نے کمپوزنگ کے عمل میں معاونت کی)

(۴) جناب عبدالوحید اختر صاحب (مالک پنڈی پرنٹرز، سرکلر روڈ، راولپنڈی)

اللہ تبارک وتعالیٰ ان احباب کی اس سعی بلیغ کو مقبول و بارآور فرمائیں، بندہ کے لئے اور بندہ کے والدین کے لئے اس حقیر کاوش کو صدقہ جاریہ اور باعث مغفرت و ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ ع

یرحم اللہ عبداً قال آمینا

بندہ محمد رضوان حسین

۹ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ، 07 جنوری 2009ء

ادارہ غفران راولپنڈی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از مؤلف ''ہدایۃ النور''

ابروئے سخن رب ذوالمنن کے حمد و توصیف کے رنگ عنابی سے رنگین و مزین ہو کہ جس نے نوعِ انسانی کو شعور (سمجھ) کی خوبیوں سے آراستہ فرمایا اور انسان کی آنکھ کی پتلی کو بالکل سیاہ نقطے کے ذریعے نور کی چکا چوندی سے جگمگایا، اس کی نعمتوں کے شکر کی چمن میں میرا ہر بال خود بجائے خود ایک زبان ہے۔ لیکن جب سبزہ بھی کوتاہی کے غم کی ہوا سے سرگرداں و پریشان ہے تو عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کچھ کیوں نہ کہا جائے۔

اگر میرا ہر بال مو ایک زبان بن جائے — تیری توصیف کروں ہر داستان کے ساتھ

نہ پرو سکوں تیرے شکر کے موتی نہ ہو سکے — بیان بال برابر بھی تیرے جود و کرم کا

اور روئے بیان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل خاندان اور منتخب روزگار ساتھیوں پر درود کے رنگ گلابی سے مزین و آراستہ ہو کہ جنہوں نے گمراہی کی شب کے تاریک اوں کو صبح ہدایت کی سپیدی سے روشن کر دیا اور کمال رسالت اور جمال ہدایت کی تعریف کرنے والی زبانوں کو ایک دھن لگا دی۔

حمد و صلوۃ کے بعد یہ ایک رسالہ ہے موسوم ''بهداية النور فيما يتعلق بالاظفار والشعور'' کہ بندہ مجسم قصور و گناہ محمد سعد اللہ نے (اللہ تعالیٰ اس کی عقبیٰ کو دنیا سے بہتر کرے) اس کے وجود کے رنگ کو بعض دوستوں کی درخواست پر ۱۲۶۲ھ میں رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے دوران بیان کے صفحے پر کھینچا اور اس کی ترتیب کے موتیوں کی لڑی کو پانچ ابواب کی لڑیوں کے گلے میں ڈالا۔

(۱) پہلا باب آدمی کے چہرے کے بالوں کے بیان میں ہے۔

(۲) دوسرا باب چہرے کے علاوہ سارے بدن کے بالوں کے بیان میں ہے۔

(۳) تیسرا باب ناخنوں کے بیان میں ہے۔

(۴) چوتھا باب عمومی متفرقات کے بیان میں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۵) پانچواں باب خضاب کے بیان میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر فصل اور باب میں حق اور درستگی کے القاء کرنے والے ہیں، اور ہر مشکل اور حساب کو آسان کرنے والے ہیں، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور قرار پکڑتا ہے۔ فقط

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلاصۂ مسائل

ملحوظہ: کتاب میں بکھرے ہوئے مسائل کو بطور اختصار اور افادۂ عام کے اصل کتاب سے پہلے بھی ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ جو حضرات دلائل وتفصیلات میں نہ جانا چاہیں، وہ بھی بالوں وغیرہ کے متعلق ان تمام مسائل سے مستفید ہوسکیں (یاد رہے کہ خلاصۂ مسائل کے الفاظ اور ترتیب اصل کتاب کے مطابق نہیں ہے) از مترجم

مسئلہ ۱ مردوں کے لئے پورے سر کے بال رکھنا مسنون ہے اور ان کو منڈانا بھی جائز (مباح) ہے۔

مسئلہ ۲ قزع یعنی سر کے کچھ بال منڈا دینا یا کتروا دینا اور کچھ چھوڑ دینا یا کہیں سے کم کتروانا کہیں سے زیادہ کتروانا یہ تمام صورتیں جائز نہیں۔

مسئلہ ۳ بوقت ضرورت (مثلاً علاج وغیرہ کے موقعہ پر) قزع کی مرد وعورت دونوں کے لئے جواز اور گنجائش ہے۔

مسئلہ ۴ عورتوں کو سر منڈانا ہر صورت میں ناجائز ہے مگر علاج کی ضرورت سے گنجائش ہے۔

مسئلہ ۵ عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرتے ہوئے سر کے بال کاندھوں تک کتروانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶ بچی کے سر کے بال نو سال تک مونڈنا جائز ہے۔

مسئلہ ۷ سر کے بال چونا، بال صفا پاؤڈر، کریم وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے، مگر بہتر نہیں۔

مسئلہ ۸ سر منڈانے کا آغاز جس کا سر مونڈا جارہا ہو اس کی دائیں جانب سے سنت ہے نہ کہ مونڈنے والے (یعنی نائی) کی دائیں جانب سے (وھو الاصح)

مسئلہ ۹ انسان کے کاٹے ہوئے بال پاک ہیں، اگر بال کترواتے یا مونڈواتے ہوئے جسم یا کپڑوں پر پڑ جائیں تو نماز ان کے ساتھ درست ہے، اور کسی پاک چیز میں گر جائیں تو وہ ناپاک نہیں ہوگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۱۰ سر کے بالوں کا جوڑا بنا کر (بالوں کو جمع کر کے سر پر باندھنا) اسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (اور یہ کراہت کا حکم اصل تو مردوں کے لئے ہے لیکن بعض صورتوں میں عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے)

مسئلہ ۱۱ عورتوں کے لئے غسلِ واجب کے وقت بندھے ہوئے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا کافی ہے (بال کھولنے کی ضرورت نہیں) مگر مردوں کو جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۲ سر کے بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے اور سدل (مانگ نکالے بغیر بال پیچھے کو ڈالنا) بھی جائز ہے (اور یہ حکم مرد وعورت دونوں کے لئے ہے)

مسئلہ ۱۳ بالوں کو کاندھوں تک اور اس سے کم لمبا کرنا جائز ہے (بلکہ مسنون ہے، جبکہ اس کی نگہداشت رکھے)

مسئلہ ۱۴ سر کے بالوں کے ساتھ انسانی بال ملانا جس کو وصل کہتے ہیں یہ مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

مسئلہ ۱۵ ملائے ہوئے بالوں کے ساتھ نماز کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے (گو کراہت کے ساتھ ہو)

مسئلہ ۱۶ عورتوں کو ریشمی وغیر ریشمی پراندی وغیرہ سے بال باندھنا جائز ہے، خواہ رنگین ہو یا سادہ۔

مسئلہ ۱۷ عورتوں کو مصنوعی (غیر انسانی) بال سر کے بالوں کے ساتھ ملانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸ اگر کسی غلام کی پیشانی پر بال نہ ہوں تو بائع (بیچنے والا) اس غرض سے کہ قیمت زیادہ لگے اس کی پیشانی پر بال لگا سکتا ہے اور اگر غلام خدمت کے لئے ہو تو اس طرح اس کے بالوں میں اضافہ کرنا جائز نہیں (اس زمانے میں شرعی غلام ناپید ہیں)

مسئلہ ۱۹ سر کے بالوں میں تیل و کنگھی نہ کرنا جس کی وجہ سے ان میں جوئیں پڑ جائیں اور میلے کچیلے ہو جائیں اور پراگندہ ہو کر آپس میں چپک جائیں جیسا کہ بعض ملنگوں کا طریقہ ہے یہ بدعت اور خلافِ سنت ہے اور اس میں ہندو جوگیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے (جو کہ حرام ہے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۲۰ : ایک مٹھی کی مقدار تک داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کو سنت کہنا اس معنی میں ہے کہ دین میں جاری شدہ طریقہ ہے اس اعتبار سے واجب پر بھی سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔ یا سنت سے ثابت ہونے کی وجہ سے سنت کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۱ مٹھی سے زائد داڑھی کتروانا اس شرط کے ساتھ مستحب ہے کہ معمولی دراز ہوگئی ہو اور اگر ابتداء مٹھی سے بڑھنے کے زمانہ میں نہیں کاٹی، اور وہ مٹھی سے بہت زیادہ بڑھ گئی تو تب کاٹنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲ داڑھی مونڈنا حرام ہے اور اسی طرح مٹھی سے کم کتروانا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳ داڑھی کے باب میں مندرجہ ذیل دس چیزیں مکروہ وممنوع ہیں اور بعض کی کراہت بعض سے بڑھ کر ہے

(۱) سیاہ خضاب کرنا، البتہ جہاد کی غرض سے جو خضاب کیا جائے وہ اس سے مستثنیٰ ہے (یعنی دشمن پر رعب کی غرض سے اپنے بڑھاپے کو چھپائے اور سیاہ خضاب کرکے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرے تو جہاد کے لئے اس کی اجازت ہے)

(۲) داڑھی کو گندھک کے ذریعے سفید کرنا تاکہ کبرسنی، وقار، بزرگی اور تجربہ کاری کا اظہار ہو۔

(۳) بے مقصد داڑھی اکھیڑنا یا ابتدائے جوانی میں اپنے آپ کو امرد (بے ریش نوعمر لڑکا) ظاہر کرنے کے لئے بال نوچنا۔

(۴) بڑھاپے سے تنگ دعار کرتے ہوئے سفید بال چننا۔

(۵) ایک مٹھی کی مقدار سے داڑھی کو کم کرنا۔

(۶) داڑھی کو زیادہ ظاہر کرنا اس طور پر کہ سر کے بالوں کی دونوں کنپٹیوں سے دراز کرکے کان کے نرمے کے پاس سے داڑھی میں ملائی جائیں۔

(۷) ریاء ونمود اور نمائش کی خاطر کنگھی کرنا اور بالوں کو سنوارنا۔

(۸) زہد وورع ظاہر کرنے کے لئے داڑھی کو پراگندہ اور الجھی ہوئی چھوڑنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

(تا کہ لوگ یہ خیال کریں کہ زہد کی وجہ سے کنگھی پٹی کرنے میں مشغول نہیں ہوتا)

(۹) جوانی یا بڑھاپے کی وجہ سے داڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو خود پسندی کی نظر سے دیکھنا۔

(۱۰) سرخ یا زرد خضاب اتباعِ سنت کی بجائے اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرانے کی غرض سے کرنا (احیاء علوم، صفحہ ۱۸)

مسئلہ ۲۴ داڑھی کے جو بال ٹوٹ جائیں ان کو دفن کر دینا بہتر ہے (یہ جادو ٹونے سے بچاؤ کے لئے حفاظتی تدبیر کے طور پر حکم ہے۔ کیونکہ جس پر جادو کیا جاتا ہے، اس کے بال، ناخن وغیرہ بھی اس عمل میں استعمال ہوتے ہیں)

مسئلہ ۲۵ ریش بچہ (نچلے ہونٹ کے نیچے بالوں کا جو گچھا سا ہوتا ہے) کے بال کا ٹنا، مونڈنا مکروہ ہے اس لئے کہ ریش بچہ داڑھی کا حصہ ہے۔

مسئلہ ۲۶ فنیکین یعنی ریش بچہ کے اطراف کے بال صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۷ لبوں (مونچھ) کا کتروانا اس طور پر کہ ہونٹ کے برابر ہو جائیں، سنت ہیں، اور مونڈانے میں اختلاف ہے، بعض بدعت کہتے ہیں، بعض اجازت دیتے ہیں، لہٰذا نہ مونڈانے میں احتیاط ہے (بہشتی گوہر ص ۱۱۵)

مسئلہ ۲۸ غازیوں کو قتال کے وقت مونچھیں بڑھانا جائز و مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۹ داڑھی سے متصل سبالتین یعنی مونچھوں کے دونوں اطراف کے بال باقی رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۰ کسی کی مونچھیں گھنی ہوں کہ وضو کرتے ہوئے پانی ان کے نیچے جلد تک نہ پہنچتا ہو تب بھی وضو ہو جاتا ہے البتہ اس صورت میں غسل (جنابت) نہ ہوگا، اہتمام کے ساتھ پانی نیچے جلد تک پہنچانا چاہئے۔

مسئلہ ۳۱ ناک کے اندر کے بال چننا اور کاٹنا دونوں طرح جائز ہے۔

مسئلہ ۳۲ ابرو یعنی بھنووں کے دراز بال جو لٹکنے ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں پڑتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوں یا دیکھنے میں رکاوٹ بنتے ہوں ان کو کاٹنا جائز ہے، مگر جو بال عام عادت کے مطابق ہوتے ہیں، انہیں کاٹ کر بھنووں کو باریک کرنا (جس کو آج کل پلاکنگ "Plucking" کہتے ہیں) یہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۳ دونوں ابروؤں کے درمیان ناک کے اوپر سیدھ میں بال ہوں تو ان کو زیبائش کی غرض سے صاف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۴ چہرے کے وہ اضافی بال جو داڑھی اور چہرے کی خوبصورتی میں رکاوٹ بنتے ہوں ان کو دور کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۵ صرف گردن کے بال مونڈنا (اگرچہ سر کے بال نہ مونڈائے) جائز ہے، لیکن بہتر نہیں۔

مسئلہ ۳۶ زیر ناف بالوں کو مونڈنا، کاٹنا، اکھاڑنا سب جائز ہے مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی۔

مسئلہ ۳۷ زیر ناف بال دور کرنے کے لئے چونا وغیرہ یا بال صفا پاؤڈر کا استعمال جائز ہے، مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی (البتہ مرد کے لیے استرے وغیرہ سے اور عورت کو کریم، پاؤڈر وغیرہ سے صفائی زیادہ بہتر ہے)

مسئلہ ۳۸ زوجین کے لئے ایک دوسرے سے ستر کا پردہ نہیں، لہٰذا اگر شوہر بیوی سے موئے زہار (زیر ناف بال) صاف کرنے کا مطالبہ کرے تو عورت پر اس کے حکم کی تعمیل لازم ہوگی۔

مسئلہ ۳۹ جمعہ کے دن مرد و عورت سب کو ناخن تراشنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۴۰ ناخن انگلی کے سرے سے بڑھ جانے کے باوجود جمعہ تک کاٹنے کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (بظاہر مکروہ تنزیہی ہے، جبکہ اس میں میل کچیل جمع نہ ہو اور نہ پانی نیچے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہوں)

مسئلہ ۴۱ غازیوں کو بوقت جہاد ناخن لمبے کرنا جائز بلکہ مستحب ہے باوجودیکہ ان کا کٹوانا امور فطرت میں سے ہے اس لئے کہ اسلحہ سے اگر وہ خالی ہاتھ ہو جائیں تو ناخنوں سے جنگی کا کام

toobaa-elibrary.blogspot.com

لے سکیں گے۔

مسئلہ ۴۲ ناخن دانتوں سے کاٹنا اچھا نہیں اور یہ برص کی بیماری کا بھی باعث بنتا ہے۔

مسئلہ ۴۳ رات کو ناخن کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴۴ ہفتہ اور اتوار کے دن ناخن تراشنے سے پرہیز کرنا (جیسا کہ بعض لوگوں میں مشہور ہے) صحیح نہیں۔

مسئلہ ۴۵ داڑھی، مونچھ اور سر کے سفید بال چننا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴۶ عورتوں کے لئے چہرے کے بال (چشم نما) چننا (تھریڈنگ) جائز نہیں، البتہ داڑھی یا مونچھ کے بال اُگ آئیں تو ان کو دور کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام نے نامصہ اور متنمصہ عورت کو بھی ملعون عورتوں میں شمار فرمایا ہے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغییر اور تبدیلی کرنے والی قرار دیا ہے (نامصہ وہ عورت ہے جو دوسرے کے ابرو کے بال چنے اور متنمصہ وہ جو اپنے ابرؤں کے بال کسی سے چنوائے، اس مسئلہ میں کچھ مزید تفصیل ہے، جو کتاب کے اندر ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ ۴۷ ناخن اور مونچھیں تراشنا اور زیر بغل بال کاٹنا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور جس شخص کا سر منڈانے کا معمول ہو اس کو سر منڈانا یہ تمام اعمال ہر ہفتہ بجا لانا مستحب ہیں اور اس میں جمعہ کے دن کی رعایت رکھنا بھی مستحب ہے اور زیر بغل و زیر ناف بال ہفتہ بھر سے زیادہ کے وقفے سے بھی صاف کرسکتا ہے اور وقفے کی انتہائی حد چالیس دن ہے، چالیس دن سے زیادہ وقفہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۴۸ جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو، اس کے لیے ذوالحج کا چاند نظر آنے سے اپنی قربانی ہونے تک جسم کے بال اور ناخن صاف نہ کرنا افضل، مستحب ہے تاکہ قربانی اس کے تمام اجزائے بدن کا عوض اور بدلہ ہوجائے۔

مسئلہ ۴۹ جسم کے بال اور ناخن اور جو کچھ بدن سے جدا ہو جیسے دانت، پھوڑ کا کٹا ہوا ہاتھ، دیگر منقطع شدہ اعضاء، پوست بدن، حیض و نفاس سے آلودہ ناکارہ کپڑے وغیرہ، خون اور جوئیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کو دفن کر دینا افضل و مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۰ بالوں اور ناخنوں کا مونڈنا اور تراشنا حالتِ جنابت میں مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ ۵۱ سر اور داڑھی کو پراگندہ رکھنا اور تیل اور کنگھی سے اس کی نگہداشت نہ رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۵۲ مردوں کو داڑھی، مونچھ صاف کر کے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنا حرام ہے اور ہاتھ، پاؤں میں مہندی لگانے میں اور سب ولہجہ، آواز، چال ڈھال اور لباس میں ان کی مشابہت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۳ داڑھی اور مونچھ وغیرہ کے بال مصیبت کے وقت یا کسی کی موت پر (سوگ کے طور پر) منڈانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۵۴ ٹھوڑی، ابرو اور مونچھوں کے بالوں میں پانی پہنچا دے (اگر غسل کر رہا ہو) یا سر کا مسح کر لے (اگر وضو کر رہا ہو) پھر یہ بال منڈا دے یا وضو کے بعد ناخن کاٹ لے تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ ان مذکورہ جگہوں کو دھونے اور پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں البتہ اگر ناخن اتنے بڑھ چکے ہوں کہ انگلیوں کے پورے بالکل چھپ چکے ہوں (جس کی وجہ سے ان تک پانی نہ پہنچا ہو) تو اس صورت میں ان کو کٹوانے کے بعد انگلیوں کے پوروں تک پانی پہنچانا لازم ہوگا۔

مسئلہ ۵۵ حجام کو کسی کے سر کے بال خلافِ شرع طریقے پر کاٹنا یا داڑھی مونڈنا اگرچہ آدمی کی فرمائش اور مطالبے پر ہی ہو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گناہ پر تعاون میں داخل ہے، اور اس پر اجرت ومعاوضہ لینا بھی حلال کمائی میں داخل نہیں۔

مسئلہ ۵۶ سونے چاندی کے برتن سے سر اور داڑھی پر تیل لگانا مکروہ ہے اور اس کے حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور اس کی اصل وجہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۵۷ نبی علیہ السلام کے اصل موئے (بال) مبارک سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے برکت حاصل کرنا جائز ہے (اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

السلام کے بال مبارک کو اپنی ٹوپی میں رکھا تھا، حصول برکت کے لئے، جنگی معرکوں میں اسے سر پر رکھتے تھے اور فتح یاب لوٹتے تھے) [1]

مسئلہ ۵۸ سرخ و زرد خضاب مردوں، عورتوں دونوں کے لئے جائز و مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۹ بالکل سیاہ خضاب جو حقیقی سیاہی کے مشابہ ہو سوائے غازیوں کے باقی سب کے لئے ناجائز ہے۔

مسئلہ ۶۰ غازیوں کو کفار پر ہیبت طاری کرنے کی غرض سے سیاہ خضاب کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۶۱ عورتوں کو ہاتھ پاؤں اور ناخنوں پر خضاب (مہندی) لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس میں تماثیل وتصاویر نہ ہوں، اور مردوں اور بچوں کو ہاتھ پاؤں اور ناخنوں پر کسی بھی قسم کی مہندی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۲ غیر معمولی زیب و زینت، میک اپ کنواری عورت کے لئے جائز نہیں، شادی شدہ عورت کے لئے شوہر کی اجازت سے جائز ہے (اس مسئلہ میں کچھ تفصیل ہے جو کتاب کے اندر ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ ۶۳ دانتوں کو بلا ضرورت رنگین کرنا (خواہ چاندی یا قلعی وغیرہ کر کے ہو) مردوں، عورتوں دونوں کو جائز نہیں۔

مسئلہ ۶۴ مہندی و کتم (مہندی کی طرح ایک بوٹی کا رنگ) کے الگ الگ رنگ (خضاب) سے زرد رنگ (خضاب) بنتا ہے اور تنہا مہندی کے رنگ سے مہندی و کتم سے مخلوط رنگ بنتا ہے۔

مسئلہ ۶۵ محرم (حالت احرام والا) کو مقررہ وقت (حج وعمرہ کے احرام سے نکلنے کے صحیح موقع) سے پہلے سر اور بدن کے بال اور ناخن دور کرنا کسی بھی طرح سے ہو جائز نہیں۔

مسئلہ ۶۶ مردوں کے لئے حج وعمرہ سے حلال ہوتے وقت بال کتروانے کے بجائے منڈوانا افضل ہے اگرچہ کم از کم ایک پورے کی لمبائی کے برابر کتروانا بھی جائز ہے۔

---

[1] یہ حکم اس وقت ہے جبکہ یقینی طور پر ان کا حضور ﷺ کے موئے مبارک ہونا ثابت ہو جائے اور ثابت ہونے کے بعد بھی ان کی مساجد میں نمائش کرنا اور اس کے ساتھ بعد دوسری بدعات کا معاملہ کرنا جائز نہیں، لہٰذا اس اعتدال اور حدود کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ گناہ سے بچنا ضروری ہے اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے برکت حاصل کرنا ضروری نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ٦٧ حج وعمرہ سے حلال ہوتے وقت جس محرم کے سر پر بال نہ ہوں اس کے لیے بھی سر پر استرا پھیرنا واجب ہے۔

مسئلہ ٦٨ حج میں مردوں کے لئے سر کے بال مونڈنے اور کاٹنے دونوں کا جواز اس صورت میں ہے جب دونوں چیزیں ممکن ہوں اور اگر تلبید (بالوں کو سر پر کسی چیز سے چپکا لینا) وغیرہ کے عذر سے مونڈنے سے معذور ہو تو کاٹنا متعین ہے اسی طرح اگر زخم، پھوڑے وغیرہ کی وجہ سے نہ منڈا سکتا ہو تو بھی کتروانا متعین ہو جائے گا، اور اگر سر پر زخم اتنے زیادہ ہوں کہ نہ منڈوا سکتا ہو اور نہ کتروا سکتا ہو اور نہ ویسے استرا چلا سکتا ہو تو یہ عمل اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ٦٩ محرم عورتوں کے لئے سر کے بال کتروانے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے بالوں کے چوتھائی میں سے انگلی کے پورے کے برابر بال کتروائیں۔

مسئلہ ٧٠ عورتوں کے لئے حج وعمرہ سے فراغت پر بال منڈانا جائز نہیں بلکہ کتروانا متعین ہے

مسئلہ ٧١ "خنثیٰ مشکل" حج وعمرہ میں سر کے بالوں کے کتروانے میں عورت کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ٧٢ اگر کسی نے جبراً کسی جوان شخص کے سر کے بال مونڈ دیے اور اس کے بعد اس جوان کے سفید بال اُگ آئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مونڈنے والے پر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے، جبکہ صاحبین ثالث کے ذریعے ضمان وتاوان کی مقدار مقرر کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں بشرطیکہ ضمان وتاوان کا مطالبہ کیا جائے۔

مسئلہ ٧٣ اگر کسی نے زبردستی کسی بچے کے سر کے بال مونڈ ڈالے (خواہ وہ بال گھنگریالے بھی ہوں) اس کے بعد اس کی جگہ سفید بال اُگ آئے تو مونڈنے والے پر بقدرِ نقصان تاوان لازم آئے گا (یعنی بچے کو غلام فرض کر کے ان سفید بالوں کی صورت میں اور سابق قدرتی بالوں کی صورت میں اس کی قیمت دیکھی جائے گی جو فرق ہو اس کے بقدر تاوان مونڈنے والے پر لازم ہوگا) گھنگریالے اور غیر گھنگریالے ہونے کی صورتوں میں تفاوت کو نہیں دیکھا جائے گا اس لئے کہ بچوں کے سروں پر اغراضِ فاسدہ کے لئے بال چھوڑنا حرام ہے، اور حرام چیز شرعاً قابلِ قیمت شمار نہیں ہوتی (حاصل یہ کہ دوبارہ سفید بال اُگنا تو عیب شمار ہوگا، اس لئے تاوان آنے کا جبکہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مونڈے ہوئے بال گھنگریالے ہوں اور دوبارہ گھنگریالے بال نہیں اگے تو یہ عیب شمار نہیں ہوگا اس لئے تاوان لازم نہیں ہوگا)

مسئلہ ۷۴ شرفاء اور علویوں کی طرح عام لوگوں کو چٹے چھوڑنا بعض ان کے شعار ہو جانے کے مکروہ ہے اور تلبیس میں داخل ہے (ہمارے اس زمانے میں ان طبقوں کا یہ شعار نہیں رہا تو اس وجہ سے بظاہر کراہت بھی نہ ہوگی۔ واللہ اعلم)

مسئلہ ۷۵ مردوں کے حق میں سوائے حالت احرام کے بال منڈانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷۶ اگر کوئی کسی کی داڑھی زبردستی مونڈ ڈالے تو اس پر پوری دیت لازم ہوگی۔[1] جبکہ گھنی ہو، اور اگر گھنی نہ ہو تو تاوان کا فیصلہ پنچایت کرے گی، البتہ کوسج کی ٹھوڑی پر جو چند بال اگے ہوئے ہوں (ایک قول کے مطابق) ان کو مونڈنے سے کچھ بھی لازم نہیں آتا (کوسج وہ شخص ہوتا ہے کہ جوان ہونے کے باوجود اس کی داڑھی نہ آ رہی ہو)

مسئلہ ۷۷ اگر کوئی کسی شخص کی داڑھی کے کچھ بال زبردستی اکھیڑ ڈالے اور پھر ایک سال تک وہ بال دوبارہ نہ اگیں تو دیت غائب و موجود بالوں پر تقسیم کریں گے اس تناسب سے غائب بالوں کی جتنی دیت بنے گی اکھیڑنے والے پر لازم ہوگی۔

مسئلہ ۷۸ اگر کسی کو مجبوب بنا دیا (یعنی اس کے آلۂ تناسل کو مع خصیتین کے ضائع کر دیا) جس کی وجہ سے اس کی داڑھی جھڑ گئی تو اس صورت میں بھی پوری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ ۷۹ اگر کوئی زبردستی کسی کی مونچھیں مونڈ ڈالے پھر ایک سال تک بال دوبارہ نہ اگیں تو حکومت عدل (حاکم یا پنچایت کے ذریعے ضمان کی تعیین) لازم ہوگی اور اگر داڑھی مونچھ دونوں مونڈ ڈالے ہوں تو دونوں کا علیحدہ علیحدہ تاوان لازم ہوگا۔

---

[1] دیت کے تین نصاب ہیں: چاندی سے دس ہزار درہم کی مقدار یا اس کی قیمت (یعنی 34.02 کلو گرام چاندی) سونے سے ایک ہزار دینار کی مقدار یا اس کی قیمت (یعنی 4.86 کلو گرام سونا ہوتے) اونٹوں سے ۱۰۰ اونٹ یا ان کی قیمت (یہ اب پانچ قسم کے ہوں گے بیس ایک سالہ اونٹنیاں، بیس ایک سالہ اونٹ، بیس دو سالہ اونٹنیاں، بیس تین سالہ اونٹنیاں، بیس چار سالہ اونٹنیاں) یہ مرد کی دیت کا نصاب ہے، عورت کی دیت اس سے نصف ہے (حسن الفتاوی ج ۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۸۰ اگر کسی نے زبردستی کسی کے دونوں ابرو تراش ڈالے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ [1] اگر ایک ابرو کو مونڈ ڈالا تو آدھی دیت لازم ہوگی اور ایک پلک کسی کی صاف کی تو چوتھائی دیت لازم ہوگی اور دونوں پلکیں صاف کیں تو آدھی دیت ہوگی۔

مسئلہ ۸۱ حمام والے کے ہاتھ سے نورہ (یعنی زیر ناف بالوں پر بال صفا پوڈر، کریم وغیرہ) ملوانا جبکہ نظر نہ پڑے، اس کا حکم دوسرے کے ستر پر دوا لگانے کی طرح ہے (راجح یہ ہے کہ ایسا کرنا بلا عذر جائز نہیں)

---

[1] دیت سے مراد امام صاحب کے یہاں چاندی کے دس ہزار درہم کی مقدار چاندی کی قیمت (یعنی 34.02 کلو گرام چاندی کی قیمت) ہے اور سونے کے ایک ہزار دینار کی مقدار سونے کی قیمت (یعنی 4.86 کلو گرام سونے کی قیمت) ہے [illegible]

باب اول

٭ اس میں پانچ فصلیں ہیں ٭

پہلی فصل: (سر کے بالوں کے متعلق)

اس میں ایک مقدمہ اور چند مسائل ہیں۔

مقدمہ ﴿سر کی حدود کے بیان میں﴾

جاننا چاہئے! سر کی ابتداء پیشانی کی جانب سے بال نکلنے کی جگہ سے ہوتی ہے اور اس میں اعتبار عام لوگوں کا ہے پس بعض لوگوں کی جو پیشانی پر بھی بال اُگ آتے ہیں یہ جگہ سر کے حدود میں داخل نہیں بلکہ چہرے کی حد میں داخل ہے (کیونکہ یہ پیشانی کا حصہ ہے) اور

''نزعتان'' اور ''صلع'' [1] سر کے حدود میں داخل ہے (پیشانی کے حدود میں داخل نہیں)

اس لئے وضو میں اس کو دھونے کی ضرورت نہیں، اور ''نزعتان'' سے مراد پیشانی کے وہ دونوں اطراف ہیں کہ سر کا حصہ ہونے کے باوجود بعض لوگوں کے ان دونوں اطراف میں بال نہیں ہوتے، پس بال نہ ہونے سے مغالطہ کھا کر ان اطراف کو پیشانی کا حصہ نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور ''صلع'' سے مراد پیشانی سے متصل سر کا بالکل ابتدائی حصہ ہے، بعض لوگوں کے اس حصہ پر بال نہیں ہوتے جس سے اس کے پیشانی کا حصہ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

لیکن شرعاً اس کو سر ہی کا حصہ شمار کیا جائے گا، اس لئے وضو میں اس کو چہرہ دھونے کے ساتھ نہیں

---

[1] الصلع محركة انحسار شعر مقدم الرأس لنقصان مادة الشعر في تلك البقعة وقصورها عنها واستيلاء الجفاف عليها صلع كفرح وهو اصلع وهي صلعاء ج صلع وصلعان وموضع الصلع الصلعة (القاموس المحيط ج۲ص۹۹۰ بيروت)

(المعجم ج۱ص۹۰۴، مختصر الشيعة للاسي حسين الشيرازي ص۵۰۲، الصحاح للجوهري ج۳ص۵۲۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

دھویا جائے گا۔

"نزعتان" کی اس ہیئت کو اہلِ عرب پسند کرتے ہیں۔

اور لغت کے جو بات میں سے یہ ہے کہ جس مرد کی پیشانی کے دونوں جانب بال نہ ہوں اس کو "انزع" کہتے ہیں اور جو عورت ایسی ہو اس کو "زعراء" کہتے ہیں بجائے "نزعا" کے (حالانکہ ازروئے قاعدہ اس کو نزعا کہنا چاہئے) [1]

پس نزعتان نزع سے ماخوذ ہے یعنی الگ ہونا گویا کہ بال اس جگہ سے ہٹ گئے اور تہذیب میں یہ بھی مذکور ہے:

"النزعتان من الرأس عندنا وعند جماهير العلماء واستحب الشافعي والاصحاب غسلهما مع الوجه للخروج من خلاف من قال هما من الوجه" [2]

ترجمہ: "نزعتان سر کا حصہ ہیں ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے چہرے کے ساتھ اس کا دھونا مستحب قرار دیا ہے تاکہ جن لوگوں نے اس کو چہرے کا حصہ سمجھا ہے احتیاطاً ان کے قول پر بھی عمل ہو جائے"

اور صلع سے مراد پیشانی کے متصل سر کے سامنے کے حصہ پر بال نہ ہونا ہے جیسا کہ بعض لوگوں میں ایسا ہوتا ہے، بالوں سے خالی سر کا یہ حصہ صلع کہلاتا ہے۔

اصلع، صلعاء مثل احمر حمراء اس کے صیغے صفت ہیں۔

اور آنکھ اور کان کے درمیان رخسار کی ابھری ہوئی ہڈی کی بالائی جانب کا حصہ جس کو صدغ کہتے

---

[1] النزعة محركة موضع النزع من الرأس والمحسر الشعر من جانبي الجبهة وهو انزع وهي زعراء ولا تقل نزعاء وانزع ظهرت نزعتاه انحسر من جانبي جبهة كما في المصباح
(القاموس المحيط ج ۱ ص ۱۰۲۵)
(الصحاح للجوهری ج ۳ ص ۱۲۹۳ بیروت، المغرب ج ۲ ص ۲۹۹)

[2] تهذيب الاسماء واللغات للنووي ج ۳ ص ۲۲۶

وفي الدر المختار لكن يندب من الخروج من الخلاف لكن بشرط عدم لزوم الارتكاب مكروه مذهبه (مع الشامی ج ۱ ص ۱۲۷ طبع ایم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں یہ سر کا حصہ ہے۔

جس کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تلقین ہے جو انہوں نے نائی کو کی تھی

"اَبْلِغِ الْعَظْمَیْنِ فَاِنَّهُمَا مُنْتَهَی اللِّحْیَةِ" [1]

ترجمہ: "سر کے بال کنپٹی کی دونوں ہڈیوں تک مونڈ ڈالو اس لئے کہ یہاں تک داڑھی کی حد ہے"

اور ان دونوں ہڈیوں کو عربی میں "فنیکین" بھی کہتے ہیں، جیسا کہ صاحب نہایہ نے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

"اَمَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنْ اَتَعَاهَدَ فَنِیْکَیَّ" [2]

ترجمہ: "جبرئیل علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فنیکین کی رعایت رکھوں"

اور گدی کی جانب سر کی حد گردن تک ہے لیکن گردن سر کی حد سے خارج ہے اس لئے گردن کا مسح سر کے مسح میں داخل نہیں۔

البتہ موضع تحذیف یعنی وہ حصہ جو صدغ (کنپٹی) اور نزعتان (اطراف پیشانی) کے درمیان ہے، جس پر ہلکے ہلکے بال ہوتے ہیں اس سے متعلق اختلاف ہے۔ [3]

ابن سریج کے بقول یہ حصہ چہرے میں شامل ہے کیونکہ چہرے کی رنگت (سپیدی) اس حصہ میں نمایاں ہے۔

---

[1] وقال عطاء يبلغ به الى العظمين اللذين عند منتهى الصدغين لانهما منتهى نبات الشعر ليكون مستوعبا لجميع راسه (عمدة القاري ج ۰ باب الحلق و التقصير عند الاحلال)

عن نافع عن ابن عمر انه كان يقول للحلاق : ه حين في الحج ابلغ الى العظمين، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۰۵، ما وجد "فانهما منتهى اللحية" مترجم

[2] حدیث جبرئیل علیہ ان ربک یامرک ان تغسل الفنیک۔ قال وما الفنیک؟ قال تشق کنز العمال ج ۹ ص ۳۰۲ حدیث نمبر ۲۶۱۰۵

امرنی جبرئیل ان اتعاهد فنیکی عند الوضوء (نهاية في غريب الاثر للجزري ج ۳، باب الفاء مع النون)

[3] قسمت صحيح الجمهور ان موضع التحذيف من الرأس (تحفة المحتاج في شرح المنهاج، باب الوضوء، ج ۲ ص ۳۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس وجہ سے شافعی فقہاء نے اس حصہ پر اُگنے والے بالوں کو دور کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اور اس جگہ کو موضع تحذیف کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس جگہ سے بالوں کو دور کیا جاتا ہے۔

''کتاب البرکۃ'' میں لکھا ہے:

"قد تعوّد الناس التحذيف ولا بأس به قال الغزاليُّ وهو القدر الذي اذا وضع الخيطُ على رأس الأذن والطرف الثاني على الجبين وقع في جانب الجبهة وليس من الفرع في شيء"

ترجمہ: ''لوگوں کی عادت موضع تحذیف سے بال دور کرنے کی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، امام غزالی فرماتے ہیں کہ تحذیف وہ جگہ ہے کہ اگر دھاگے کا ایک کنارہ کان کے سرے پر رکھا جائے اور دوسرا سرا پیشانی پر رکھا جائے تو پیشانی کی جانب کا مقام موضع تحذیف ہے اور یہ عمل (موضع تحذیف سے بال صاف کرنا) القَزَع میں داخل نہیں ہے'' (قزع کی تفصیل آگے آرہی ہے)

ابو اسحاق اور اس کے متبعین کے نزدیک یہ بال سر کے بالوں سے متصل ہونے کی بناء پر اسی کے حکم میں ہیں۔

وهو الموافق لنص الشافعي والأول أظهر والثاني أشهر [1]

ترجمہ: ''یہ قول امام شافعی کی تصریح کے موافق ہے اور پہلا قول ظاہر کے زیادہ مناسب ہے جبکہ زیادہ مشہور دوسرا قول ہے''

اور امام نووی نے ''شرح منہاج'' میں فرمایا ہے

"صحح الجمهور أن موضع التحذيف من الرأس"

ترجمہ: ''جمہور نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے کہ موضع تحذیف سر کا حصہ ہے'' [2]

اور جلال الدین محلی نے اس کی شرح میں فرمایا ہے

---

[1] كذا في فتح العزيز شرح الوجيز للرافعي (ج ا ص ۹۱ مسح معا ملتقطه)

[2] مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مہذب (شیرازی) کے نزدیک بھی سر کا حصہ ہے تو موضع تحذیف جو کان سے بھی اوپر جانب ہوتا ہے اس کا سر کا حصہ ہونا اس لحاظ سے بھی قرین قیاس ٹھہرتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"لا تتصل شعرہ بشعر الرأس ونقل الرافعیُّ فی شرحیہ ترجیحہ عن الاکثرین"

ترجمہ: "یعنی ان بالوں کے سر کے بالوں کے ساتھ متصل ہونے کے اور رافعی نے اپنی دونوں شرحوں میں اکثر اہلِ علم سے اسی کی ترجیح نقل کی ہے"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ مواضع مذکورہ سر کی حد میں داخل نہیں چنانچہ ان جگہوں کے بالوں کو بھی سر کے بالوں کا حکم حاصل ہے یعنی سر منڈانے کے ساتھ ان کو منڈایا جائے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۹ مردوں کے لئے پورے سر کے بال رکھنا مسنون ہے اور ان کو منڈانا جائز (مباح) ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے علاوہ سر منڈانا ثابت نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی طرزِ عمل اور معمول اسی کے مطابق تھا۔

البتہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سر کے بال منڈاتے تھے اور مواہب میں مذکور ہے

"لم یرو انہ صلی اللہ علیہ وسلم حلق رأسہ الشریف فی غیر نسک حج وعمرۃ فیما علمتہ فتبقیۃ الشعر فی الرأس سنۃ ومنکرھا مع علمہ بحب تادیبہ ومن یستطع التنقیۃ یباح ازالتہ"

ترجمہ: "نبی علیہ السلام سے حج و عمرہ کے علاوہ جہاں تک مجھے معلوم ہے سر منڈانا مروی نہیں پس سر پر بال چھوڑنا سنت ہے اور جاننے کے باوجود اس کی سنیت کا منکر مستحق تعزیر ہے۔

اور جو کوئی بالوں کی نگہداشت (تیل، کنگھی وغیرہ) پر قادر ہو تب بھی اس کے لئے سر منڈانا مباح ہے"

اسی طرح "روضہ" اور امام نووی کی "مجموع" میں یہ روایت مذکور ہے۔

اور ابن قیم نے بھی زاد المعاد میں نقل کیا ہے

"لم یحلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ الشریف الا اربع مرات"

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "نبی علیہ السلام نے صرف چار مرتبہ سر مبارک منڈوایا" ۱

عمرہ قضا میں، فتح مکہ کے موقع پر، عمرہ جعرانہ میں اور حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ان ہی چار مواقع پر ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں حاضری کے مواقع میسر آئے۔

اور نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ "باب الترجل" میں حدیث "احلقوا کلہ او اترکوا کلہ" کے ذیل میں فرمایا ہے

"فی الحدیث اشارۃ الی ان الحلق فی غیر الحج والعمرۃ جائز وان الرجل مخیر بین الحلق وترکہ لکن الافضل ان لا یحلق الا فی احد النسکین کما کان ﷺ بفعلہ واصحابہ وانفرد منہم علی کرم اللہ وجہہ" ۲

ترجمہ: "اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر منڈانا جائز ہے اور آدمی کو سر منڈانے اور بال رکھنے میں اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ سر نہ منڈائے جیسا کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا یہی دستور تھا لیکن حضرت علی اس معاملہ میں منفرد تھے (کیونکہ آپ سر منڈاتے تھے)"

عینی شرح بخاری میں ہے

"ادعی ابن عبدالبر الاجماع علی اباحۃ حلق الجمیع وھو روایۃ عن

---

۱ قال علی القاری فی المرقاۃ ج ۸ ص ۳۰۱ لہ ﷺ عمرات اربعۃ بمکۃ عمرۃ القضاء وفتح مکۃ وعمرۃ الجعرانۃ وحجۃ الوداع الخ. (وکذا فی جمیع الوسائل)
وفیہ مقولان النبی علیہ السلام حلق راسہ فی الحدیبیۃ ولم یثبت عنہ علیہ الصلاۃ والسلام حلق الراس فی فتح مکۃ لعدم اداء العمرۃ فی واقعۃ فتح مکۃ (مترجم)
ویؤیدہ لفظ زاد المعاد (بعد زعمی رغم مؤلف الکتاب) حیث قال "دخل رسول اللہ ﷺ مکۃ بعد الہجرۃ خمس مرات سوی المرۃ الاولی فانہ وصل الی الحدیبیۃ وصد عن الدخول الیہا الخ
(زاد المعاد، فصل بعد فصل فی ہدیہ فی حجہ وعمرتہ ج ۱ ص ۲۵۹، فلیراجع لصحیح البخاری ج ۲ ص ۶۱۳ کتاب الشروط، زرقانی شرح مواہب بحوالہ سیرۃ المصطفی ج ۳ ص ۳۹۱)
فلیراجع للتفصیل فی آخر الکتاب الضمیمۃ الاولی "آنحضرت ﷺ کے عمروں کی تعداد" مترجم
۲ مرقاۃ ج ۸ ص ۲۹۶۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

احمد"۔ ¹

ترجمہ "ابن عبدالبر نے پورے سر کے بال منڈانے کی اباحت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے"

اور محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں فرمایا ہے کہ سر کے بال منڈانا مرد حضرات کے لئے بالاتفاق جائز ہے اور جو لوگ بالوں کو تیل لگانے اور درست رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں ان کے لئے (سنت کے مطابق) بال رکھنا افضل ہے۔ ²

اور "مدارج النبوۃ" میں فرمایا ہے کہ:

سر کے بال (سنت کے مطابق) رکھنا سنت ہے اور قدیم عرب کی یہی عادت تھی لیکن تیل کنگھی کے ذریعہ بالوں کی نگہداشت رکھنی چاہئے، اور اب تو عام و خاص اکثر لوگوں میں بال منڈانے ہی کا رواج ہے خصوصاً مشائخ، صوفیا، اور درویش صفت لوگ (مؤلف کی مراد اس سے اپنے زمانہ کے اہل ہند ہیں) بظاہر اس کی وجہ بالوں کی نگہداشت سے ان کی عدیم الفرصتی ہے۔

اور "منتہی الارادات" میں فقہ حنبلی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سر پر بال رکھنا سنت ہے مگر جب

---

¹ عمدۃ القاری ج ۲۲ باب القزع

² اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ [illegible] ایک سوال کے جواب میں [illegible] فرماتے ہیں "سنت مطلقہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے بطور عبادت کے [illegible] اور بعض وہ ہے جو عادۃً ہو [illegible] حضور ﷺ کا بطور عادت کے ہے نہ بطور عبادت کے [illegible] اس [illegible] نہیں، مگر اس کے خلاف خلاف سنت نہیں ہے" [illegible] حدیث بھی [illegible] حدیث [illegible] رسول ﷺ کا [illegible] ثابت ہونے [illegible] سنت نہ ہوئے۔

پس جس حالت میں بالکل منڈا دینا جائز ہے تو قصر (یعنی تمام سر کے بال برابر چھوٹے کرنا، جبکہ سب طرف سے برابر ہوں) کرانے میں کیا حرج ہے؟

للاجماع علی التساوی حکم القصر والحلق [illegible] هذا الحکم والی التساوی اشیر بقوله تعالٰی محلقین رؤسکم ومقصرین" (امداد الفتاویٰ ج ۴ صفحہ ۲۲۳)

اور اس طرح اس قول کے جواب میں [illegible] حضرت حکیم الامت [illegible] فرماتے ہیں [illegible] ساتھ مخصوص ہونے کی دلیل ہے [illegible] (ایضاً صفحہ ۲۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کی نگہداشت نہ ہو سکے پھر سنت نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمد نے امام شافعی کی متابعت کرتے ہوئے فرمایا

"لَوْ نقوى عليه اتخذناه ولكن له كلفة ومؤنة" ۱

ترجمہ "اگر ہم بالوں کی نگہداشت کر سکتے تو رکھ لیا کرتے، لیکن بالوں کی پاسداری میں تکلیف ومشقت ہے"

اشکال جب سر کے بال رکھنے کی مسنونیت ثابت ہو چکی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس سنت کو چھوڑ کر اباحت پر عمل کرنے کی کیا وجہ ہوئی باوجودیکہ حضرت علی اتباع سنت کے حریص اور شائق ہونے میں باقی صحابہ سے کم نہ تھے؟

حل اشکال اس کی وجہ غسل کی تکمیل میں کامل احتیاط کو عمل میں لانا ہے جیسا کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث:

"من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا من النار"

ترجمہ: "جس نے غسل جنابت میں ایک بال برابر جگہ بھی خشک چھوڑ دی اس کو جہنم میں ایسی ایسی سزا دی جائے گی"

روایت کرنے کے بعد فرمایا

"فمن ثم عاديت رأسي" ۲

ترجمہ "اس وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہو گیا"

یعنی سر منڈانے کی وجہ مذکورہ وعید سے بچنے کے لئے کامل احتیاط کو عمل میں لانا ہے، زینت مقصود نہیں۔

چنانچہ گویا کہ آپ سنت کی ظاہری متابعت فوت ہونے کی وجہ اور عذر بیان فرما رہے ہیں۔

---

۱ شرح منتهى الإرادات ج ۱ باب التسوك وغيره من سنن الفطرة

۲ سنن ابي داود حديث نمبر ۲۴۹ كتاب الطهارة في غسل من الجنابة جلد ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور بعض علماء کے نزدیک بال منڈانا اور رکھنا دونوں سنت ہیں۔

دلیل میں نبی علیہ السلام کا یہ قول پیش کرتے ہیں

"من اتخذ شعرا فليحسن اليه او ليحلقه" ۱

ترجمہ "جو کوئی بال رکھے تو ان کو اچھی طرح رکھے (دھوئے، تیل کنگھی وغیرہ کرے)

ورنہ منڈا دے"

اور اس کی تائید ابوداؤد میں مروی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے

"مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ" ۲

ترجمہ "جس کسی کے بال ہوں اسے چاہئے کہ ان کی نگہداشت رکھے"

اور طیبی نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ:

سر منڈانے کو معمول بنانا سنت ہے اس لئے کہ یہ نبی علیہ السلام کی تقریری سنت کے قبیل سے ہے اور پھر خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سر منڈانے پر مواظبت (ہمیشگی) بھی تنہا سنت ہونے کے لئے کافی ہے۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين" ۳

ترجمہ "میری سنت اور خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو"

پس لامحالہ سر منڈانا بھی مسنون ہوا۔

البتہ ابن حجر اور ملا علی قاری نے اس پر رد فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل اس باب میں خاص طور پر نبی علیہ السلام اور ان کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کے برخلاف واقع ہوا ہے۔

---

۱ رواه الطبراني في الاوسط حديث نمبر ٩٠٠٣ ج ٩ ص ١٣٣، وفي مجمع الزوائد باب ما جاء في الشارب

۲ الجامع الصغير للسيوطي ج ٢ حرف الميم حديث نمبر ٨٩٥٣ و ابو داود ج ٢ كتاب الترجل، باب في اصلاح الشعر

۳ مشكوة المصابيح، باب الاعتصام بالسنة، ابن ماجه ج ١، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين

toobaa-elibrary.blogspot.com

لہٰذا موجب سنت نہ ہوا، اور باعث رخصت و اباحت ہونے سے انکار نہیں۔

راقم الحروف (مصنف کتاب ہٰذا) کہتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت نہ فرمانے کی بناء پر تقریری سنت میں داخل ہوا تو ضرور یہ سنت کہلائے گا۔

زیادہ سے زیادہ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے برعکس سر پہ بال رکھنا بھی سنت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں روضۃ زندویسی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

"وانّ السُّنّۃ فی شعرِ الرّأس امّا الفرقُ وامّا الحلقُ وذکر الطّحطاویُ الحلقَ سُنّۃ ونسب ذالک الی العلماء الثلاثۃ" [1]

ترجمہ: "تحقیق سنت طریقہ سر کے بالوں کے حق میں یہ ہے کہ یا تو بال رکھ کر درمیان سے سیدھی مانگ نکالی جائے اور یا پھر سر منڈایا جائے اور امام طحاوی نے سر منڈانے کو سنت کہا ہے اور یہ بات ائمہ ثلاثہ احناف کی طرف منسوب کی ہے (جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے)"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پورا سر منڈانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ خارجیوں کا شعار ہے۔ [2]

اور ابن حجر نے فتح الباری میں نقل کیا ہے:

"انّ الخوارج سیماھم التّحلیق وکان السّلف یُوفرُون شُعورھم لا یحلقُونھا وکانت طریقۃُ الخوارج حلق جمیع رُؤُوسھم" [3]

ترجمہ: "تحقیق خوارج کا شعار اور عادت سر منڈانا تھا اور سلف صالحین بال رکھتے تھے منڈاتے نہیں تھے اور خوارج کا طریقہ پورا سر منڈانے کا تھا"

---

[1] فی عالمگیری ج۵ کتاب الکراهیة الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غیرها

[2] وادعی ابن عبدالبر الاجماع علی اباحة حلق الجمیع وهو روایة عن احمد وروی عنه انه مکروه لما روی عنه فی وصف الخوارج (عمدة القاری، باب تطییب المرأة زوجها تحت حدیث ۵۹۲۰)

[3] فتح الباری، ج ۸، کتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن الولید الی الیمن قبل حجة الوداع

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب سر منڈانے کی کراہت کا نہیں بلکہ اباحت کا ہے، اس لئے کراہت کا حکم ان کا محض ایک قول ہے۔

مسئلہ ۲ سر کے کچھ بال منڈا دینا اور کچھ چھوڑ دینا جائز نہیں، اور اس کو عربی میں قزع (بفتحتین) کہتے ہیں قزع السحاب کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے، جو بادل کے متفرق ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔[1] اور صاحب محکم و مہذب سے نقل کیا گیا ہے

"هو اخذ بعض الشعر من الرأس"

ترجمہ: "قزع سر کے بعض حصے کے بال منڈانے کو کہتے ہیں"

اور اس کے بعد فرمایا:

"ظاهر كلامه ان مطلق القص مكروه"

ترجمہ: "اس کے ظاہر کلام سے مطلق بعض سر منڈانے کی کراہت معلوم ہوتی ہے"

اور لفظ قزع اسم جنس یا جمع کا صیغہ ہے اور اس کی واحد قزعۃ (بفتح قاف و بصاد مضمومہ) ہے اور قزع کی ممانعت کی دلیل یہ ہے کہ صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے

"سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن القزع"[2]

ترجمہ: "میں نے نبی علیہ السلام سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا"

اس حدیث کے راوی نافع جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں سے پوچھا گیا کہ

قزع کے کیا معنی ہیں؟

تو فرمایا:

"يحلق بعض رأس الصبي ويترك بعض"[3]

---

[1] القزع ان يحلق رأس الصبي ويترك مواضع منه متفرقة غير محلوقة تشبيها بقزع السحاب (القاموس المحيط ج۲ ص۱۰۰۶ بیروت)

[2] بخاری كتاب اللباس باب القزع، نسائی كتاب الزينة من السنن باب ذكر النهي عن ان يحلق بعض شعر الصبي ويترك بعضه

[3] كذا في الصحيحين، مسلم ج۳، كتاب اللباس والزينة، باب الكراهة القزع حديث نمبر ۲۱۲۰ القزع وهو ان يحلق البعض ويترك البعض الخ، شامی ج۶ ص۴۰۷، كتاب الحظر والاباحة

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "بچے کے سر کے کچھ حصہ کے بال منڈا دینا اور کچھ حصہ کے چھوڑ دینا"

اور اسی طرح صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهُ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهُ" [1]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام نے ایک بچے کو دیکھا کہ جس کے سر کے کچھ حصہ کے بال مونڈے ہوئے تھے اور کچھ حصہ پر بال چھوڑے ہوئے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یا تو پورا سر منڈایا جائے یا سارے سر پر بال چھوڑے جائیں"

راقم الحروف (مصنف کتاب) کہتا ہے کہ قزع جو ان علاقوں (یعنی دیوبند) میں مروج ہے دو قسم پر ہے

(۱) قزع کی پہلی قسم یہ ہے کہ صرف چند بال بچوں کے سر پر چھوڑ دیئے جائیں (یعنی چٹیا چھوڑنا) جیسا کہ ہندوؤں میں رائج ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مناسک" میں فرمایا ہے کہ بعض علماء اور جہلاء کی رسم جو سر کے درمیان ایک چوٹی سی چھوڑ دیتے ہیں یہ نہایت قبیح امور میں سے ہے۔

اس لئے کہ قزع ممنوع ہے یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے سرپرستوں کے لئے بھی بچوں کی قزع کرانا ممنوع ہے۔

اور سنن ابی داؤد میں حجاج بن حسان سے مروی ہے کہ:

"ان کے سر پر دو چوٹیاں تھیں"

---

[1] بحوالہ مشکوٰۃ باب الترجل فصل اول - وفی النسائی ان النبی ﷺ رأی صبیا حلق بعض رأسه و ترک بعضه، فنهی عن ذلک وقال احلقوا کله او اترکوا کله (کتاب الزینة من السنن الرخصة فی حلق الرأس)

وایضا فی مصنف عبدالرزاق کتاب اهل الکتابین باب القزع

البتہ مشکوٰۃ باب الترجل فصل اول میں یہ حدیث مسلم شریف کے حوالے سے نقل ہوئی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا برکت کی دعا فرمائی، اور فرمایا
"احلقوا هذین او قصّوها فان هذا زی الیهود" ۱

ترجمہ: "ان دونوں کو منڈا دو یا کاٹ دو اس لیے کہ یہ یہودی ہیئت ہے"

اور صاحب نصاب الاحتساب نے جنایات ذخیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

"اما ک الجعد فی الغلام حرام" هو المروی عن اصحابنا لانهم انما یمسکون للاطماع الفاسدة"

ترجمہ: "بچوں کے سر پر چوٹی رکھنا حرام ہے ہمارے علمائے احناف سے یہی مروی ہے اس لیے کہ یہ فاسد اغراض سے رکھی جاتی ہے"

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ قطع نظر اغراض فاسدہ کے حدیث نہی قزع اور حدیث صحیح مسلم جو کہ مذکور ہوئیں، کی رو سے بھی یہ ممنوع ہے۔

اور نافع کی روایت میں بچے کے سر کی تخصیص کرنا اس وقت کے رواج کے پیش نظر ہے ورنہ حدیث کے الفاظ میں عمومیت ہے (چھوٹے بڑے کی تخصیص نہیں) جیسا کہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں فرمایا ہے کہ

غالباً بچے کی تخصیص کرنا اس وقت کے عام رواج کی رعایت سے ہے، ورنہ یہ عمل بچے اور غیر بچے دونوں کے حق میں ممنوع ہے اسی وجہ سے، روایت قطبیہ میں ممانعت عام ہے جس میں فرمایا ہے

"قزع متفرق جگہوں سے سر منڈانے کو کہتے ہیں"

اور ممانعت کا خطاب بچے کے سرپرستوں کو ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دوسری حدیث سے واضح ہے۔

(۲) قزع کی دوسری قسم یہ ہے کہ سر کے ارد گرد کے بال منڈا دیے جائیں اور درمیان سے چھوڑ دیے جائیں خواہ وہ تراشے ہوئے یا چھوڑے ہوئے بالوں سے کم ہوں۔

جیسا کہ اہل بنگال کی عادت ہے اور اس کو گردوا (جیسے آج کل کا کنور وکٹ) کہتے ہیں یا وہ مونڈے ہوئے بال چھوڑے ہوئے بالوں سے زیادہ ہوں اور اس کو ہندی میں چلہ کہتے ہیں اور یہ کبھی سر

۱ ابو داود ج ۲ کتاب الترجل باب ما جاء فی الرخصة حدیث نمبر ۴۱۹۷

کے درمیان ہوتا ہے کبھی اگلے حصہ سر کی طرف مائل اور کبھی پچھلے حصہ سر کی طرف مائل ہوتا ہے اور اگر یہ (چھوڑے ہوئے بال) بالکل کم ہوں تو اس کو ہندی میں چٹیا کہتے ہیں۔

صاحب نصاب الاحتساب نے قزع ممنوع کی تفسیر میں "مستق" سے نقل کیا ہے

"هو ان يحلق جوانب الشعر ويترك وسطه او على العكس" [1]

ترجمہ: "قزع یہ ہے کہ سر کے اردگرد کے بال منڈا دیے جائیں اور درمیان کے چھوڑ دیے جائیں یا اس کے برعکس کیا جائے"

(۳) قزع کی تیسری قسم یہ ہے کہ سر کے درمیان سے پیشانی تک بال منڈا دیے جائیں اور تین جانب سے بال چھوڑ دیے جائیں۔

اور اس کو اردو میں بیری (بابری) کہتے ہیں اور عربی میں "قنزعة" کہتے ہیں۔

امام نووی نے تہذیب میں فرمایا ہے:

"قال اهل اللغة هي الشعر حوالي الرأس وانشد الحميد الارقط يصف الصلع

كأنّ طسّاً بين قُنْزعه [2]

ويجمع على قنازع وارادوا بحوالي الرأس جوانبه"

ترجمہ: "اہل لغت نے کہا ہے کہ قنزعہ سر کے اردگرد چھوڑے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں حمید ارقط"

(شاعر) صلع کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے

"گویا کہ اردگرد کے بالوں کے درمیان وہ ایک طشتری ہے"

اور اس کی جمع "قنازع" آتی ہے اور "حوالی راس" سے مراد سر کے اطراف ہیں"

اور بعض سر میں متفرق جگہوں پر چھوڑے ہوئے بالوں پر قنازع کا اطلاق کرتے ہیں یا جو بال لمبے

---

[1] ويكره حلق الرأس وترك الفودين ان ارسلهما وان شدهما على الرأس فلا كذا في القنية (الهندية ج ۵ ص ۳۵۷)

[2] تهذيب الاسماء واللغات للنووي ج ۳ ص ۱۲۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

چھوڑ رکھے ہوں وہ مراد لیتے ہیں۔

(۴) قزع کی چوتھی قسم یہ ہے کہ سر کے دائیں اور بائیں دونوں جانب بال چھوڑ دیے جائیں اور درمیان میں پیشانی سے گدی تک بال منڈا دیے جائیں اور اس کو اردو میں پٹے کہتے ہیں۔ [1]

(۵) قزع کی پانچویں قسم یہ ہے۔ بال سر کے ایک جانب دائیں یا بائیں سے چھوڑ دیے جائیں۔ جیسا کہ بعض بانکے سپاہیوں کا شیوہ ہے کہ جو عام لوگوں کے برخلاف اپنی وضع قطع رکھتے ہیں اور اس قسم کے لوگوں کو اردو میں "بانکے" کہتے ہیں بانکپن کی مناسبت سے جو ایک ٹیڑھے ہتھیار کا نام ہے اور جو شخص اس طرح بال رکھتا ہے اس کو بانکا کہتے ہیں۔ [2]

(۶) قزع کی چھٹی قسم یہ ہے کہ گدی کے بال منڈائے جائیں اور باقی چھوڑ دیے جائیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے

"وعن ابی حنيفة يكره ان يحلق قفاه الا عند الحجامة" [3]

ترجمہ: "امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ گدی کے بال منڈائے جائیں البتہ فصد کھلوانے (پچھنے لگوانے) کی غرض سے جائز ہے"

(۷) قزع کی ساتویں قسم یہ ہے کہ پیشانی کے اطراف سے بال منڈائے جائیں اور باقی بال چھوڑ دیے جائیں۔

جیسا کہ بعض ارباب تکلف زیبائش کے لئے ایسا کرتے ہیں اور اسی نوع میں داخل ہے وہ جو بعض منچلے لوگ پیشانی کے اطراف کے بال چن لیتے ہیں اور خوشنما سا محراب بناتے ہیں اور

---

[1] شاید تصنیف کتاب کے زمانے میں [illegible] اردو میں پٹے کی اصطلاح اس معنی میں استعمال ہوتی ہے [illegible] مختلف معنی میں مستعمل ہے (مترجم)

[2] مغلیہ عہد زوال اور انگریزی سلطنت کے ابتدائی زمانے میں لکھنؤ کے بانکے تاریخی شہرت رکھتے ہیں جو آوارہ مزاج [illegible] اپنی وضع قطع [illegible] اسلامی ہندوستان کے [illegible] نمونہ تھے [illegible] (مترجم)

[3] كذا في البنايه و ايضا في الهنديه ج٥ كتاب الكراهية الباب التاسع عشر في الختان والخصاء و حلق المرأة شعرها ووصلها شعر غيرها

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس میں ایسی مہدو کاریگری دکھاتے ہیں کہ دائیں بائیں بالوں کی وہ لٹیں جو کانوں کے سامنے لمبی چھوڑی ہوتی ہیں وہ پیشانی پر لٹیں آ تیں۔ [1]

لیکن تجارتی غلام کی پیشانی کے بال زیادہ منافع کی غرض سے مذکورہ طریقہ پر کاٹنے سنوارنے میں کوئی حرج نہیں۔

صاحب ہدایہ نے "التجنیس والمزید" میں اور قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے

"لاباس للتاجر حلق شعر جبهة الغلام لانه يريد في الثمن فان كان العبد للخدمة ولا يريد به التجارة لا يستحب ان يفعل ذلك" [2]

ترجمہ: "تاجر زیادہ قیمتی ہونے کی غرض سے غلام کی پیشانی کے بال منڈانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر غلام تجارت کے لئے نہ ہو خدمت کے لئے ہو تو ایسا کرنا مناسب نہیں"

(۸) قزع کی آٹھویں قسم یہ ہے کہ کنپٹی (صدغین) کے بالوں کو داڑھی آنے سے پہلے دونوں جانب سے رخساروں پر لٹکایا جاتا ہے یا داڑھی آنے کے بعد ان بالوں کو اس کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ رامپور وغیرہ علاقوں کے بعض افغانوں (پٹھانوں) کی عادت ہے اور ان بالوں کو اردو محاورے میں زلف کہتے ہیں۔

شرح عین العلم میں لکھا ہوا ہے

"يكره زيادة الشعر في العارضين بارسال الصدغ المتجاورة عن عظم اللحى المنتهية الى نصف الخد، هكذا في الاحياء" [3]

ترجمہ: مکروہ ہے رخساروں پر بال بڑھانا کنپٹی کے اوپر بالوں کو بڑھانے کی صورت میں جو کہ داڑھی کی انتہائی ہڈی سے تجاوز کر کے رخسار کے آدھے تک آ جاتے ہیں۔

---

[1] قاموس کے مؤلف کہتے ہیں دونوں سمت بالوں کی وہ لٹیں جو کانوں کے سامنے پیچھے کی طرف رخسار کو ڈھالا کرتی تھیں "کاکل" بھی کہا جاتا تھا، یہ عادت پسندیدہ اس کی تراش خراش اور لٹکانے میں پوری کاریگری کی جاتی تھی (مترجم)

[2] فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية ج۳ ص ۴۱۴ كتاب الحظر والاباحة باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة، ومثله في الهندية كتاب الكراهية باب التاسع عشر ج۵ ص ۳۵۹

[3] وهو ما يزيد في شعر العارضين من الصدغين وهو من شعر الرأس حتى يجاوز عظم اللحي وينتهي الى نصف الخد وذلك يباين هيئة اهل الصلاح (احياء العلوم ج۱ ص ۱۵۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ظاہر یہ ہے کہ قزع کی یہ تمام اقسام قزع کی ممانعت والی حدیث میں داخل ہیں۔

اشکال: قزع کی ممانعت کا حکم بعض حصہ سر کے منڈانے اور بعض کو چھوڑنے کے بارے میں عام ہے۔ لیکن بعض روایت فقہیہ سے وسط سر کو منڈا کر ارد گرد بال چھوڑنے کا جو "قزع ہی کی ایک نوع ہے اگرچہ ان علاقوں میں رائج نہیں" اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

صاحب ذخیرہ نے مفید المستفید میں فرمایا ہے

"وقال محمد في السير الكبير لا بأس للرجل أن يحلق وسط رأسه ويرسل شعره من غير أن يفتل وإن فتله فذلك مكروه لأنه يصير مشابها ببعض الكفرة فإن من الكفرة من يفعل ذلك" [1]

ترجمہ: "امام محمد رحمہ اللہ نے سیر کبیر میں فرمایا ہے کہ وسط سر کے بال منڈا کر باقی بالوں کو بغیر بٹے چھوڑے رکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ ان بالوں کو بٹنا مکروہ ہے اس لئے کہ بٹنے میں بعض کفار سے مشابہت ہو جاتی ہے کیونکہ کفار میں سے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں"

اور یہ روایت مطالب المومنین، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں بھی ذخیرہ کے حوالے سے منقول ہے۔ [2]

حل اشکال: قزع کی ممانعت کراہۃ تنزیہی پر محمول ہے۔ [3]

اور مذکورہ روایت میں لا بأس سے بھی کراہت تنزیہی مفہوم ہوتی ہے، بسا اوقات کراہت تنزیہیہ کو اس لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خزانۃ الروایات میں ہے:

"لفظ لا بأس دليل على أن المستحب غيره" [4]

ترجمہ: "لفظ لا بأس اس بات کی دلیل ہے کہ مستحب اس کے علاوہ ہے"

اور دیگر فقہاء کا خاص اس صورت کو صراحت سے مکروہ کہنا بھی اسی بات کا قرینہ ہے۔

---

[1] هو موجود بعينه في الذخيرة في رد المحتار ج ٦ ص ٤٠٧

[2] الهندية ج ٥ ص ٣٥٧ كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر

[3] كذا في الدر ج ٦ ص ٢٩٣

[4] فكلمة لا بأس وإن كان الغالب استعمالها فيما تركه أولى لكنها قد تستعمل في المندوب كما صرح به في البحر من الجنائز والجهاد فافهم (رد المحتار مع الدر ج ١ ص ١١٩)

toobaa-elibrary.blogspot.com

صلوٰۃ مسعودی میں ہے کہ ارد گرد سے بال چھوڑ کر درمیان سے مونڈنا یا ارد گرد سے مونڈ کر درمیان سے چھوڑنا مکروہ ہے۔

اور نیز اس کی تائید صاحب نصاب کے قزع کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے جو قزع کی کراہت کے بیان کے بعد انہوں نے کی ہے، فرمایا

"هُوَ اَنْ يُّحْلَقَ جَوَانِبُ الشَّعْرِ وَيُتْرَكَ وَسْطُهَا اَوْ عَلَى الْعَكْسِ" [1]

ترجمہ "قزع یہ ہے کہ اطراف کے بال مونڈ کر وسط میں چھوڑ دیے جائیں یا اس کے برعکس کیا جائے"

اشکال تاویل مذکور سے روایت مذکورہ کا جواب اور قزع کی ممانعت کے حکم کے ساتھ اس کی مطابقت بھی ہوگئی۔

لیکن بعض دیگر ایسی روایات فقہیہ میں "لا بأس" جیسے الفاظ کے بغیر بھی قزع کی بعض اقسام کو جائز قرار دیا ہے۔

ان میں سے قنیہ کی یہ عبارت بھی ہے

"وَيَجُوْزُ حَلْقُ الرَّأْسِ وَتَرْكُ الْفَوْدَيْنِ اِنْ اَرْسَلَهُمَا وَاِنْ شَدَّهُمَا عَلَى الرَّأْسِ فَلَا" [2]

ترجمہ "سر کو مونڈ کر دو جانب لمبے بال (مینڈھیاں) چھوڑ دینا جائز ہے جبکہ ان کو کھلا چھوڑا جائے اور اگر سر پر باندھا جائے تو جائز نہیں"

حل اشکال اس روایت کے اس اصل ممانعت والی روایت کے مخالف ہونے سے قطع نظر بھی یہ حکم ائمہ فقہاء میں سے کسی کی طرف منسوب نہیں اور قنیہ یا جنہوں نے قنیہ سے نقل کیا ہے ان کے سوا یہ بات کسی جگہ دیکھی نہیں گئی۔

---

[1] فحلق البعض مع ترك البعض مكروه مطلقا تنزيها بلا عذر لرجل او امرأة ذكره النووي في الفتاوى والاسمية او لوسط خلاف البعض، بريقه محمودية شرح طريقه محمديه جزء ۴ ص ۹۸)

[2] ومثل هذا في الهندية ج ۵ ص ۳۵۷ ولا بأس للرجل ان يحلق وسط رأسه ويرسل شعره من غير ان يفتله نافلا عن الذخيرة

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اس کی بھی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ نفس جواز کراہت تنزیہی کے معارض نہیں۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں ممانعت قزع کی یہ حکمت ذکر کی ہے تا کہ مونڈنے میں یکسانیت برقرار رہے اور تخلیق خداوندی میں تغیر نہ ہو جائے۔ [1]

باقی رہا یہ کہ سر منڈانے میں بھی تغیر لازم آتا ہے تو چونکہ وہ منقول و منصوص ہے اس لئے مستثنیٰ ہوا۔

اور بعض کے نزدیک ممانعت کی علت (بجائے تغیر خلق اللہ کے) یہود یوں سے بدکاروں سے ساتھ مشابہت کا ہونا ہے۔

مسئلہ ۳ بوقت ضرورت (مثلاً علاج وغیرہ کے موقع پر) قزع مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع نہیں ہے۔

امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا ہے:

"اجمع العلماء على كراهة القزع اذا كان في مواضع متفرقة الا ان يكون المداواة او نحوها" [2]

ترجمہ: "علماء کا قزع کی کراہت پر اتفاق ہے جبکہ وہ متفرق جگہوں سے ہو البتہ علاج وغیرہ ضرورت کے تحت گنجائش ہے"

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ (عبارت مذکورہ میں) مواضع متفرقہ کی تخصیص اس وقت کی جاری عادت کی رعایت سے ہے ورنہ قزع کے معنی اور اس کی کراہت عام ہے، کما سبق۔

یہی وجہ ہے کہ محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں فرمایا ہے

"حلق بعض سر مکروہ است مگر بجہت علاج"

یعنی سر کے بعض حصہ کا مونڈنا مکروہ ہے سوائے علاج کے۔

مسئلہ ۴ عورتوں کو سر منڈانا ہر صورت میں ناجائز ہے مگر علاج کی ضرورت سے گنجائش ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

---

[1] فان قلت ما الحكمة في النهي عن القزع قلت تشويه الخلقة وقيل زي اليهود وقيل زي اهل الشر والدعارة (عمدة القاري، باب تطييب المرأة زوجها)

[2] صحيح مسلم بشرح النووي، كتاب اللباس والزينة باب كراهة القزع

toobaa-elibrary.blogspot.com

"نهى رسول الله ﷺ ان تحلق المرأة رأسها" ۱

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے"

صاحب ہدایہ نے اس کی مصلحت یوں بیان فرمائی ہے کہ:

عورت کے حق میں سر کا مونڈنا مثلہ ہوتا ہے، جیسے کہ مرد کے حق میں داڑھی مونڈنا مثلہ ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہے کہ ظلماً کسی کی داڑھی اور سر اس طور پر مونڈنے سے کہ ایک سال تک بال نہ آئیں دیت لازم آتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لو حلقت المرأة رأسها فان فعلت لوجع اصابها لا بأس به وان فعلت ذالک تشبها بالرجال فهو مكروه" ۲

ترجمہ: "عورت اگر اپنا سر منڈائے تو اگر کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے علاج کے لئے منڈائے تب تو کوئی حرج نہیں اور اگر مردوں کے ساتھ مشابہت کی غرض سے ہو تو مکروہ ہے" ۳

مسئلہ ۵ عورتوں کو مردوں کی مشابہت کرتے ہوئے سر کے بال کاندھوں تک کٹوانا

---

۱ رواه النسائي كتاب الزينة من السنن باب النهي عن حلق المرأة رأسها، ترمذي ج ۲ ابواب الحج والعمرة عن رسول الله ﷺ باب ما جاء في كراهية الحلق للنساء، مشكوة ج ۱ ص ۷ ۹ باب الحلق الفصل الاول وفي ديته في المرقاة ج ۵ ص ۳۶۲ اى في التحلل او مطلقا لا لضرورة فان حلقها مثلة كحلق اللحية للرجل

۲ عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹ الباب التاسع عشر في الختان كذا في الكبرى وهكذا في الخلاصة والتجنيس

۳ بال کٹوانے کی وجہ ... بعض خواتین مسلم شریف کی ایک حدیث سے غلط فہمی ہوتی ہے جس کی بناء پر امہات المؤمنین کی طرف بال کٹوانے کے عمل کو منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب امہات المؤمنین سے بال کٹوانا معلوم ہو رہا ہے تو پھر ... مسلم خواتین کے لیے بھی بال کاٹنا جائز ہے۔

مسلم شریف کی اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

حدثني عبيد الله بن معاذ العنبري ثنا ابي ثنا شعبة عن ابي بكر بن حفص عن ابي سلمة بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

جائز نہیں۔

فائدہ: بعض خواتین کے بالوں کے اختتام یعنی کناروں اور سروں پر بالوں کے دو سرے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بالوں کی افزائش بند ہو جاتی ہے اور ایسے بالوں میں کنگھا کرنے میں بھی مشکل پیش آتی ہے اگر ان بالوں کے سروں کو کاٹ دیا جائے تو پھر بال بڑھنے شروع ہو جاتے

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

عبدالرحمن قال دخلت على عائشة انا واخوها من الرضاعة فسالها عن غسل النبي صلى الله عليه وسلم من الجنابة فدعت باناء قدر الصاع فاغتسلت وبيننا وبينها ستر وافرغت على راسها ثلاثا قال وكان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ياخذن من رء وسهن حتى تكون كالوفرة (مسلم ج ۱ ص ۱۴۸ کتاب الحیض باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة)

تو اس بارے میں کچھ [illegible] حدیث [illegible] مطلب [illegible]

چنانچہ حدیث کے شارحین [illegible] ازواج مطہرات اپنے [illegible] بالوں [illegible] تھیں [illegible] جس کی وجہ سے ان کے بال [illegible] بالوں کی طرح معلوم ہوتے تھے [illegible] درحقیقت ازواج مطہرات اپنے بالوں [illegible] نہیں [illegible] کتاب الحیض باب القدر المستحب من الماء [illegible]

اس مطلب کی تائید [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] درحقیقت [illegible] اس حدیث [illegible]

[illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] ازواج مطہرات [illegible] کے ساتھ واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] بخاری شریف [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۵۱ کتاب مناقب، حدیث نمبر ۳۶۰۵) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں تو ایسی صورت میں بالوں کی افزائش کے لئے بالوں کے سرے معمولی طور پر کاٹنا جائز ہے، کیونکہ یہ علاج میں داخل ہے (مترجم)

"قال علیہ السلام لعن اللہ المجممات من النساء اللتی یتخذن شعورهن جمة تشبیها بالرجال" [1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتے ہوئے بال

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ [illegible] آپ [illegible] معلوم ہوئے۔

[illegible]

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] بال کٹوانے سے چھوٹے ہوگئے ہوں [illegible]

اسی طرح اس روایت میں [illegible]

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۱۸ و امداد الاحکام ج ۴ ص ۳۵۷، ملخص)

[illegible]

خلاصہ یہ کہ [illegible]

([illegible])

كذا في النهاية مجروراً كما قال المؤلف، لكن لفظ النهاية محرف عن نقل المؤلف وهو هذا ومنه الحديث: لعن الله المجممات من النساء، يعني اللاتي يتخذن شعورهن جمة تشبيها بالرجال. النهاية في غريب الاثر باب الجيم مع الميم، مهي

(لكن ما وجدت هذا اللفظ في الحديث. مترجم)

والله اعلم بالصواب

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاندھے سے نیچے کاٹ لیتی ہیں"

اور بزازیہ میں ہے:

کہ اگرچہ خاوند کی رضامندی سے ہو تو بھی ناجائز ہے اس لئے کہ (از روئے حدیث) اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ [۱]

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں شرح السنۃ سے نقل فرمایا ہے

"اما النساء فانھن یرسلن شعورھن لایتخذن جمۃ" [۲]

ترجمہ: "عورتوں کے لئے بال لمبے چھوڑے رکھنا متعین ہے، وہ کاندھوں کے برابر سے نہیں کاٹیں گی"

جب ان مذکورہ روایتوں سے سر کے بالوں کا آخر تک لمبے چھوڑنا عورتوں کے لئے مخصوص ہونا ظاہر ہوگیا۔

تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مردوں کے لئے اس حد تک بال لمبے کرنا ممنوع ہے تاکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

مسئلہ ۶ مُحرِم (حالت احرام والے) کو مقررہ وقت سے پہلے سر اور بدن کے بال اور ناخن دور کرنا کسی بھی طرح سے ہو جائز نہیں سراج الوہاج میں محرم کے متعلق مذکور ہے

"ولایحلق رأسہ ولاشعر بدنہ ویستوی فی ذلک الحلق بالموسی والنورۃ والقلع بالاسنان وغیرہ ولا یقص من لحیتہ" [۳]

ترجمہ: حاجی حالت احرام میں نہ سر کے بال اتارے گا نہ باقی بدن کے خواہ استرے کے ساتھ ہو یا چونے (نورہ) کے ساتھ یا دانتوں کے ساتھ اکھیڑ کر، اور نہ ہی داڑھی کاٹے گا۔

اور عالمگیری میں سرخسی کے حوالے سے لکھا ہے

---

[۱] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۴۷۹۵

فی الدر المختار وادفی لمرادبہ وان باذن الزوج لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق الخ شامی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ج۶ ص ۴۰۷ و امداد الفتاوی ج۴ ص ۲۲۹

[۲] مرقاۃ المصابیح باب الترجل ج۱۳ ص ۱۹۹

[۳] عالمگیری ج۱ ص ۲۴۴ الباب الرابع فیما یفعلہ المحرم بعد الاحرام

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ولا یأخذ من ظفرہ شیئا" [1]

ترجمہ "احرام والا ناخنوں میں سے کچھ بھی نہ کاٹے گا"

مسئلہ ۷ مردوں کے لئے حج کے دوران مقررہ وقت پر بال کتروانے کے بجائے منڈوانا افضل ہے اگرچہ کتروانا بھی جائز ہے

"قال اللہ تعالی مُحَلِّقِینَ رُءُ وسکُم وَمُقَصِّرِینَ" [2]

ترجمہ "اپنے سروں کے بال منڈانے والے اور کتروانے والے ہیں"

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا

"اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ"

ترجمہ "اے اللہ تعالی منڈوانے والوں پر رحم فرما"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "وَالْمُقَصِّرِیْنَ"

"اور کتروانے والوں پر بھی؟"

تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جملہ ہی ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ انہوں نے چوتھی بار "وَالْمُقَصِّرِیْنَ" کے ساتھ استفسار کیا تب آپ نے والمقصرین کو بھی محلقین کے لئے رحم کی دعا میں ان کو شامل فرمایا [3]

(یعنی چوتھی بار اس طرح دعا کی

"اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ")

فتاوی عالمگیری میں شرح طحاوی سے نقل فرمایا ہے

"یَحْلِقُ اَوْ یُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ اَفْضَلُ" [4]

اور کافی کے حوالے سے نقل کیا ہے

---

[1] عالمگیری ج ۱ ص ۲۲۳

[2] سورۃ الفتح، پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۲۷

[3] بخاری، باب الحلق و التقصیر عند الاحلال، حدیث نمبر ۱۶۰۴

[4] فتاوی عالمگیری، کتاب المناسک وفیہ سبعۃ عشر بابا، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج

toobaa-elibrary.blogspot.com

"وحلق الكل افضل اقتداء بالنبی ﷺ" ۱

ترجمہ "پورے سر کو منڈانا افضل ہے نبی علیہ السلام (کے عمل) کی اتباع کی وجہ سے"

مسئلہ ۸ حلق کے وقت جس محرم کے سر پہ بال نہ ہوں اس کے لئے سر پر استرا پھیرنا واجب ہے ہمارے مذہب کا صحیح قول یہی ہے۔ ۲

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ۳

مسئلہ ۹ سر کے بال چونے (نورہ) سے صاف کرنا جائز ہے۔

فتاوی عالمگیری میں سر کے بالوں کے بیان میں سراج الوہاج کے حوالے سے منقول ہے

"ولو حلق بالنورة اجزأ" ۴

ترجمہ "سر کے بالوں کو نورہ (چونہ، ہیئر ریموونگ پاؤڈر وغیرہ) سے صاف کیا تو بھی جائز ہے"

مسئلہ ۱۰ حج میں مردوں کے لئے سر کے بال مونڈنے اور کاٹنے دونوں کا جواز اس صورت میں ہے جب دونوں چیزیں ممکن ہوں۔

اور اگر تلبید (بالوں کو سر پر کسی چیز سے چپکایا ہوا ہونے) وغیرہ کے عذر سے مونڈنے سے معذور ہو تو کاٹنا متعین ہے۔

اسی طرح اگر زخم، پھوڑے وغیرہ کی وجہ سے نہ منڈا سکتا ہو تو کٹوانا متعین ہو جائے گا۔

اور اگر سر پر زخم اتنے زیادہ ہوں کہ نہ منڈوا سکتا ہو اور نہ کٹوا سکتا ہو اور نہ ہی استرا پھروا سکتا ہو تو یہ (حلق وقصر کا) عمل اس احرام والے کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ ۵

مسئلہ ۱۱ احرام والی عورتوں کے لئے سر کے بال کٹوانے کا طریقہ یہ ہے کہ (کم از کم) چوتھائی

---

۱ عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ باب کیفیۃ اداء الحج

۲ عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ باب کیفیۃ اداء الحج

۳ المنهاج مع شرحه مغنی المحتاج فصل فی مبیت بالمزدلفه

۴ عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ باب کیفیۃ اداء الحج

۵ کذا فی العالمگیریہ، ج ۱ ص ۲۳۱ باب کیفیۃ اداء الحج وفی الدر المختار مع الشامی ۲ ۱ ۵ ویجب اجراء الموسی علی الاقرع وذی قروح ان امکن والاسقط مترجم

toobaa-elibrary.blogspot.com

سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کٹوائیں۔ [1]

اور فتاویٰ عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ

یہ ضروری ہے کہ عورت انگلی کے پورے سے کسی قدر زیادہ بال کاٹے اس لئے کہ بالوں کے سرے سب کے سب برابر نہیں ہوتے (چھوٹے بڑے ہوتے ہیں)

اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تین بالوں کے بقدر مونڈ کر یا کاٹ کر یا کھینچ کر یا جلا کر دور کرنا کافی ہے۔ [2]

مسئلہ ۱۲ عورتوں کے لئے حج میں بال منڈانا جائز نہیں بلکہ کٹوانا متعین ہے۔

سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"قال رسول اللہ ﷺ لیس علی النساء الحلق انما علی النساء التقصیر" [3]

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے سر مونڈنا (جائز) نہیں بلکہ ان کے لئے کٹوانا ہی متعین ہے (یعنی حج میں)"

ہدایہ میں ہے:

"ولا تحلق رأسها ولکن تقصر" [4]

ترجمہ: "عورت سر کے بال نہیں منڈائے گی بلکہ کٹوائے گی"

جلال الدین محلی رحمہ اللہ نے شرح منہاج میں شرح مہذب سے نقل فرمایا ہے

"یکرہ للمرأۃ الحلق" [5]

---

[1] کذا فی المناسک لعلی قاری ص ۲۲۹ فصل فی الحلق والتقصیر سواء التقصیر فاقله قدر انملة من شعر ربع الراس

[2] عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۱ الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج

[3] ابو داؤد ج ۱ کتاب المناسک باب الحلق والتقصیر

[4] لان النبی علیہ السلام نهی النساء عن الحلق وامرهن بالتقصیر ولان حلق الشعر فی حقها مثله کحلق اللحیة فی حق الرجال (هدایة ج ۱ ص ۲۵۵)

[5] مغنی المحتاج الی معرفة الفاظ المنهاج ص ۔۔۔ طبع بیروت (وتقصر المرأة ولا تؤمر بالحلق اجماعا بل یکره لها الحلق علی الاصح فی المجموع فصل فی العیب بالمرتدة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''عورت کے لئے بال مونڈنا مکروہ ہے''

مسئلہ۱۳ ''خنثیٰ مشکل'' حج میں سر کے بالوں کے کٹوانے میں عورت کے حکم میں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں تبیین کے حوالے سے منقول ہے

''الخنثى المشكل كالمرأة'' [1]

اور خرشی نے شرح منہاج فقہ شافعی میں مجموع سے نقل فرمایا ہے

''ان التقصير للخنثى افضل كالمرأة''

ترجمہ: ''خنثیٰ (ہیجڑے) کے لئے عورتوں کی طرح بال کٹوانا افضل ہے''

مسئلہ۱۴ بچی کے سر کے بال نو سال تک مونڈنا جائز ہے۔

شرح مختصر خلیل میں منقول ہے

''وكذلك بنت تسع او عشر تقصر ولا تحلق الا بعذر وان كانت صغيرة جاز لها الحلق والتقصير'' [2]

ترجمہ: ''اور اسی طرح نو یا دس سال کی بچی کے بال کٹوائے اور منڈوائے نہ جائیں البتہ کوئی عذر ہو تو جائز ہے اور اگر بچی (اس مذکورہ عمر سے) چھوٹی ہو تو منڈانا اور کٹوانا دونوں جائز ہیں''

مسئلہ۱۵ سر منڈانے کا آغاز جس کا سر مونڈا جا رہا ہو اس کی دائیں جانب سے سنت ہے نہ کہ مونڈنے والے (یعنی نائی) کی دائیں جانب سے۔

صحیحین میں ہے۔

''قال النبي ﷺ للحلاق خذ واشار الى الجانب الايمن ثم الايسر'' [3]

---

[1] عالمگیری ج ۱، کتاب المناسک الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج

[2] وهو سنة المرأة اى التقصير بعض في حقها ولو كانت بنت عشر سنين او تسع جواز لصغيرة فيجوز لها ان تحلق بخلاف الكبيرة فانه يحرم عليها ان تحلق رأسها، شرح مختصر خليل للخرشي باب احكام الحج والعمرة

اس مسئلہ میں مولانا [illegible] (جلد [illegible] صفحہ [illegible]) میں شافعی و حنبلی کے حوالے سے [illegible] تفصیل بھی [illegible] فلیراجع۔

[3] مسلم کتاب الحج باب بيان ان السنة يوم النحر ان يرمي الخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''نبی علیہ السلام نے نائی سے فرمایا لو (بال کاٹنا شروع کرو) اور اشارہ کیا (اپنے سر کے) دائیں جانب پھر بائیں جانب کو''

اور فتح القدیر میں ہے

''وھو الصواب وان کان خلاف المذھب'' [1]

ترجمہ: ''یہی (ترتیب) درست ہے اگرچہ مذہب کے خلاف ہے''

اور صاحب بحر نے فرمایا ہے کہ مذہب احناف یہ ہے کہ مونڈنے والے کی دائیں جانب مراد ہے نہ کہ جس کے بال مونڈے جارہے ہوں اس کی دائیں جانب۔

لیکن امام صاحب سے صحیح قول یہی مروی ہے کہ جس کے بال مونڈے جارہے ہوں اس کی دائیں جانب مراد ہے۔ [2]

اور صاحب نہر نے نقل فرمایا ہے کہ منتقد کی روایت سے بھی جس کا سر مونڈا جارہا ہو اس کی دائیں جانب مراد ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

اور وہ روایت یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب مجھے مکہ معظمہ میں (حج کے دوران) سر منڈانے کا اتفاق ہوا تو میرے نائی نے تین چیزوں میں میری درستگی کی

ایک یہ کہ جب میں قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھا تو اس نے کہا قبلہ رو ہوکر بیٹھو۔

دوسرے یہ کہ جب میں نے سر کی بائیں جانب منڈانے کے لئے اس کے آگے کی تو اس نے کہا کہ دائیں جانب سے پہل کرو۔

اور تیسرے یہ کہ فارغ ہوکر جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ اپنے بالوں کو دفن کرو۔ [3]

---

[1] فتح القدیر کی عبارت اس طرح ہے۔
وھو خلاف ما ذکر فی المذھب وھذا الصواب (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۶۲، باب الاحرام)

[2] السنۃ فی الحلق عند ابی حنیفۃ یبدأ بیمین الحالق ویسار المحلوق قالہ الکرمانی فی مناسکہ وعند الشافعی یبدأ بیمین المحلوق والصحیح عند ابی حنیفۃ مثلہ (عمدۃ القاری باب الحلق والتقصیر عند الاحلال)

[3] کذا فی الخانیۃ بھامش الھندیۃ ج ۳ ص ۴۱۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور صاحب نصاب الاحتساب نے یہ حکایت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس روایت میں حلق (سر منڈانے) سے مذکورہ آداب کے علاوہ اور بھی کافی فوائد (نکات) ہیں

ایک یہ کہ نصیحت کو ضرور سننا چاہئے خواہ نصیحت کنندہ کم درجے والا ہو اس لئے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے نائی کے حکم کی اطاعت کی۔

دوسرے یہ کہ جب عاقل کو اپنی کوتاہی سے رجوع کر چکنے کے بعد اس کے بیان کرنے سے شرم و عار نہیں کرنی چاہئے تاکہ دوسرے بھی دیکھ کر ایسا ہی کریں۔

تیسرے یہ کہ کبھی فعل کا حکم دینے کو خود اس فعل کے کرنے سے (مجازاً) تعبیر کیا جاتا ہے۔

جیسے کہا جاتا ہے "بنی الامیر القصر" بجائے "امر الامیر بناء القصر" (امیر نے محل بنایا "بجائے یہ کہنے کے "امیر نے محل بنانے کا حکم دیا)

کیونکہ محل تو معمار بناتے ہیں، امیر صرف حکم دیتا ہے، لیکن مجازاً بنانے کی نسبت امیر کی طرف کردی جاتی ہے۔

خصوصاً ایسے کام جو عموماً آدمی خود نہیں کرتا، اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"حلقتُ رأسي"

"میں نے اپنا سر منڈایا"

بجائے یہ کہنے کے

"امرتُ الحلاق ان یحلق"

"میں نے نائی کو حکم دیا کہ میرا سر مونڈے"

اور اسی طرح مونچھیں لینے اور ناخن تراشنے اور زیر بغل بال لینے میں دائیں سے ابتداء کرنا بھی مستحب ہے۔[1]

مسئلہ ۱۹ انسانی بدن کے کاٹے ہوئے بال پاک ہیں اس لئے نماز ان کے ساتھ درست ہے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے (کہ وہ ناجائز قرار دیتے ہیں)

---

1 کذا فی جامع الرموز، وایضاً فی المرقاۃ شرح مشکوۃ المصابیح ج ۵ ص ۳۶۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملتقط ناصحی میں مذکور ہے کہ

امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ بہت سے بالوں کے ساتھ جو سر منڈانے کی وجہ سے ان کے کپڑوں پر گر گئے تھے نماز ادا کی۔

حالانکہ ان کے مذہب میں ان بالوں کے ساتھ نماز جائز نہیں جب ان سے (اپنے اجتہاد کے خلاف) ایسا کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا

"بلينا فربما انحططنا الى مذهب اهل العراق"

ترجمہ: "ہم تنگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو بسا اوقات اہل عراق (احناف) کے مذہب کی طرف جھک جاتے ہیں"

اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مذہب (مجتہد فقیہ) کو ضرورت کے وقت دوسرے مذہب پر عمل جائز ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اتارے ہوئے بال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں ناپاک نہیں اور نماز کے جواز سے مانع نہیں، جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ہیں۔

اور امام ممدوح یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اہل عراق کے لئے کو انحطاط کے لفظ سے تعبیر کرنے سے مراد سہولت و آسانی کا حاصل کرنا ہے نہ کہ رتبہ اجتہاد سے انحطاط مراد ہے۔

اس لئے کہ امام ممدوح کی شان اس سے بلند ہے۔

بالوں کے بارے میں عام طور پر مشہور تو دونوں مذاہب کا مذکورہ اختلاف ہے۔

لیکن عینی نے شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں جس میں آنحضرت ﷺ کا سر منڈانے کے بعد بال حاضرین میں تقسیم کرنے کا ذکر ہے، اس کے برخلاف لکھا ہے، فرماتے ہیں

"ان فيه طهارة شعر الآدمي وهو قول جمهور العلماء وهو الصحيح من مذهب الشافعي وخالف في ذالك ابو جعفر الترمذي منهم فخصص الطهارة بشعره ﷺ وذهب الى نجاسة شعر غيره" ۱

---

۱ عمدة القاري ج ۱ باب الحلق والتقصير عند الاحلال

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اس حدیث سے انسان کے بالوں کی پاکی ثابت ہوتی ہے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحیح مذہب بھی یہی ہے اور ابو جعفر الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اختلاف کیا ہے پس انہوں نے پاکی بھی حضور علیہ السلام کے بالوں کے ساتھ مخصوص قرار دی ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے بالوں کی عدم طہارت کا قول کیا ہے

مسئلہ ۱۷ اگر کسی نے جبراً کسی جوان شخص کے سر کے بال مونڈ دیئے اور اس کے بعد اس جوان کے سفید بال اُگ آئے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مونڈنے والے پر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔

جبکہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ ثالث کے ذریعے تاوان مقرر کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں۔ ¹ اور ثالث (حکم) کے ذریعے فیصلہ کرنے کی یہ صورت ہوگی کہ جس کے جو بال منڈائے گئے ہیں اس کو غلام فرض کر کے بالوں کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور پھر بالوں کے بغیر اس کی قیمت لگائی جائے گی۔

دونوں حالتوں میں اس کی قیمت میں جو فرق ہوگا اتنی مقدار میں تاوان جبر بال منڈانے والے پر لازم ہوگا۔

مسئلہ ۱۸ اگر کسی نے زبردستی کسی بچے کے سر کے گھنگریالے بال مونڈ ڈالے اس کے بعد اس کی جگہ سفید بال اُگ آئے تو مونڈنے والے پر بقدر نقصان تاوان لازم آئے گا۔

یعنی بچے کو غلام فرض کر کے بالوں کی صورت میں اور بال نہ ہونے کی صورت میں اس کی قیمت دیکھی جائے گی جو فرق ہوگا اس کے بقدر تاوان مونڈنے والے پر لازم ہوگا۔

صرف گھنگریالے اور غیر گھنگریالے ہونے کی صورتوں میں فرق کو نہیں دیکھا جائے گا اس لئے کہ بچوں کے سروں پر اغراض فاسدہ کے لئے بال چھوڑنا حرام ہے اور حرام چیز شرعاً قابل قیمت شمار نہیں ہوتی۔

---

¹ ولو حلق رأس شاب فنبت أبيض لا شيء عليه في قول أبي حنيفة وقال صاحباه فيه حكومة عدل (عالمگیریه بهامش الهندية، كتاب الجنايات، ج ۳ ص ۳۳۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۱۹ سر کے بالوں کا جوڑا بنا کر (بالوں کو جمع کر کے سر پر باندھنا اور یہ کراہت کا حکم مردوں کے لئے ہے) اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (اس کو عربی میں عقص کہتے ہیں) ۱

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تہذیب میں ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے

"العقص ضرب من الضفر وهو ان يلوى الشعر على الرأس" ۲

---

۱ جوڑا باندھنا

جوڑا باندھنے کی دو شکلیں عموماً عورتوں میں رائج ہیں ایک شکل یہ کہ سر کے بالوں کو گدی پر [illegible]

[illegible]

بالوں کو کھلا چھوڑ دینا

[illegible]

مینڈھیاں بنانا

[illegible]

چٹیا بنانا

[illegible]

(ماخوذ از خواتین کے حیض و نفاس کے شرعی احکام مرتبہ مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہ)

۲ تهذيب الاسماء واللغات للنووی ج ۳ ص ۶۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''عقص مینڈھیاں بنانے (بال بٹنے) کی ایک خاص صورت ہے اور یہ کہ بال سر کے اوپر لپیٹے جائیں''

اور لیث سے نقل کیا ہے:

''العقص ان تاخذ المرأة كل خصلة من شعر فتلوّيها ثم تعقدها حتى يبقى فيها التواء ثم ترسلها'' [1]

ترجمہ: ''عقص یہ ہے کہ عورت اپنے بالوں کو کئی حصے کرکے ہر حصے کو علیحدہ بٹ لے پھر ان کو باندھ لے اس طور پر کہ ان میں وہ علیحدہ علیحدہ بل بھی برقرار رہے پھر ان بالوں کو ویسے ہی چھوڑ دے (یعنی کھول لے)''

اور جزری نے نہایہ میں فرمایا ہے:

''العقيصة الشعر المعقوص وهو نحو من المضفور واصل العقص اللي وادخال اطراف شعره في اصوله'' [2]

ترجمہ: ''عقیصہ باندھے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں اور وہ بٹے ہوئے بالوں کی ایک قسم ہے اور اصل میں عقص لپیٹنے اور بالوں کے کنارے انہی بٹے ہوئے بالوں کی جڑوں میں داخل کرنے کو کہتے ہیں''

اور مغرب میں ہے:

''(العقص) من باب ضرب جمع الشعر على الرأس وقيل ليّه وادخال اطرافه في اصوله'' [3]

ترجمہ: ''عقص باب ''ضرب'' کا صیغہ ہے بمعنی بالوں کو سر پر جمع کرنا، اور بعض کا قول ہے کہ بالوں کو لپیٹنا اور ان کے اطراف کو ان کی جڑوں میں داخل کرنا ہے''

اور اس کی کراہت کی دلیل حدیث ابی رافع ہے

---

[1] تهذيب الاسماء واللغات للنووي ج ۴ ص ۴۵

[2] النهاية في غريب الاثر ج ۳ ص ۵۳۰ باب العين مع القاف

[3] المغرب ج ۳ ص ۲۹۸ باب العين مع القاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

"انّه مرّ بالحسن بن عليٍّ وهو يصلّي وقد غرز ضفرته في قفاه فحلّها فالتفت اليه الحسن مغضبًا فقال اقبل على صلوتك ولا تغضب فانّي سمعت رسول الله ﷺ يقول ذالك كفل الشيطان" [1]

ترجمہ: "ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے بالوں کا جوڑا بنا کر گدی پر باندھ رکھے تھے تو انہوں نے کھول دیا اس پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ بھری نظر سے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا اپنی نماز میں مشغول رہیں، غصہ سے پرہیز کریں، میں نے نبی علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے ایسا کرنا شیطان کا حصہ ہے"

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حدیث نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ

حديثُ أبي رافعٍ حسنٌ

اور اہل علم کا اس پر عمل ہے، اور اس میں یہ بھی ہے

"كرهوا ان يُصلّي الرّجل وهو معقوصٌ شعرهُ" [2]

ترجمہ: "اہل علم (فقہاء) جوڑا باندھے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں"

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت میں یہ بھی ہے

"انّما مثلُ هذا مثلُ الّذي يصلّي وهو مكتوفٌ" [3]

ترجمہ: "جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو نماز پڑھ رہا ہو اس حال میں کہ اس کے ہاتھ کاندھوں سے بندھے ہوئے ہوں"

جزری فرماتے ہیں، مراد یہ ہے کہ:

جب بال کھلے ہوئے ہوں تو سجدہ میں بال بھی لٹکے ہوئے ہوں گے تو نمازی کو ان بالوں کے سجدہ کا

---

[1] رواه الترمذي ج ١ ابواب الصلوة باب ما جاء في كراهية كف الشعر في الصلاة

[2] ترمذي باب ماجاء في كراهية كف الشعر في الصلاة

[3] نسائي ج ٢ كتاب الافتتاح باب مثل الذي يصلي ورأسه معقوص

toobaa-elibrary.blogspot.com

ثواب ملے گا اور جب بندھے ہوئے ہوں گے تو گویا کہ بالوں نے سجدہ نہیں کیا اور مثل بہت ان کی کاندھوں پر باندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ ہو جائے گی۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے۔

"ولاتعقص شعرک وانت تصلّی فانّہ کفل الشّیطان" [1]

ترجمہ" نماز میں اپنے بالوں کا جوڑا مت باندھو اس لئے کہ یہ شیطان کا حصہ ہے"

(یعنی اس طریقہ پر شیطان نماز سے اپنا حصہ نکال لیتا ہے اور نماز ناقص ہو جاتی ہے۔مترجم)

اور عقص کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ بال سر کے درمیان کھوپڑی پر جمع کئے جائیں اور گوند وغیرہ سے چپکا دیئے جائیں

(۲) دوسرے یہ کہ گیسوؤں کو سر کے درمیان لپیٹ دیا جائے جیسے کہ خواتین بعض اوقات اس طرح کرتی ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ بالوں کو گدی پر یا پیشانی پر یا وسط سر میں جمع کر کے کسی رسی یا کپڑے کے ٹکڑے سے باندھ دیا جائے۔

(۴) چوتھے یہ کہ بالوں کو گدی پر جمع کر کے ان کے سروں کو ان کی جڑوں میں داخل کر دیا جائے

فتاویٰ عالمگیری میں منجملہ مکروہات نماز کے یہ بھی ہے

"ویکرہ عقص شعرہ وھو جمعُ الشّعرِ علی الرّأس وشدُّہٗ بشیٍٔ حتی لاینحلّ کذا فی التّبیین واختلف الفقہاءُ علی اقوالٍ فقیل ان یّجمعہٗ وسط رأسہ ثمّ یشدّہٗ وقیل ان یّلفّ ذوائبہٗ حول رأسہ کمایفعلہٗ النّسآءُ وقیل ان یّجمعہٗ من قبل القفا ویُمسکہٗ بخیطٍ اوخرقۃٍ وکلُّ ذالک مکروۃٌ کذا فی البحر الرائق والصلاۃ فی عاقصۃ الشعر" [2]

ترجمہ: "مکروہ ہے جوڑا بنانا اور اس کی صورت یہ ہے کہ بالوں کو سر پر جمع کرنے کی چیز

---

[1] رواہ عبدالرزاق ج ۲ باب القراءۃ فی الرکوع والسجود

[2] فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۶ الفصل فیما یکرہ فی الصلاۃ وفیما لایکرہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے باندھ دیا جائے تاکہ کھل نہ جائیں جیسا کہ تبیین میں ہے اور اس کی تعریف میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں بعض کے بقول وہ وسط سر پر بال جمع کر کے ان کو باندھنا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ گیسو سر کے ارد گرد لپیٹ دیے جائیں جیسے عورتیں کرتی ہیں اور بعض نے کہا کہ گدی کی جانب بال جمع کر کے ان کو دھاگے یا کپڑے سے باندھ دیا جائے اور یہ سب صورتیں مکروہ ہیں"

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ مذکورہ احادیث اور روایات (فقہیہ) سے مستنبط ہوتا ہے کہ جوڑا باندھنا (عقص) اپنی ذات میں مکروہ نہیں ہے صرف حالت نماز میں مکروہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء اس کو مکروہات نماز کی بحث میں ذکر کرتے ہیں۔

اور اس بات کی تائید ملا علی قاری رحمہ اللہ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو درج ذیل حدیث کی شرح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا ہے:

"كان شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إلى نصف اُذُنَيه " [1]

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک ہوتے تھے"

فرماتے ہیں:

" والمُرادُ مِنْ هذا الشَّعْرُ هُوالذى جمع وعقص "

ترجمہ: "اس سے مراد وہ بال ہیں جو جمع کر کے باندھے تھے"

پس معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام بھی کبھار بالوں کا جوڑا باندھتے تھے تو ضرور یہ عمل اپنی ذات میں مکروہ نہ ہوا۔

البتہ نماز کی حالت میں نہی وارد ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۰ عورتوں کے لئے غسل کے وقت بٹے ہوئے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا کافی ہے (بال کھول کر ان کو دھونا ضروری نہیں) بخلاف مردوں کے۔

---

[1] نسائی میں یہ حدیث ان الفاظ میں منقول ہے

كان شعر النبي ﷺ الى نصف اذنيه (نسائي كتاب الزينة من السنن، اتخاذ الجمة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

"قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) إِنِّيْ امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِيْ فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ" [1]

ترجمہ: "میں نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں ایسی عورت ہوں کہ سر کے بالوں کی مینڈھیاں سخت باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے ان کو کھولا کروں۔ تو فرمایا کہ مت کھولا کر تیرے لئے بس اتنا کافی ہے کہ سر پر تین دفعہ دونوں ہاتھوں سے پانی بہائے"

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تین حصر کے لئے نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔

ہدایہ میں ہے

"لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُوْلَ الشَّعْرِ وَلَيْسَ عَلَيْهَا بَلُّ ذَوَائِبِهَا هُوَ الصَّحِيْحُ" [2]

ترجمہ: "غسل میں عورت کے لئے مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں جبکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے اور اس کے لئے مینڈھیوں کا تر کرنا ضروری نہیں، یہی صحیح ہے"

پس معلوم ہوا کہ عورت کے لئے بنے ہوئے بالوں کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے البتہ جو بال بنے ہوئے نہ ہوں ان تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ [3]

اور مردوں کے لئے غسل کرتے ہوئے سب بالوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے اگرچہ وہ بنے ہوئے ہوں۔ [4]

مسئلہ ۲۱ سر کے بالوں میں مانگ نکالنا مسنون ہے اور سدل (مانگ نکالے بغیر بال پیچھے کو

---

[1] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۹ باب حکم ضفائر المغتسلۃ

[2] ھدایہ ج ۱ ص ۳۰ فصل فی الغسل

[3] کذا فی الھندیۃ

[4] کذا فی محیط السرخسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ڈالنا) منسوخ ہے۔ [1]

اور بعض کے نزدیک، مانگ نکالنا افضل ہے اور سدل بھی جائز ہے۔ [2]

اور فرق (مانگ) سے مراد یہ ہے کہ سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کانوں کے پیچھے سے سینے کی طرف بکھا دیے جائیں اور سدل یہ ہے کہ مانگ نکالے بغیر ہی پیچھے کو ڈال دیے جائیں۔

فتاویٰ غرائب میں ہے

"والفرق ان يقسم بنصفين ويرسل نصفا من جانب يمينه على الصدر ونصفا من جانب يساره على الصدر والسدل ارسال الشعر حول الرأس من غير ان يقسم بنصفين وكان النبي ﷺ عند قدوم المدينة يسدل وكذا المسلمون ثم اتاه جبرئيل فاخبره بالفرق ففرق النبي ﷺ والمسلمون."

ترجمہ: "فرق (مانگ) یہ ہے کہ بال دو حصے کر کے دائیں بائیں جانب سے سینے پر ڈال دیے جائیں اور سدل سر کے اردگرد بال دراز چھوڑنے کو کہتے ہیں نصف نصف کیے بغیر اور نبی علیہ السلام ہجرت کے بعد مدینہ کے ابتدائی زمانے میں سدل کیا کرتے تھے اور مسلمان بھی ایسا ہی کرتے تھے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور نبی علیہ السلام کو فرق کی خبر دی اس کے بعد نبی علیہ السلام اور تمام مسلمان فرق پر عمل کرنے لگے"

اور "صراط مستقیم" میں صاحب قاموس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سدل میں بالوں کو گدی پر جمع کرنا معتبر ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ابتداء میں بال گدی کی طرف سے پیچھے ڈالتے تھے اس کے بعد فرق یعنی مانگ نکالنے لگے۔

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

---

[1] قاله العسقلاني قال القاضي عياض نسخ السدل فلا يجوز فعله مرقاة ج ۸ ص ۲۹۳

[2] لحاصل ان الصحيح المختار جواز السدل والفرق افضل ، المرقاة ج ۸ ص ۲۹۳

"کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْهِ وَکَانَ اَهْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ ﷺ نَاصِیَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَهُ۔"[1]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام جن چیزوں میں آپ پر وحی نہیں آئی ہوتی تھی، ان میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے اور اہل کتاب سدل کرتے تھے و مشرکین سر کے درمیان مانگ نکالتے تھے پس آپ سدل فرمانے گے بعد میں فرق کو اختیار فرما دیا"

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ فرق (مانگ) کو اختیار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اجتہاد سے تھا تا کہ اہل کتاب کی مخالفت ہو جائے کیونکہ ابتدائے اسلام میں اہل کتاب کی موافقت ان کی تالیف قلب کی غرض سے تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے اور ان کی تالیف قلب سے بے نیاز کر دیا اور آپ ﷺ کو تمام ادیان پر غالب کر دیا تب بعض امور میں ان کی مخالفت کی اور بعض میں موافقت کی۔

اور جن عبارات میں یہود کی موافقت کا ذکر ہے ان سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے معاملات میں اختیار رکھتے تھے۔

کیونکہ اگر شریعت کا حکم اس معاملے میں موجود ہوتا تو حتمی طور پر اس پر عمل لازم ہوتا (اختیار نہ ہوتا) اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اگر بال منتشر ہوتے تو مانگ نکالتے ورنہ ویسے ہی پیچھے لٹا دیتے یعنی سدل یا مانگ کے لئے تکلف نہ فرماتے۔

اور شرح صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے تھے نہ سدل سے غرض رکھتے تھے نہ فرق سے اور سدل و فرق دونوں جائز ہیں اور فرق افضل ہے۔

مسئلہ ۲۲ بالوں کو کاندھوں تک اور اس سے کم بھی دراز کرنا جائز ہے بلکہ مسنون ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام کے بالوں کے متعلق روایات مختلف وارد ہوئی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول روایت میں ہے

---

[1] محولہ مشکوٰۃ باب الترجل فصل اول و مرقاۃ ج۹ ص ۲۹۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

"کان شعر رسول اللہ ﷺ الی نصف اذنیہ" [1]

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کے بال کانوں کے نصف تک تھے"

اور شیخ الوسائل میں ہے کہ یہاں "نصف" سے مطلق بعض اذن مراد ہے تا کہ کانوں کے محاذات میں کم وبیش ہر صورت کو شامل ہو جائے، دوسری روایت میں آیا ہے

"کان یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ" [2]

ترجمہ: "آپ ﷺ کے بال کانوں کے نرمہ تک پہنچتے تھے"

اور ایک روایت میں ہے:

"وکان لہ شعر فوق الجمۃ ودون الوفرۃ" [3]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام کے بال کاندھوں سے اوپر اور کانوں کے نرمہ سے نیچے تک تھے"

یعنی ابھی کاندھوں تک جس کو جمہ کہتے ہیں نہیں ہوتے تھے لیکن کانوں کے نرمہ سے نیچے تک آ جاتے تھے یعنی کاندھوں اور کانوں کے درمیان ہوتے تھے اور اس کو لمہ کہتے ہیں یعنی کاندھوں کے قریب (کیونکہ المہ مقربت کے معنی میں ہے)

اور مذکورہ تینوں حدیثوں کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے شمائل میں نقل فرمایا ہے اور ان میں سے تیسری کی موافقت بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے

"بین اذنیہ وعاتقہ" [4]

ترجمہ: "یعنی کانوں اور کاندھوں کے درمیان"

جزری نے نہایہ میں نقل فرمایا ہے، جمہ سر کے بال کاندھوں تک ہونا، اور وفرہ سر کے بال کانوں کے نرمہ تک ہونا اور کبھی جمہ کا اطلاق بالوں پر مطلقاً ہوتا ہے۔

جیسا کہ اس حدیث میں ہے

---

[1] شمائل ترمذی، کیف کان شعر رسول اللہ ﷺ

[2] شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳ کیف کان شعر رسول اللہ ﷺ

[3] ترمذی باب ماجاء فی الجمۃ واتخاذ الشعر

[4] بخاری حدیث نمبر ۵۴۵۲، الجعد

toobaa-elibrary.blogspot.com

"کانت جمتہ تضرب قریبًا من منکبیہ" [1]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام کے بال کاندھوں کے قریب کو چھوتے تھے"

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے

"لہ شعر یضرب منکبیہ" [2]

ترجمہ: "یعنی آپ ﷺ کے بال کاندھوں سے لگتے تھے"

اور ام ہانی کی روایت میں آیا ہے

"لہ اربع غدائر" [3]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام کے بالوں کی چار لٹیں تھیں"

دو دائیں جانب، دو بائیں جانب اور ان تین روایتوں کو بھی ترمذی نے شمائل میں روایت کیا ہے۔ [4]

اور یہ چار روایتیں بظاہر ایک دوسرے کے متعارض واقع ہوئی ہیں جس کی وجہ سے محدثین اور شراح حدیث نے ان کی تطبیق میں بہت چھ موشگافیاں کی ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ بالوں کا جو حصہ ابتدائے سر سے شروع ہوتا تھا وہ کانوں کے نصف تک پہنچتا تھا اور جو بال اس کے بعد والے حصہ سے شروع ہوتے تھے وہ کانوں کے نرمہ تک پہنچتے تھے اور اسی ترتیب سے سر کے پچھلے حصہ والے بال تھے کہ وہ کاندھوں تک پہنچتے تھے۔

اور جمع الوسائل میں فرمایا کہ یہ وجہ تطبیق، تکلفات بعیدہ میں سے ہے اس لئے کہ بظاہر یہ روایات نبی علیہ السلام کے مجموعی بالوں کے بارے میں ہیں نہ کہ بالوں کے علیحدہ علیحدہ حصوں کے بارے میں۔

اور امام نووی نے اس بحث کی بیہودی میں کہا ہے کہ یہ اختلاف احوال اختلاف زمان پر مبنی ہے اس

---

[1] کذافی دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث نمبر ۵۵، بعض الفاظ

[2] کذافی سنن الترمذی باب ماجاء فی الرخصۃ فی الثوب الاحمر للرجال حدیث نمبر ۱۶۹

[3] سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۹۶۵ فی الرجل یعقص شعرہ

[4] شمائل ترمذی باب ماجاء فی شعر رسول اللہ ﷺ ص ۳۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے کہ اگر بال کاٹنے میں تاخیر ہوجاتی تو کانوں کے نرمے تک پہنچ جاتے، اور اگر جلدی حجامت ہوجاتی تو کانوں کے نصف تک ہی رہتے تھے، وعلی ھذا القیاس [1]

اور اس تطبیق میں بھی تامل ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام سے (عام حالات میں) سر منڈانا سوائے ایک دفعہ کے ثابت نہیں [2]

پس وجہ تطبیق میں مناسب قول یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے حج وعمرہ میں سر منڈایا تو اس کے بعد قریب تر زمانے میں کانوں کے نصف تک تھے اور پھر بتدریج کاندھوں تک پہنچے اور راویوں میں سے ہر ایک نے اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کیا۔

لہٰذا ہر ایک کی روایت اپنی جگہ درست ہے۔ [3]

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "مدارج" میں فرمایا ہے کہ کبھی تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تو بال دراز ہوتے اور ویسے عام حالات میں چھوٹے نظر آتے، باقی مردوں کے حق میں بالوں کو کاندھے سے مزید بڑھانا اس کا حکم سوائے مرقاۃ کے کسی روایت میں نہیں دیکھا گیا۔

مرقاۃ میں ہے:

"لاشک ان طول الشعر لیس ممنوعا ولا جاء امر بقطع مازاد علی مقدار معلوم منہ" [4]

ترجمہ: "بلاشبہ بالوں کو زیادہ لمبا کرنا برا نہیں اور کسی معین مقدار سے زیادہ کاٹنے کے بارے میں نبی علیہ السلام سے کوئی حکم وارد نہیں ہوا"

اور نیز شرح "منتہی الارادات" فقہ حنبلی میں ہے

"ولاباس بزیادۃ علی منکبیہ"

ترجمہ: "بالوں کو کاندھوں سے زیادہ لمبا چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں"

---

1. قالہ علی القاری فی شرح الشمائل وھکذا فی المواھب، وفی المرقاۃ ج۸ص۳۰۹
2. مدارج النبوۃ لعبد الحق
3. قالہ علی القاری
4. مرقاۃ المفاتیح، باب الترجل، ج۸ص۳۰۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور سنن ابی داؤد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

''میرے سر پر پٹے چھوڑے ہوئے تھے تو میری والدہ نے فرمایا کہ تیرے یہ پٹے نہیں کٹواؤں گی اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے بطورِ پیار کے (جیسے بچوں سے کیا جاتا ہے) ان کو پکڑا تھا اور کھینچا تھا پس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے ان بالوں کو نبی علیہ السلام کے دستِ مبارک کے مس کرنے کی وجہ سے بطورِ تبرک کے باقی رکھا تھا'' [1]

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ اس سے علی الاطلاق (یعنی عورتوں کی طرح لمبے بال چھوڑنا) جائز نہیں بوجہ اس کے عورتوں کی خصوصیت ہونے کے اور مردوں کی ان کے ساتھ مشابہت پیدا ہونے کے

اشکال سنن ابی داؤد میں نبی علیہ السلام سے منقول ہے

''نعم الرجل خريم الاسدي لولا طول جمته واسبال ازاره'' [2]

ترجمہ: ''خریم اسدی اچھے آدمی ہیں اگر سر کے بال ان کے زیادہ لمبے نہ ہوتے اور پائجامہ (ٹخنوں سے) نیچے نہ لٹکاتے''

جب اس ارشادِ مبارک کا خریم اسدی کو علم ہوا تو انہوں نے اپنے بال کانوں کے برابر تک کٹوائے اور ازار کو آدھی پنڈلی تک کر دیا''

یہ حدیث واضح طور پر حدِ مذکورہ سے زائد بالوں کو بڑھانے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔

حلِ اشکال یہ حدیث اسدی اور اس جیسے حضرات کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ انہوں نے فخر و نازکی غرض سے بال اس طرح رکھے تھے پس ممانعت کی علت یہی فخر و بڑائی ہے۔ [3]

اور اس کی تائید ''مدارج'' میں مرقوم اس عبارت سے بھی ہوتی ہے

---

[1] عن انس قال كانت لي ذؤابة فقالت لي امي لا اجزها كان رسول الله ﷺ يمدها وياخذها بحواله مشكوة مع مرقاة ج ۸ ص ۳۰۱ باب الترجل، الفصل الثاني

[2] سنن ابي داود حديث نمبر ۳۵۶۶ باب ما جاء في اسبال الازار كذا في المشكوة ج ۲ ص ۵۱ باب الترجل الفصل الاول

[3] كذا في المرقاة ج ۸ ص ۳۰۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جس کو تو دیکھے کہ بالوں کے بڑھانے اور سنوارنے میں بے حد تکلف کرتا ہے تو یہ بھی
مکروہ ہے"

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ اسدیؒ نے خود بھی نبی علیہ السلام سے کراہت فرمانے کی یہی وجہ
سمجھی اور اپنے بال کانوں کے برابر تک کروا دیے۔

اور اگر وجہ کراہت مطلقاً بالوں کو دراز چھوڑنا فرض کیا جائے تو چونکہ صاحب معاملہ اپنے معاملے کو
دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے تو اس بناء پر چاہئے تو کہ کانوں سے بال بڑھانا جائز نہ ہوتا حالانکہ یہ
بالاتفاق جائز ہے۔

جیسا کہ نبی علیہ السلام کے بالوں کا کانوں سے متجاوز ہونا (پیچھے مذکور ہوا) معلوم و مشہور ہے۔

اسی لئے ملا علی قاریؒ علیہ رحمۃ نے مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ بال بڑھانا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳ سر کے بالوں کے ساتھ آدمی کے بال ملانا جس کو وصل کہتے ہیں جیسے کہ بعض عورتوں کی
عادت ہوتی ہے یہ مرد و زن ہر دو کے لئے نبی علیہ السلام کے اس ارشاد کی بناء پر ممنوع ہے [1]

---

[1] انسان یا خنزیر یا کسی اور جانور کے بالوں کی وگ استعمال کرنا

انسانی بالوں کی وگ بنانا [illegible] ہے وہ بالوں کی وگ تو جائز نہیں [illegible] جو وگ [illegible] مشین کے ذریعہ جس طرح لگوائے جاتے ہیں کہ وہ
جسم کے ساتھ مستقل پیوست ہو جاتے ہیں اور جسم سے الگ نہ ہو سکتے ہوں [illegible] طرح [illegible] بھی [illegible] کہ جب
چاہیں اسے الگ کر لیں اور جب چاہیں [illegible] کی صورت میں [illegible] وگ [illegible] نہیں۔
خنزیر کے علاوہ کسی اور جانور کے بالوں کی یا مصنوعی بالوں کی وگ کا [illegible] خواہ [illegible] مستقل طور پر پیوست
[illegible] لگائی جائے [illegible] بعض صورتوں میں [illegible] نہیں [illegible] (ماخوذ از [illegible] زیب و زینت کے شرعی احکام)

وگ کے بالوں پر مسح اور غسل کا حکم

مصنوعی بال [illegible] جھلی وغیرہ میں پیوست ہوں اور وہ جھلی سر کے بال صاف کرنے کی [illegible] سر پر چپکائی
جائے [illegible] کچھ عرصہ بعد [illegible] یہ جھلی [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] جا تی ہے تو
چونکہ یہ جھلی [illegible] نہیں اور یہ جھلی [illegible] پانی پہنچنے [illegible] سے مانع ہوتی ہے
اس [illegible] بھی [illegible] صورت میں [illegible] غسل اور وضو میں [illegible]
ہوگی [illegible] قدرتی جلد میں [illegible] جائے تو اس صورت میں چونکہ [illegible] جلد تک غسل اور وضو میں
مسح کے [illegible] غسل اور وضو صحیح ہو جائے گا، [illegible] حکم [illegible] بھی ہے، جو بلا تکلف سر پر بھی
[illegible] غسل صحیح ہو جائے گا (معاشرتی
معاملات کے شرعی احکام)

toobaa-elibrary.blogspot.com

" لعن الله الواصلة والمستوصلة " [۱]

ترجمہ: " اللہ تعالیٰ واصلہ اور مستوصلہ عورت پر لعنت فرماتے ہیں "

واصلہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے بالوں میں بال ملائے، اور مستوصلہ وہ عورت ہے جو کسی عورت سے اپنے بالوں میں بال ملوائے اور یہ حکم عورت و مرد دونوں کو شامل ہے۔ [۲]

باقی حدیث میں خاص طور پر عورت کا ذکر کرنا جاری عادت کی بناء پر ہے کہ عرب کی عورتیں عام طور پر بالوں میں وصل کرتی تھیں (ورنہ ممانعت مرد و عورت دونوں کو عام ہے)

صاحب ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں:

" عورتوں کیلئے بالوں میں اونٹ کی صوف (اون) سے وصل کرنے کی اجازت ہے "

امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الآثار میں مذکور ہے:

" عن ابن عباس لا بأس بالوصل في الرأس اذا كان صوفا قال محمد وبه نأخذ وهو قول ابي حنيفة " [۳]

ترجمہ: " ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ صوف کا وصل کرنے میں کوئی حرج نہیں امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول امام صاحب کا ہے "

اور موطا میں فرماتے ہیں

" وهو قولُ ابي حنيفة والعامة من فقهائنا " [۴]

ترجمہ: " یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے "

---

[۱] سنن النسائي كتاب الزينة باب المستوصلة ... كتاب اللباس باب الواصلة والواشمة

[۲] قال الملا علي القاري في المرقاة ج۸ ص۲۹۵ لعن الله الواصلة التي توصل شعرها بشعر آخر والمستوصلة التي تطلب هذا الفعل من غيرها وتأمر من يفعل بها ذلك وهي تعم الرجال والمرأة

[۳] كتاب الآثار ص ۱۹۷

[۴] يكره للمرأة ان تصل شعرا الى شعرها او تتخذ قصة شعر ولا بأس بالوصل في الرأس اذا كان صوفا فاما الشعر من شعور الناس فلا ينبغي وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالى (موطأ محمد ابواب السير، باب المرأة تصل شعرها بشعر غيرها)

وايضا في المرقاة ج۸ ص۲۹۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

مطالب المومنین میں ہے کہ:

"آدمی چونکہ اپنے سارے اجزاء کے ساتھ قابلِ احترام ہے اس لئے اس کے بالوں کو وصل کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں اور انسان کے سوا کسی اور چیز کے بال عورت کے لئے جبکہ اس کا شوہر اور آقا نہ ہو تب بھی اس کو وصل کرنا ناجائز ہے اور اگر شوہر یا آقا ہو تو ان کی اجازت سے جائز ہے" (مطالب المومنین) [1]

مسئلہ ۲۴ ملے ہوئے بالوں کے ساتھ عورت کی نماز ہو جاتی ہے۔ [2]

مسئلہ ۲۵ عورتوں کو ریشم یا کسی اور سرخ دھاگے سے بال باندھنا جائز ہے۔ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: بالوں کو ریشم وغیرہ کی سرخ ڈوری سے باندھنا جو بالوں کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی بلا کراہت جائز ہے۔ [3]

مسئلہ ۲۶: عورتوں کو دھاگے کی قسم کے مصنوعی بال سر کے بالوں کے ساتھ ملانا جائز ہے توضیح اخواتی میں بالوں کے ساتھ بال ملانے کے بیان کے بعد مذکور ہے

"واما اذا وصلت بعضوه من خرقة وغيرها فلا يدخل في النهي"

ترجمہ:" البتہ اگر بالوں کی بجائے کپڑے کے ٹکڑے یا کسی اور اس طرح کی چیز کو بالوں کے ساتھ وصل (ملایا) جائے تو وہ ممانعت میں داخل نہیں"

---

[1] وما لشعر الطاهر من غير الآدمي فان لم يكن له روح ولا فسد فهو حرام ايضا وان كان فثلاثة اوجه اصحها ان قصده مادى تزوج والسيد حار، مرقاة ج ۹ ص ۲۹۵)

[2] كذا في الهندية في جواز صلاة المرأة مع شعر غيرها الموصول اختلاف بينهم والمختار انه يجوز كذا في الحاوية (ج ۵ ص ۳۵۸)

[3] پراندی کا استعمال

[illegible] میں [illegible] بالوں [illegible] سے [illegible] (موتیوں وغیرہ سے) [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] اس کی قباحت [illegible] میں [illegible] ہے۔

کلپ لگانا

خواتین کے [illegible] کلپ [illegible] مقصود [illegible] اپنی [illegible] حیثیت کے موافق [illegible] ہے۔

([illegible] مفتی محمد یونس صاحب [illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۲۷ اگر کسی غلام کی پیشانی پر بال نہ ہوں تو بائع (بیچنے والا) اس غرض سے کہ قیمت زیادہ لگے اس کی پیشانی پر بال بنا سکتا ہے اور اگر غلام خدمت کے لئے ہو تو اس طرح اس کے بالوں میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔ [1]

مسئلہ ۲۸ سر کے بالوں میں تیل و کنگھی نہ کرنا جس کی وجہ سے ان میں جوئیں پڑ جائیں اور میلے کچیلے ہو جائیں اور پراگندہ ہو کر خاک میں چھپ جائیں۔ [2]

جیسا کہ بعض ملنگوں کا طریقہ ہے یہ بدعت اور خلاف سنت ہے اور اس میں ہندو جوگیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے۔

مسئلہ ۲۹ شرفاء اور علویوں کی طرح پٹے چھوڑنا جبکہ ان کے شعار ہو جانے کے دوسروں کے لئے مکروہ ہے اور تلبیس میں داخل ہے۔ [3]

اس سے معلوم ہوا کہ علامت کے طور پر مردوں کو پٹے رکھنا مکروہ نہیں ہاں مشابہت کے طور پر چھوڑنا مکروہ ہے جیسا کہ حریم اسدی کی حدیث سے زینت اور فخر کی غرض سے چھوڑنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۳۰ مردوں کے حق میں سوائے حالت احرام کے بال بٹنا مکروہ ہے۔

صاحب توضیح الحواشی نے حدیث "لا تشبهوا بالملبّد" کی شرح میں فرمایا ہے

"ای لا تضفروا اشعرکم کالمتکبرین فانہ مکروہ فی غیر الاحرام"

"تکبر کرنے والوں کی طرح بالوں کی مینڈیاں نہ بناؤ اس لئے کہ سوائے حالت احرام کے یہ مکروہ ہے"

---

[1] کما فی المطالب والهدیہ ملاعن المحیط فتاوی قاضی خان علی حاشیہ الهندیہ ج۳ ص ۴

[2] سر میں تیل کی مالش اور بالوں میں تیل لگانا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے جائز ہے حضور اقدس ﷺ سے تیل لگانا بطور عادت کے ثابت ہے [illegible] سنت کی نیت سے سر میں تیل لگایا جائے تو پھر بحسب ثواب بھی ہوگا اور ویسے بھی فائدہ سے بھی سر میں تیل لگانا مفید ہے [illegible]

فصلِ دوم

داڑھی کے احکام کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ لحیہ عبارت ہے ٹھوڑی اور دونوں رخساروں کے بالوں سے۔ [1]
اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لحی نچلے جبڑے کو کہتے ہیں اور یہ بال اسی پر اگتے ہیں۔
چنانچہ عرب کہتے ہیں:

"رماہ بلحی جمل" [2]

ترجمہ: "اس کو اونٹ کے نچلے جبڑے کیساتھ مارا"

اور بعض نے کہا ہے کہ لحی کنپٹی اور رخسار کے درمیان کی اونچی ہڈی کو کہتے ہیں۔
اور داڑھی کے بال چونکہ لحی نامی اس ہڈی پر ختم ہوتے ہیں اس مناسبت سے ان تمام بالوں کو لحیہ سے موسوم کیا گیا۔
غرائب میں ہے

"کان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول للحلاق ابلغ العظمین فانہما منتہی اللحیۃ یعنی حدہا ولذالک سمیت لحیۃ لان حدہا اللحی" [3]

ترجمہ: "عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نائی سے کہتے کہ کنپٹی کی ہڈی تک بال صاف کرو کیونکہ یہ داڑھی کی حد ہے اور اسی وجہ سے اس کو لحیہ کہتے ہیں کہ اس کی حد لحی نامی کنپٹی کی اسی ہڈی پر ہوتی ہے"

---

[1] اللحیہ بالکسر شعر الخدین والذقن القاموس المحیط ج ۴ ص ۱۰۶ باب الواو والیاء فصل اللام والقبل والشرہ العربی)
[2] کذافی المغرب باب اللام مع الحاء المہملۃ
[3] عن نافع عن ابن عمر انہ کان یقول للحلاق اذا حلق فی الحج ابلغ الی العظمین (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، کتاب الحج فی الحج ابن عمر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۳۱ ایک مشت کی مقدار تک داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کو سنت کہنا اس معنی میں ہے کہ دین میں جاری شدہ طریقہ ہے اس اعتبار سے واجب پر بھی سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔

یا سنت سے ثابت ہونے کی وجہ سے سنت کہا جاتا ہے۔ [1]

باقی اس کا وجوب نبی علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہے

"اُحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی" [2]

ترجمہ "مونچھوں کو تر شواؤ (باریک کرو) اور داڑھی بڑھاؤ"

اور اعفاء سے مراد داڑھی کو بغیر مونڈنے اور کاٹنے کے اپنے حال پر چھوڑنا ہے یا خوب گھنی کرنا ہے۔ [3]

باقی ایک مشت کی مقدار کی تعیین عمرو بن شعیب کی روایت سے ثابت ہے

"انہ ﷺ کان یاخذ من لحیته طولا و عرضا" [4]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام طول وعرض سے اپنی داڑھی کے بال لیتے تھے"

یعنی ہر جانب سے داڑھی کی اصلاح کرتے تھے اور صاحب مفاتیح اور غرائب نے اس حدیث کے آخر میں لفظ:

"اِذَا زَادَ عَلٰی قَدْرِ الْقَبْضَةِ"

(جب مشت کی مقدار سے بڑھ جاتے تھے) بھی نقل کیا ہے۔ [5]

اشکال قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں حلیہ شریف کے بیان میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں"

---

[1] کذا فی اشعة اللمعات

[2] رواہ الترمذی ابواب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء فی اعفاء اللحیة، مسلم کتاب الطهارة باب خصال الفطرة

[3] وهو المأول عنه عندنا کذا فی غایة البیان

[4] یہ حدیث شریف ترمذی میں ان الفاظ سے منقول ہے

ان النبی ﷺ کان یاخذ من اللحیة من عرضها وطولها، ابواب الاستئذان و الآداب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ما جاء فی الاخذ من اللحیة حدیث نمبر ۲۷۶۲

[5] وفی رد المحتار (قوله والسنة فیها القبضة) وهو ان یقبض الرجل لحیته فما زاد علی قبضته منها قطعه کذا ذکره محمد فی کتاب الآثار عن الامام الخ (شامی ج۲ ص ۴۰۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"کَثُّ اللِّحْيَة تَمْلَأُ صَدْرَهٗ" [1]

ترجمہ "نبی علیہ السلام کی داڑھی گھنی تھی جو سینہ کو بھر دیتی تھی"

یہ روایت گذشتہ روایت کے منافی ہے تطبیق کیا ہوگی؟

حل اشکال یہ اختلاف احوال اختلاف زمانہ پر محمول ہے چنانچہ پچھلی روایت کے لفظ "اذا زاد علی قدر القبضۃ" سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

یا مراد یہ ہے کہ چوڑائی میں سینہ کو بھر دیتی تھی جیسا کہ بعض شارحین کے کلام سے بھی واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"الکثُّ عبارۃ عن کثرۃ الشعر ولهذا عقبہ بقولہ یملأ صدرہ"

ترجمہ "کث سے مراد بالوں کا گھنا ہونا ہے اس لئے اس کے بعد "یملأ صدرہ" کا لفظ لایا گیا ہے" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۸ ص۲۹۸)

اور باقی "وظائف النبی" میں جو یہ لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی داڑھی مبارک حقیقتاً چار انگلیوں کے برابر لمبی تھی کہ اس سے کم زیادہ نہ ہوتی تھی۔

محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قول کی کوئی سند نہیں پائی گئی۔

اور نیز یہ ترمذی شریف کی مذکورہ حدیث اور شفاء کی مذکورہ عبارت کے بھی منافی ہے۔

اور ہدایہ کی کتاب الصوم میں ہے:

"لا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وهو القبضۃ" [2]

ترجمہ "داڑھی جبکہ مسنون مقدار میں ہو جو کہ ایک مٹھی ہے تو اس کی مزید درازی کے لئے کوئی تدبیر نہ کی جائے گی"

اور نہایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے

"اللحیۃ عندنا طولها بقدر القبضۃ وما وراء ذالک یجب قطعہ

---

[1] شفاء جلد ۱ ص ۶۰

[2] ہدایہ ج ۱ ص ۲۲۰ کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والکفارۃ

هكذا رُوِيَ عن النبيّ عليه السّلام انّه كان يأخذ من اللحية طولها وعرضها اورده ابو عيسى في جامعه وقال من سعادة الرّجل خفّة لحيته وكان عبدالله ابن عمر يقبض على لحيته ويقطع ماوراء القبضة ذكره في الآثار عن عبدالله ابن عمر قال وبه اخذابو حنيفة وابو يوسف ومحمّد كما ذكره ابواليسر في جامعه الصغير [1]

ترجمہ: "ہمارے نزدیک داڑھی کی سنت کی مقدار ایک مشت ہے اور جو اس سے زیادہ ہو اس کا کاٹنا واجب ہے اسی طرح نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ داڑھی کے طول وعرض سے بال لیتے تھے ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں اس کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ داڑھی کا ہلکا ہونا آدمی کی سعادت مندی کی علامت ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی میں سے کم کرتے تھے اور ایک مشت سے زائد کاٹ لیتے تھے اس کو ابن عمر کے حوالے سے آثار میں ذکر کیا ہے"

اشکال مذکورہ روایت (فقہیہ) سے ایک مشت سے زائد داڑھی کے کاٹنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

جبکہ حدیث "اَعْفُوْا اللُّحٰی" جو صحیحین کے حوالے سے، قبل میں مذکور ہوئی اس کے معارض ہے کیونکہ اعفاء لحیہ کا مدلول عام ہے ایک مشت کی اور اس سے زائد کی مقدار دونوں کو شامل ہے جس کا مقتضا مطلق داڑھی کو بڑھانا ہے ایک مشت کی مقدار پر یہ کسی طور پر بھی دلالت نہیں کرتی۔

حل اشکال فقہاء کاملین نے اس اشکال کو دو طریقوں سے حل کیا ہے۔

طریق اول ایک وہ جس کی طرف صاحب فتح القدیر گئے ہیں وہ یہ کہ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے مشت سے زائد کا لینا ثابت ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے:

---

[1] نهاية بر هامش فتح القدير ج ۲ ص ۲۶۹ بقول المترجم مسئله ملحه في نهاية مفصلاً بتحقيق انيق وهذا الالتماس معصاصه وايضا نقل منه في المرقاة شرح المشكوة ج ۸ ص ۲۹۸، باب الترجل، كتاب اللباس، ردالمحتار ج ۲ ص ۴۰۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

"كان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه" [1]

پس قطع نظر اس سے کہ راوی کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو جیسا کہ یہاں بھی ایسا ہی ہے یہ بات بھی ہے کہ یہی عمل دوسرے راوی سے خود نبی علیہ السلام کے بارے میں بھی منقول ہے۔

لہٰذا مذکورہ حدیث (ان دونوں وجوہات کے پیش نظر) منسوخ سمجھی جائے گی۔

جیسا کہ ہمارے نزدیک اصول ہے۔ [2]

اور آخری درجہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مراد "اعفاء" سے پوری کاٹنے یا اکثر کاٹنے کی نفی ہے، جیسا کہ ہندیوں، عجمیوں اور والیجیوں کا طریقہ ہے۔

اور اس معنٰی کی تائید صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"جزوا الشوارب وارخوا اللحى خالفوا المجوس" [3]

ترجمہ: "مونچھوں کو (باریک) تراشو اور داڑھی کو بڑھاؤ مجوس کی مخالفت کرو"

اس لئے کہ آخری جملہ بیان علت کے محل میں ہے اور ابن ہمام کے اس کلام کی تائید "صاحب الاختیار شارح مختار" کے قول سے بھی واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"قال محمد عن ابی حنیفة اعفاء اللحى تركها حتى تكث وتكثر" [4]

البتہ یہ طریقہ خلفاء راشدین جیسے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عمل سے متصادم ہے کہ ان کی داڑھی مٹھی کی مقدار سے زائد تھیں۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور عسقلانی نے اصابہ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۵۴۴۲ تقلیم الاظفار وهكذا رواه ابو داؤد والنسائی ومحمد بن الحسن فی آثاره وقال وبه ناخذ)

[2] الراوی اذا عمل بخلاف روایته او افتی بخلافه لایبقی حجة الخ عمدة القاری ج۳ ص ۲۱، وشاد اصول الحدیث ص۱۸۷)

[3] صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۸۳ باب خصال الفطرة

[4] واعفاء اللحى قال محمد عن ابی حنیفة تركها حتى تكث وتكثر او التقصير فيها سنة (الاختيار لتعليل المختار كتاب الكراهية فصل احكام سنن الفطرة، جزء ۴ ص ۲۰۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے حالات میں نقل فرمایا ہے

"كَثِيرُ اللِّحْيَةِ عَظِيمُهَا" [1]

اور امام نووی نے "تہذیب الاسماء" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے بیان میں فرمایا ہے"

"كَثّ كثّةٌ طويلةٌ"

ترجمہ: "آپ کی داڑھی گھنی اور دراز تھی" [2]

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج میں فرمایا ہے:

"کہا جاتا ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی سینہ کو بھر دیتی تھی اور اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی بھی تھی"

نیز فقہاء کرام بھی داڑھی کو مطلق بڑھانے کو جائز و مباح قرار دیتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ [3]

طریق دوم (اشکال مذکور کا دوسرا جواب) مراد وجوب سے وجوب استحسانی (یعنی مستحب ہونا) ہے یا مراد اس سے سنت مؤکدہ ہے جس کا درجہ واجب کے قریب ہے۔ [4]

اسی وجہ سے غرائب میں فرمایا ہے۔

"وقد اخذ ما تحت القبضة ابن عمر وجماعة من التابعين واستحسنه الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ" [5]

ترجمہ: "ابن عمر اور تابعین کی ایک جماعت مٹھی سے زائد داڑھی کو کاٹ لیتے تھے اور شعبی اور ابن سیرین نے کاٹنے کو مستحسن کہا ہے"

اور بزازیہ میں ہے

---

١ الاستيعاب في معرفة الاصحاب ج ا ص ٣٢٠

٢ تهذيب الاسماء و اللغات للنووي ج ا ص ٣٩١ وهكذا في مفتاح النجاة ونزل الابرار للبدخشي

٣ كما في الحميدية

٤ او المراد به انه سنة مؤكدة قريبة الى الوجوب والا فلا يصح منه على اطلاقه المرقاة ج٨ ص٢٩٩

٥ في الاحياء فقد اختلفوا فيما طال من اللحية فقيل ان قبض الرجل على لحيته واخذ ما تحت القبضة فلا بأس به وقد فعله ابن عمر وجماعة من التابعين واستحسنه الشعبي وابن سيرين وكرهه الحسن وقتادة ومن تبعهم نقلا في المرقاة باب الترجل الفصل الاول ج٨ و ٢٩٩

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ینبغی للرجل ان یأخذ من لحیته اذا طال ومن اطراف لحیته" [1]

ترجمہ: "آدمی کے لئے مناسب ہے کہ داڑھی جب دراز ہو جائے تو داڑھی اور اس کے اطراف کے بال لے"

حل اشکال کا یہ طریقہ راقم الحروف (مصنف) کے نزدیک محفوظ تر ہے۔

صاحب تنویر الابصار نے معین المفتی میں نقل کیا ہے کہ بلکہ بروایت مذکورہ میں لفظ یحب (بجائے جب) ہے اس طرح تو بالکل اشکال ہی نہیں رہتا کہ اس کا معنیٰ مستحب ہونے کے ہوئے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ توجیہ سیاق کلام کے خلاف ہے۔ [2]

مسئلہ ۳۴ مٹھی سے زائد داڑھی کترواناس شرط کے ساتھ مستحب ہے کہ معمولی دراز ہوگئی ہو اگر بہت زیادہ بڑھ گئی ہو تو تب کاٹنا چاہئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے

"ویستحب اخذ اللحیۃ طولا وعرضا لکنہ مقید بما ارادعلی القبضۃ وھذا فی الابتداء واما اذا طالت فلو لا یجوز قصھا کراھۃ ان یصیر مثلۃ ھکذا فی العالمگیریۃ" [3]

ترجمہ: "یعنی لمبائی چوڑائی سے داڑھی کا لینا مستحب ہے جب کہ (داڑھی) ایک مٹھی سے معمولی دراز ہو لیکن جب زیادہ بڑی ہو جائے تو پھر فقہ سے کراہ فرماتے ہیں کہ اب اس کا کاٹنا جائز نہیں کہ یہ ایک طرح سے اپنے آپ کو مثلہ بنانا ہے"

یعنی طول و عرض سے داڑھی لینا اس صورت میں مستحب ہے کہ جب مٹھی سے معمولی طور پر بڑھ گئی ہو ورنہ جب خوب بڑی ہو جائے تب کتروانا گویا کہ مثلہ ہوتا ہے۔ [4]

---

[1] و بمعناہ فی الھندیہ ولاباس اذا طالت لحیتہ ان یاخذ من اطرافھا الخ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع والعشر فی الختان الخ ج۵ و بمعناہ فی البزازیہ علی ھامش الھندیہ ج۶ ص ۳۵۷

[2] قال ابن عابدین سمعت من بعض اعزاء الموالی ان قول النھایہ یحب بالحاء المھملۃ ولا باس بہ ولکنہ خلاف الظاھر واستعمالھم فیما ینبغی یستحب رد المحتار ج۲ ص ۴۱۷ کتاب الصوم باب ما

[3] مرقاۃ المفاتیح ج۸ ص ۲۹۱ وفی عالمگیری ولاباس اذا طالت لحیتہ ان یاخذ من اطرافھا ولاباس ان یقبض علی لحیتہ فی زاد علی قبضتہ منھا شیئ جزہ ج۵ ص ۳۵۸

[4] فی العالمگیریہ وان کان ما زاد طویلۃ ترکہ کذا فی الملتقط والتفصیل فی جواھر الفقہ ج۲ ص ۳۲۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

لہٰذا اس صورت میں حد سے کاٹنے کو منع لکھا ہے۔

اور اختیار شرح مختار میں ہے:

"التقصير فيها سنة وهو ان يقبض الرجل لحيته فمازاد على قبضة قطعه لان اللحية زينة وكثرتها كمال الزينة وطولها الفاحش خلاف الزينة" [1]

یعنی "(ایک مٹھی داڑھی سے زائد) کو کم کرنا سنت ہے (اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ) آدمی اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے، پھر جو ایک مٹھی سے زائد ہو اس کو کاٹ دے اس لئے کہ داڑھی زینت کی چیز ہے اور اس کا پورا (ایک مٹھی) ہونا زینت کی تکمیل کرتا ہے اور اس کا بہت لمبا ہونا زینت کے خلاف ہے"

امام غزالی رحمہ اللہ نے "احیاء" میں فرمایا ہے کہ

داڑھی کی حد سے زیادہ درازی چہرے کو بدنما بنا دیتی ہے اور لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیتی ہے اور اس کی غیبت کرنے والوں کو زبان کھولنے کا موقع ملتا ہے۔

اور نخعی سے منقول ہے کہ عقلمند آدمی کا داڑھی کو دراز چھوڑنے سے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ متوسط داڑھی کیوں نہیں رکھتا حالانکہ ہر چیز میں میانہ روی ہی بہتر ہوتی ہے۔

"ولذالک قيل "كلما طالت لحيته تشمر العقل" [2]

ترجمہ "جب داڑھی زیادہ بڑھ جاتی ہے تو عقل گھٹ جاتی ہے"

اور دوسری جگہ فرمایا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی کتاب میں انہوں نے پڑھا

"لا تغرنكم اللحى فان التيس له لحية وقال ابوعمرو بن العلاء اذا رأيت

---

[1] الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهية فصل فيما يسعى للموس من الأدب، الجزء الرابع ص ۲۲۳ طبع بيروت

[2] احياء العلوم ج ۱ كتاب اسرار الطهارة

كلما طالت اللحية تقص العقل (مرقاة ج۸ ص ۲۹۹) من سعادة المرء خفة لحيته واشتهر ان طول اللحية دليل على خفة العقل وانشدبعضهم

ما احد طالت له لحيته فزادت اللحية في هيئته الا وما ينقص من عقله اكثر مما زاد في لحيته

(رد المحتار ج۶ ص ۴۰۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

الرّجل طويل القامة قصير الهامة عريض اللحية فاقض عليه بالحمق" ①

ترجمہ: "داڑھی سے دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ بکرے کی بھی داڑھی ہوتی ہے اور ابو عمرو نے کہا ہے کہ تو کسی کو دیکھے کہ وہ دراز قامت، چھوٹے سر اور زیادہ گنجان داڑھی والا ہے تو اس پر حماقت کا حکم کر"

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ

امام غزالی کی مراد شاید ایسی داڑھی ہو جو گھنی تو ہو لیکن چہرے کو گھیرے ہوئے نہ ہو ورنہ گھنی داڑھی جو کہ مدور ہو بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے اور آدمی کو وجاہت بخشتی ہے۔

کیونکہ مطلق طویل داڑھی کی توہین کرنا جبکہ وہ خلفائے راشدین کی بھی تھی جیسے کہ پیچھے گزر چکا، یہ بات امام غزالی رحمہ اللہ سے متصور نہیں ہو سکتی، یہی وجہ ہے کہ خود انہوں نے احیاء میں نقل فرمایا ہے

"قيل ان اهل الجنة مرد الا هارون اخا موسى فان له لحية الى سرته تخصيصا له وتفضيلا" ②

ترجمہ: "کہا گیا ہے کہ جنت میں سب امرد (بغیر بالوں کے) ہوں گے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کے کہ ان کی داڑھی ناف تک ہوگی ان کی خصوصیت اور بزرگی کے واسطے"

مسئلہ ۳۳ داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ اور ہندوؤں، فرنگیوں اور جوگیوں کی روش ہے جن کو (آج کل جہلاء) قلندر بھی کہتے ہیں (تالیف کتاب کے زمانے میں صرف ان کی روش ہوگی ورنہ اب تو کیا مسلم کیا کافر، بالعموم سب اس میں مبتلا ہیں، نعوذ باللہ من الفسق ما ظهر وما بطن) اور اسی طرح مٹھی سے کم کتروانا بھی حرام ہے۔

علامہ تورپشتی نے شرح مصابیح میں فرمایا ہے

"وقص اللحية كان من صنيع الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من اهل الشرك وعبدة الاوثان كالافرنج والهنود ومن لا خلاق لهم من الدين

---

① احیاء العلوم ج ۱ کتاب اسرار الطہارۃ

② احیاء العلوم ج ۱ کتاب اسرار الطہارۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

من الفرقة الموسومة بالقلندرية في زماننا هذا طهر الله عنهم حوزة الدين وبيضة الاسلام" [1]

ترجمہ "داڑھی ترشوانا عجمیوں کا طریقہ ہے اور اس زمانہ میں یہ بہت سے مشرکوں اور بت پرستوں جیسے ہندو فرنگی اور قلندریہ نامی فرقے کا طریقہ ہے جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ملت اسلامیہ کو ان سے پاک فرمائیں"

اور صاحب ہدایہ نے کتاب الحج میں فرمایا ہے:

"وحلق الشعر في حقها مثلة كحلق اللحية في حق الرجل" [2]

ترجمہ: "عورت کے لئے سر منڈانا مثلہ ہونے کے حکم میں ہے جیسے مرد کے لئے داڑھی مونڈنے کا (بھی) یہی حکم ہے"

مسئلہ ۲۴ احیاء [3] میں ہے کہ داڑھی کے باب میں دس چیزیں مکروہ ہیں اور بعض کی کراہت بعض سے بڑھ کر ہے (جن میں بعض حرام کے قریب بھی ہیں)

(۱) سیاہ خضاب کرنا اور یہ دوزخیوں کا خضاب ہے اور پہلا شخص جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا اور کیمیا میں ہے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ بدترین بوڑھے وہ ہیں جو اپنے آپ کو جوانوں کے مشابہ بناتے ہیں البتہ جہاد کی غرض سے جو خضاب کیا جائے وہ اس سے مستثنیٰ ہے (یعنی دشمن پر رعب کی غرض سے اپنے بڑھاپے کو چھپانے اور سیاہ خضاب کرکے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرے تو مجاہد کے لئے اس کی اجازت ہے)

(۲) داڑھی کو گندھک کے ذریعے سفید کرنا تاکہ کبر سنی، وقار، بزرگی اور تبحر علمی کا

---

[1] هكذا نقل عنه في المرقاة ج ۲ ص ۳ باب السواك
واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد كذا في رد المحتار الشامي ج ۲ ص ۴۱۸، كتاب الصوم مطلب في الاخذ من اللحية،
وايضا في فتح القدير ج ۲ ص ۳۴۹ باب ما يوجب القضاء والكفارة كتاب الصوم
[2] هدايه جلد ۱ ص ۲۵۵ مطبع شركت علميه ملتان
[3] احياء العلوم ج ۱ كتاب اسرار الطهارة ونقل عنه ايضا في المرقاة ج ۸ ص ۲۹۱ باب الترجل كتاب اللباس الفصل الاول

toobaa-elibrary.blogspot.com

انظر رہو۔

(۳) بے مقصد داڑھی اکھیڑنا یا ابتدائے جوانی میں اپنے آپ کو امرد (بے ریش لڑکا) ظاہر کرنے کے لئے بال نوچنا، احیاء میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ایسا کرنا محض جہالت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح ہی یہ ہے

"سُبحان الذی زیّن الرّجال باللحیٰ والنّساء بالذوائب" [1]

ترجمہ: "پاکی ہے اس ذات کے لئے جس نے مردوں کو داڑھی کے ساتھ اور عورتوں کو مینڈھیوں کے ساتھ زینت بخشی ہے"

(۴) بڑھاپے سے تنگ دل ہوکر تے ہوئے سفید بال چننا۔

(۵) ایک مٹھی کی مقدار سے داڑھی کو کم کرنا۔

(۶) داڑھی کو زیادہ ظاہر کرنا اس طور پر کہ سر کے بالوں کی دونوں کنپٹی سے دراز کرکے کان کے نرمے کے پاس سے داڑھی میں ملانا۔

(۷) ریا ونمود کی خاطر کنگھی کرنا اور بالوں کو سنوارنا۔

(۸) زہد وورع ظاہر کرنے کے لئے داڑھی کو پراگندہ اور الجھی ہوئی چھوڑنا تاکہ لوگ یہ خیال کریں کہ زہد کی وجہ سے کنگھی پٹی کرنے میں مشغول نہیں ہوتا۔

(۹) جوانی یا بڑھاپے کی وجہ سے داڑھی کی سیاہی و سفیدی کو خود پسندی کی نظر سے دیکھنا

(۱۰) سرخ یا زرد خضاب اتباعِ سنت کی بجائے اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرانے کی غرض سے کرنا۔ [2]

مرقاۃ اور مطالب المومنین میں مذکورہ دس چیزیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے

"وزاد الشیخ محیُ الدّین النّوویُ عقدَھا وتضعیفَھا طاقۃً فوق طاقۃٍ" [3]

---

[1] سئل عن ھذہ الروایۃ فی کشف الخفاء عن الحاکم و بعضھم فی تذکرۃ الموضوعات و تکلم فی بعض رواتہ، کشف الخفاء ج ۱ ص ۴۴۳، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۶۰۔

[2] مرقاۃ ج ۸ ص ۲۹۱

[3] مرقاۃ ج ۸ ص ۲۹۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: شیخ محی الدین النووی نے ان دس چیزوں کے علاوہ داڑھی کو گرہ لگانا اور داڑھی کی تجعیں لگانا (داڑھی چڑھانا) بھی مکروہات میں شمار کیا ہے

اور غرائبین میں ہے:

"وفي الحديث من عقد لحيته فان محمدا بريءٌ منه اي جعدها" [1]

ترجمہ: "جو داڑھی کو گرہ لگاتا ہے بے شک محمد رسول اللہ ﷺ اس سے بیزار ہیں اور عقد سے مراد داڑھی کو گھنگریالی اور پیچ دار بنانا ہے (یعنی گرہ لگانے سے تعبیر کیا)"

جزری فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ عمل (داڑھی کو گرہ لگانا) لوگ جہاد میں اظہار کی غرض سے کرتے تھے تو نبی ﷺ نے ارسال کا حکم فرمایا ہے۔

لیکن صاحب غرائبین فرماتے ہیں پہلا قول ہی معتبر ہے (یعنی داڑھی کو گرہ لگانے کا یہ عمل ہر حال میں ناجائز ہے)

مسئلہ ۳۵ داڑھی کے جو بال ٹوٹ جائیں ان کو دفن کر دینا بہتر ہے تاکہ جادو وغیرہ سے محفوظ رہے (یعنی ساحر کسی پرجادو کرنے میں اس کے بال، ناخن وغیرہ حاصل کر کے ان پر عمل کرتے ہیں) [2]

اور خزانۃ الروایت میں بحر الفوائد سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اذا تساقط من لحية احدكم شعرٌ فالقطوه" [3]

ترجمہ: "نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی داڑھی کا بال ٹوٹ کر گرے تو اسے قطع کرے"

مسئلہ ۳۶ اگر کوئی کسی کی داڑھی زبردستی مونڈ ڈالے تو اس پر پوری دیت لازم ہوگی جبکہ گھنی

---

[1] انه من عقد لحيته او تقلد وترا او استنجى برجيع دابة او عظم فان محمدا ﷺ بريء منه (ابوداؤد حديث نمبر ۳۳ باب ما ينهى عنه ان يستنجى به)

[2] كذا في وسيلة الطالبين

وفي شرعة الاسلام من قتله الظاهرة يوم الجمعة ان يدفنه ... ويدفن قلامة اظفاره وشعره لئلا يصيب به السحرة (ص ۹۹، مطبوعه دار العلم دهلی)

[3] وفي الهداية يدفن اربعة الظفر والشعر وخرقة الحيض والدم كذا في الفتاوى العالمگيرية ج۵ ص۳۵۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو اگر کھنی نہ ہو تو تاوان کا فیصلہ پنچایت کرے گی (یعنی کوئی عادل، تجربہ کار اس طور پر نقصان کا اندازہ لگائے گا) کہ داڑھی مونڈے ہوئے شخص کو غلام فرض کرکے داڑھی ہونے اور نہ ہونے دونوں صورتوں میں اس کی قیمت کا موازنہ کرے گا۔

اور ظاہر ہے کہ شرعاً اسلامی معاشرے میں داڑھی منڈا ہوا ہونا ایک بہت بڑا عیب اور منقصہ ہوتا ہے (یہ الگ بات ہے کہ اب مسلمانوں میں اسلامی معاشرت ہی بالعموم ناپید ہوگئی، اس لئے برائی کا برائی ہونا دلوں سے نکل گیا) ۱

لہٰذا اس صورت میں قیمت کم ہوگی اور اسی تفاوت کے بقدر زبردستی مونڈنے والے شخص پر جرمانہ عائد ہوگا (پنچایت یا ثالث کے ذریعے اس طرح جرمانہ لگانے کو اصطلاحِ فقہ میں حکومتِ عدل کہتے ہیں)

البتہ کوسج کی ٹھوڑی پر جو چند بال اُگے ہوئے ہوں ان کو مونڈنے سے کچھ بھی لازم نہیں آتا (اور کوسج وہ شخص ہوتا ہے کہ جوان ہونے کے باوجود اس کی داڑھی نہ آرہی ہو)

"قال الفقهاء لانه يشينه لا يزينه" ۲

لیکن صاحبین کے نزدیک اس میں بھی حکومتِ عدل (یعنی ثالث کے ذریعے جرمانہ مقرر کرنا) ہے۔

---

۱ وديۃ النفس تجب على العاقلۃ وكذلك شعر الراس و اللحيۃ (حاشيۃ على هامش الهنديۃ ج۳ ص۳۳۵)

وفي البزازيۃ حلقها اللحيۃ او راسه او نتفها يوجب عدما فان لم ينبت تجب الديۃ والوجوب في اللحيۃ اذا كانت متصلۃ او خفيفۃ و حدة و بعضاف في الكوسج ..... في الكوسج فحكومۃ عدل (بزازيۃ على هامش الهنديۃ ج۶ ص۳۸۹)

۲ وتكلموا في لحيۃ الكوسج و الاصح في ذلك ما قال ابو جعفر الهندواني رحمه الله تعالى ان كان النابت على ذقنه شعرات معدودة فليس في حلق ذلك شيء وان كان اكثر من ذلك وكان على الذقن و الخد جميعا ولكنه غير متصل ففيه حكومۃ عدل وان كان متصلا ففيه كمال الديۃ لانه ليس حتى استوى كما كان يجب شيء ولكنه يودب على ذلك كذا في المبسوط (عالمگيري ج۶ ص۲۳)

وفي الخانيۃ و ان حلق لحيۃ انسان فنبت بعضه دون بعض ففيه حكومۃ عدل وكذلك في لحيۃ الكوسج اذا كانت الشعور عداد معروفۃ و ان ينبت وهي رقيقۃ ففيها ديۃ وان كانت شعرات على الذقن لا شيء فيها (قاضي خان على هامش الهنديۃ ج۳ ص۳۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اگر آدھی داڑھی مونڈے تو آدھی دیت لازم ہوگی اور اگر مونڈی ہوئی داڑھی کی مقدار یقینی طور پر معلوم نہ ہوسکے تو تب بھی ثالث کے ذریعے جرمانہ مقرر کیا جائے گا۔ ۱

مسئلہ ۳۷ اگر کوئی کسی شخص کی داڑھی کے کچھ بال زبردستی اکھیڑ ڈالے اور پھر ایک سال تک وہ بال دوبارہ نہ اگیں تو دیت غائب و موجود بالوں پر تقسیم کریں گے اس تناسب سے غائب بالوں کی جتنی دیت بنے گی اکھیڑنے والے پر لازم ہوگی۔ ۲

مسئلہ ۳۸ اگر کسی کو مجبوب بنادیا یعنی اس کے آلہ تناسل کو مع خصیتین کے ضائع کردیا اور اس وجہ سے اس کی داڑھی جھڑ گئی تو اس صورت میں بھی پوری دیت لازم ہوگی۔ ۳

---

۱ ولو حلق نصف اللحية يجب نصف الدية اذا علم انه نصف وان لم يعلم ان الفائت كم هو تجب حكومة عدل الخ (عالمگیری ج۶ ص۲۴)

۲ كذا في التاتارخانية
وان حلق لحيته انسان فنبت بعضها ففيها حكومة عدل كذا في قاضي خان (عالمگیری ج۶ ص۲۵)

۳ واذا جب رجلا حتى سقطت لحيته تجب دية كاملة لاجل اللحية كذا في المحيط (عالمگیری ج۶ ص۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل سوم

ریش بچہ کے بالوں کے احکام کے بیان میں

عنفقہ: ٹھوڑی اور نیچے والے لب کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں خواہ اس پر بال اگے ہوں یا نہ اُگے ہوں۔ [1]

اسی مناسبت سے بادی العنفقہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کا یہ مذکورہ حصہ بالوں سے خالی ہو۔

اور پھر عنفقہ کا اطلاق اس حصے کے بالوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ [2]

اور صاحب نہایہ فرماتے ہیں

"اصلُ العنفقة خفّة الشّيء وقلّته" [3]

(اردو میں ان بالوں کو ریش بچہ کہتے ہیں)

مسئلہ ۳۹: ریش بچہ کے بال کاٹنا، مونڈنا مکروہ ہے۔ [4]

اس لئے کہ ریش بچہ داڑھی کا حصہ ہے۔

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح صراط مستقیم میں فرمایا ہے کہ

---

[1] کذا فی السیرۃ الشامیۃ

[2] العفق خفة الشيء ومنه العنفقة لشعرات بين الشفة السفلى والذقن (القاموس المحيط العنق ج ۳ ص ۲۹۸)
العنفقة شعر الشفة السفلى (وقوله) بادي العنفقة اراد الموضع (المغرب العين مع النون ج ۲ ص ۳۱)

[3] النهاية في غريب الاثر باب العين مع النون ج ۳ ص ۵۹۰
عنفقہ دراصل قلت اور خفت سے مشتق ہے اور چونکہ عنفقہ کے بال بنسبت داڑھی کے قلیل و خفیف ہوتے ہیں اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے۔ مترجم

[4] ونقل النووي عن الامام الغزالي كراهة الاخذ من العنفقة و (فيض القدير للمناوي ج ۱ ص ۲۵۱)
وقد ذكر العلماء في اللحية عشر خصال مكروهة بعضها اشد قبحا من بعض ... السابعة الزيادة فيها والنقص منها بالزيادة في شعر العذار من الصدغين او اخذ بعض العذار في حلق الرأس ونتف جانبي العنفقة وغير ذلك (شرح النووي على مسلم، باب خصال الفطرة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

زیرلب بالوں کے مونڈنے اور چھوڑنے میں اختلاف ہے اور افضل ان کو اپنے حال پر چھوڑنا ہے۔ حتیٰ کہ بعض روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ان بالوں کے مونڈنے والے کی گواہی قبول نہیں فرماتے تھے۔

مسئلہ ۴۰ فنیکین یعنی ریش بچہ کے اطراف کے بال صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح صراط المستقیم میں فرمایا ہے

"حلق طرفین عنفقہ لاباس بہ است"

اور خزانۃ الروایات میں تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے

"یجوز قص الاشعار التی کانت من الافنیکین اذا زحمت المضمضۃ او الاکل او الشرب"

ترجمہ: "ریش بچہ کے دونوں جانب کے بال جب کھانے پینے اور کلی کرنے میں رکاوٹ بنتے ہوں تو ان کو صاف کرنا جائز ہے"

اور بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔

چنانچہ قنیہ وغرائب میں ہے

"نتف الفنیکین بدعۃ وهما جانبا العنفقۃ وهی شعر الشفۃ السفلی وشهد رجل عند عمر بن عبدالعزیز وکان ینتف فنیکیه فرد شهادته" [1]

ترجمہ: "فنیکین یعنی ریش بچہ کے دونوں اطراف کے بال چننا بدعت ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہ بال چننے والے ایک شخص کی گواہی قبول نہیں فرمائی"

حمادیہ میں ہے:

"فی الحدیث اذا توضأت فلا تنس الفنیکین یعنی جانبی العنفقۃ من عن یمین وشمال" [2]

ترجمہ: "جب تو وضو کرے تو ریش بچہ کے اطراف کو مت بھول دائیں بائیں سے"

---

[1] نتف الفنیکین بدعۃ وهما جانبا العنفقۃ رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۰، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹

[2] عن ابن سابط قال اذا توضأت فلا تنس الفنیکین مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۲۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل چہارم

مونچھوں کے احکام کے بیان میں

مونچھیں کٹوانا سوائے غازیوں کے باقی لوگوں کے حق میں مسنون ہے۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

" من لم یاخذ من شاربه فلیس منا "[1]

ترجمہ: " جو کوئی مونچھیں نہ ترشوائے وہ ہم میں سے نہیں "

یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

" کان النبی ﷺ یقص او یاخذ من شاربه "[2]

ترجمہ: " نبی علیہ السلام اپنی مونچھ مبارک کے بال لیتے تھے "

مونچھوں کو پوری لمبی چھوڑنا منع ہے اور مشرکین کا طریقہ ہے۔

خزانۃ الروایت میں مضمرات سے نقل کیا ہے۔

" روی ان النبی ﷺ قال یؤمر الناس یوم القیمة بالسجود فمن کان فی الدنیا شاربه طویلا صارت شعرۃ کاوتاد الحدید لا یستطیع ان یسجد "[3]

ترجمہ: " نبی علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو سجدہ کا حکم ہوگا پس دنیا میں جس کی مونچھیں طویل ہونگی اس کے بال سخت میخوں کی طرح ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہ کر سکے گا "

---

[1] ترمذی، باب ماجاء فی قص الشارب حدیث نمبر ۲۶۸۵، مشکوۃ باب الترجل الفصل الثانی، مرقاۃ ج۸ ص ۲۹۸

[2] ترمذی، باب ماجاء فی قص الشارب، حدیث نمبر ۲۶۸۴۔

[3] هكذا في الغرائب، ولم اجد له الاصل في كتب الحديث. مترجم

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اسی طرح دیگر احادیث بھی جن میں مونچھیں لمبی چھوڑنے پر وعید ہے غرائب وغیرہ میں منقول ہیں، مگر محدثین کو ان تمام روایات کی صحت میں کلام ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک مونچھیں تراشنے کی پسندیدہ صورت یہ ہے کہ ہونٹ کا کنارہ اور اس کی سرخی نظر آنے لگے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس کی مؤید ہے:

"اخذ رسول اللہ ﷺ من شاربہ علی سواک وکان شاربہ قد وفی فقال لہ القصۃ لک علی سواک" [1]

اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نقل کیا ہے:

"وقص الشارب حسن وھو ان تاخذ منہ حتی ینقص الطرف الاعلی من الشفۃ العلیا" [2]

ترجمہ: ''مونچھوں کا کاٹنا اچھا ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ان کو اس طرح کٹوایا جائے کہ اوپر والے لب کی جانب بال کم ہو جائیں''

---

[1] شمائل ترمذی (باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ ﷺ) میں یہ روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ:

میں ایک دفعہ نبی علیہ السلام کا مہمان ہوا آپ کی خدمت میں مجلس ہوئی، اس میں آپ کی اسی دوران بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔

اسی روایت میں آگے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تب نبی علیہ السلام نے مسواک کو نیچے رکھ کر ان کی لبیں تراشیں، یعنی نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اس پر مسواک رکھ لو، پھر اس کے اوپر سے کاٹ دیا۔ (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ مستقیم)

[2] طحاوی میں تھوڑے فرق سے یہ الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو شرح معانی الآثار، کتاب الکراہیۃ، باب حلق الشارب)

وفی الشامیۃ واختلف فی المسنون فی الشارب ھل ھو القصر او الحلق؟ والمذھب عند بعض المتاخرین من مشائخنا انہ القصر قال فی البدائع وھو الصحیح وقال الطحاوی القصر حسن والحلق احسن وھو قول علمائنا الثلاثۃ نھر (ردالمحتار ج۲ ص۵۵۰ کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج)

ونقل الشامی فی قول الطحاوی فی کتاب الحظر والاباحۃ فی الشامی ج۲ ص۴۰۶)

(عالمگیری ج۵ ص۳۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور صاحب ہدایہ تجنیس والمزید میں فرماتے ہیں

"ینبغی للرجل ان یأخذ من شاربه حتی یصیر مثل الحاجب، هکذا فی العالمگیریہ عالاخر الصاحبہ" ؎۱

ترجمہ "آدمی کو چاہئے کہ اپنی مونچھوں کو اس طرح ترشائے کہ وہ ابرو کی طرح ہو جائیں"

اور ملا علی قاری نے شرح شمائل میں یہ حدیث:

"رأی رجلاً طویل الشارب"

نقل کرنے کے بعد ابن حجر کی تابعداری کرتے ہوئے فرمایا

"فیه دلیل علی ماقاله النووی من ان السنة فی الشارب ان لایبالغ فی احفائه بل یقتصر علی مایظهر به حمرة الشفة وطرفها" ؎۲

ترجمہ: "اس سے امام نووی رحمہ اللہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ مونچھیں لینے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ سب صاف کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے بلکہ اتنا کافی ہے کہ ہونٹ اور اس کے کنارے کی سرخی ظاہر ہو جائے" ؎۳

اور فتاوی حمادیہ میں ہے

؎۱ عالمگیری ج۵ ص۳۵۸، الباب التاسع عشر

؎۲ قال النووی المختار فی قص الشارب انه یقصه حتی یبدو طرف الشفة ولایحفه من اصله واما روایة احفوا فمعناها ازیلوا ما طال علی الشفتین (فتح الباری لابن حجر، باب قص الشارب)

فیه دلیل لما قاله النووی من ان السنة فی قص الشارب ان لایبالغ فی احفائه بل یقتصر علی ما یظهر به حمرة الشفة وطرفها (مرقاة المفاتیح، کتاب الاطعمة)

قص الشارب ای قطعه قال النووی المختار انه یقص حتی یبدو اطراف الشفة ویکون مثل الحاجب الخ (شرح شرعة الاسلام ص۲۹۹)

؎۳ آپ کے مسائل اور ان کا حل (مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ) میں ان اقوال و عبارات کی تشریح یہ ہے [illegible] مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ قینچی سے یا بلیڈ سے کتروانا سنت ہے [illegible] درست ہے [illegible] مونچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے (ج۸ ص۱۱۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"وعن ابی حنیفة مقدار الشارب مقدار الحاجب"[1]

ترجمہ: "امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مونچھوں کی مقدار ابرو کی مقدار کے برابر ہے"

اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اتنی تو کاٹے کہ ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں اور اتنا نہ چھیلے کہ بالکل مثلہ بن جائے۔

اور ان کے نزدیک مونچھیں منڈانا بدعت ہے اور اس کا مرتکب قابل تعزیر ہے۔[2]

اور بعض علماء تراشنے میں مبالغہ کرنے کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں اور محققین کی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں:

"خالفوا المشركين أوفروا اللحى وأحفوا الشوارب"[3]

ترجمہ: "مشرکین کی مخالفت کرو (اس طریقہ پر کہ) داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب باریک ترشواؤ"

دوسری روایت میں ہے:

"انهكوا الشوارب واعفوا اللحى"[4]

ترجمہ: "خوب مبالغہ کرو مونچھیں تراشنے میں اور داڑھی بڑھاؤ"

اس سے کہ احفی کا معنی تراشنے میں مبالغہ کرنا ہے۔

مغرب میں ہے

"احفى الشارب بالغ في جزه"[5]

شرح عین العلم میں ہے.

---

[1] عالمگیری ج۵ ص۳۵۸

[2] قال يحيى وسمعت قوله اى امام مالك يقول يؤخذ من الشارب حتى يبدو طرف الشفة وهو الاطار ولا يجزه فيمثل بنفسه، موطأ امام مالک باب ما جاء في السنة في الفطرة

[3] صحیح مسلم میں حدیث کے الفاظ اس طرح دستیاب ہوئے ہیں
خالفوا المشركين احفوا الشوارب واوفوا اللحى (حديث نمبر ۳۸۲، باب خصال الفطرة)

[4] صحيح بخاری حديث نمبر ۵۴۴۳، باب اعفاء اللحى

[5] احفی الشارب یعنی مونچھوں کے صاف کرنے میں مبالغہ کیا (مغرب ج۱ ص۲۱۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

"الاحفاء قريب من الحلق منقول عن الصحابة نظر بعض التابعين الى بعض احفى شاربه فقال ذكرتني اصحاب رسول الله ﷺ" [1]

ترجمہ: "احفاء مونڈنے کے قریب ہے یہ بعض صحابہ سے منقول ہے۔ تابعین میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا کہ اس نے اپنی مونچھیں بالکل صاف کی ہیں تو اسے کہا کہ تمہیں دیکھ کر مجھے نبی علیہ السلام کے صحابہ یاد آ گئے"

اور طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس باب میں امام شافعی رحمہ اللہ سے کوئی تصریح میں نے نہیں پائی البتہ ان کے اصحاب مثلاً مزنی، ربیع وغیرہ کو دیکھا ہے کہ احفاء کرتے تھے اور اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان (امام شافعی رحمہ اللہ) سے یہ عمل اخذ کیا ہے۔

اشکال "قصُّ الشوارب" والی حدیث کہ جس میں مسواک نیچے رکھ کر مونچھیں کاٹنے کا ذکر ہے اور "احفوا الشوارب" کے الفاظ سے منقول حدیث یہ دونوں بظاہر آپس میں متعارض ہیں پس ان میں کیا تطبیق ہوگی؟

حل اشکال تطبیق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ "قص" کو احفاء پر محمول کریں جیسے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دونوں صورتوں میں گنجائش اور اختیار رہنے دیا جائے۔

"ان السنة فى قص الشارب ان لايبالغ فى احفائه بل يقتصر على ما يظهر به حمرة الشفة وهو المراد باحفاء الشوارب فى الاحاديث" [2]

ترجمہ: "مونچھیں تراشنے میں سنت یہ ہے کہ ان کے مونڈنے میں مبالغہ نہ کیا جائے بلکہ اس قدر کافی ہے کہ ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو اور احادیث میں احفاء شوارب سے یہی مراد ہے"

یا احفاء سے بھی مجازاً قص ہی مراد ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح الشمائل میں اسی تاویل کو محل میں لایا ہے فرماتے ہیں:

---

[1] و لاحفاء القريب من الحلق نقل عن الصحابة نظر بعض التابعين الى رجل احفى شاربه فقال ذكرتني اصحاب رسول الله ﷺ (احياء العلوم ج ۱ ص ۱۵۰، كتاب سر الطهارة)

[2] ان السنة فى قص الشارب ان لايبالغ فى احفائه بل يقتصر على ما تظهر به حمرة الشفة وطرفها (مرقاة المصابيح، كتاب الاطعمة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ "خالفوا المشرکین" کے قرینے سے بظاہر اس باب میں کاٹنے میں مبالغہ مقصود ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ مشرکین داڑھی صاف منڈاتے تھے اور مونچھیں پوری طرح رکھتے تھے۔

لہٰذا کامل درجے میں ان کی مخالفت کی صورت یہی ہوئی کہ داڑھی پوری چھوڑی جائے اور مونچھیں صاف منڈائی جائیں۔

اور باقی مسواک نیچے رکھ کر تراشنے پر اکتفا کرنا، جیسا کہ مروی ہے یہ ضرورت کی بناء پر تھا کہ سردست اس وقت مونڈنے کی کوئی چیز میسر نہیں تھی۔

لہٰذا "مستحب الی المحرات" کرتے ہوئے "ادنی ما یحصل منہ المقصود" پر اکتفا فرمایا۔

پس بہتر احفاء ہے (یعنی بالکل صاف منڈانا)

یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"اَلْاَفْضَلُ اَنْ يُّحْفِیَ شَارِبَهٗ" [1]

ترجمہ: "افضل یہ ہے کہ مونچھوں کا احفاء کرے"

اور ابن حجر شمائل میں فرماتے ہیں:

قَوْلُ اَبِیْ حنیفة وصاحبیه الاحفاءُ افضلُ مِنَ التَّقْصِيْرِ وَعَنْ اَحْمَدَ انَّهٗ كان يُحْفِيْهِ شديدا" [2]

ترجمہ "ائمہ ثلاثہ احناف کا یہ قول ہے کہ مونچھوں کو خوب باریک تراشنا محض چھوٹا کرنے سے بہتر ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ مونچھوں کو خوب باریک کیا کرتے تھے"

---

[1] الافضل ان یحفی الطرف ویحفی شاربہ۔ عالمگیری ج۵۔ الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء الخ)

[2] وہو الفقہ قول ابی حنیفہ وصاحبیہ الاحفاء افضل من التقصیر وعن احمد انہ کان یحفیہ شدیدا (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاطعمۃ، ج ۱۲ ص ۳۸۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج میں نبی علیہ السلام کے مسواک پر مونچھیں کاٹنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ایک دفعہ کا عمل ہے عام معمول اکتفا کرنے کا تھا۔

مسئلہ ۴۱ مونچھوں کو مونڈنا (استرا وغیرہ جیسے اوزار سے صاف کرنا) بدعت ہے یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

ابوالمکارم نے شرح مختصر میں زاہدی سے نقل کیا ہے

"وحلق الشارب بدعة وقيل سنة"

خزانۃ الروایات میں منقول ہے:

"الحلق بدعة والقصر سنة وهو المذهب عند بعض المتأخرين من اصحابنا"

ترجمہ: "مونڈنا بدعت ہے اور تراشنا سنت ہے بعض متاخرین حنفیہ نے اسی کو مذہب قرار دیا ہے"

اور فتاویٰ حمادیہ میں لکھا ہے:

والحلق فيه مكروه وهو الاصح" ۱

البتہ امام طحاوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سر کی طرح مونچھوں کو بھی کاٹنے کی بجائے مونڈنا افضل ہے۔

اور یہی قول انہوں نے ائمہ ثلاثہ حنفیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

لیکن یہ قول روایت و درایت دونوں اعتبار سے قابل وثوق نہیں۔

درایت کے اعتبار سے تو اس لئے کہ سر مونڈنے کی افضلیت خود بھی علی الاطلاق ثابت نہیں کہ مونچھوں کے مونڈنے کو اس پر قیاس کیا جائے۔ ۲

---

۱ وفي الشامية واختلف في المسنون في الشارب هل هو القصر او الحلق؟ والمذهب عند بعض المتاخرين من مشايخنا انه القصر قال في البدائع وهو الصحيح وقال الطحاوي القصر حسن والحلق احسن وهو قول علمائنا الثلاثة (رد المحتار ج ۲ ص ۵۵۰ باب الجنايات في الحج، ايچ ايم

۲ عالمگیری ج۵ ص۳۵۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہی وجہ ہے کہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح صراط مستقیم میں فرمایا ہے کہ مونچھیں مونڈنے کی افضلیت کو مذہب حنفی کی طرف منسوب کرنا محل تردد ہے۔

بلکہ کتب فقہ حنفی سے ان کے کتروانے کا سنت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اور اسی طرح نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دس چیزیں میری سنت اور ابراہیم علیہ السلام کی سنت میں سے ہیں۔

اور اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے دس چیزوں میں سے ایک "قص الشوارب" ذکر کی ہے جس سے مراد مونچھیں کتروانا ہے (نہ کہ منڈوانا)

اور صحیح ابن حبان کی ایک روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے مجوس کے حق میں فرمایا

"انھم قوم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم" [1]

ترجمہ: "یہ ایسے لوگ ہیں جو مونچھوں کو بڑھاتے، داڑھی کو منڈاتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو"

اور داڑھی باقی چھوڑنے اور مونچھیں اس طور پر کاٹنے میں کہ وہ مونڈنے کے قریب مشابہ ہو جائیں (جس کی صورت یہ ہوگی کہ قینچی کے ساتھ ان کو جڑوں سے بالکل باریک کترا جائے) اس سے مخالفت ثابت و متحقق ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۹ غازیوں کو مونچھیں بڑھانا جائز ومستحب ہے۔

فتاویٰ حمادیہ میں ہے:

"واما الغازی فی دار الحرب یندب الی تطویل الشارب لیکون اھیب فی عین العدو" [2]

ترجمہ: "غازی کے لئے دار الحرب میں مونچھیں بڑھانا مستحب ہے تاکہ دشمن کی نظر

---

[1] عن عبداللہ بن عمر قال ذکر رسول اللہ ﷺ المجوس فقال انہم یوفرون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالفوہم (السنن الکبری للبیہقی ج ۱ ص ۱۵۱)

[2] لا بأس بطول الشارب للغازی لیکون اہیب فی عین العدو کذا فی الغیاثیۃ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں زیادہ ہیبت ناک معلوم ہو"

اور اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے:

"رُوِیَ اَنَّ خالد بن الولید کان یطولُ شاربہٗ لیکونَ اھیب" (وھکذا فی مطالب المومنین ماخلاصۃ الدھیرۃ)

ترجمہ: "حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے مونچھوں کو دراز چھوڑ رکھا تھا تاکہ (دشمن کی نظر میں) ہیبت ناک معلوم ہوں"

مسئلہ ۴۳ سبالتین یعنی مونچھوں کے اطراف کے بال باقی رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ابن حجر کی پیروی کرتے ہوئے شرح شمائل کے باب ادام میں فرمایا ہے

"رای الغزالیُّ وغیرہٗ انّہ لاباس بترک السبالتین اتباعًا لعمر لانّ ذالک لایستر الفم ولا یبقی فیہ غمرَ الطعام اذ لایصلُ الیہ وکرہ الزرکشیُّ ابقائہٗ [2]

ترجمہ: "امام غزالی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ مونچھوں کے اطراف چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں حضرت عمر رضی اللہ کی اتباع کرتے ہوئے۔

اس لئے کہ یہ بال منہ کو نہیں ڈھانپتے اور کھانے کے ذرات ان میں اٹکتے ہیں کیونکہ وہ ان تک پہنچتے ہی نہیں جبکہ زرکشی نے ان کے باقی رکھنے کو مکروہ کہا ہے"

اور فقہ شافعی کی شرح مہذب میں ہے کہ ان بالوں کے کٹوانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اور بیہقی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو کاٹتے تھے۔ [3]

---

[1] وکان بعض السلف یترک سبالیہ وھما اطراف الشوارب (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹)

[2] (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۲۴۰)

عن عبد اللہ بن عمر قال: ذکر رسول اللہ ﷺ المجوس فقال: انھم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم۔ قال فکان ابن عمر یستعرض سبلتہ فیجزھا کما تجز الشاۃ او یجز البعیر (السنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر ۷۰۹، باب کیف الاخذ من الشارب، کتاب الطھارۃ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۴۴ کسی کی مونچھیں بڑی ہوں کہ وضو کرتے ہوئے پانی ان کے نیچے نہ پہنچتا ہو تب بھی وضو ہو جاتا ہے البتہ اس صورت میں غسل (جنابت) نہ ہوگا۔ [۱]

مسئلہ ۴۵ اگر زبردستی کسی کی مونچھیں مونڈ دیں پھر ایک سال تک بال دوبارہ نہ اگے تو حکومتِ عدل لازم ہوگی۔ [۲]

اور اگر داڑھی مونچھ دونوں منڈوائے ہوں تو دونوں کا علیحدہ علیحدہ ضمان لازم ہوگا۔ [۳]

---

[۱] کذا فی خزانة الروایات وفی الدر المختار وفی البرهان.
یجب غسل بشرة لم یسترها الشعر کحاجب و شارب وعنفقة فی المختار وفی دبه فی الشامی بما المستور فسقط غسلها للحرج ج ۱ ص ۱۰۱
وایضا فی التاتارخانیة ج ۱ ص ۹۹ عن البدیع وان توجب ولم یصل الماء تحت حاجبیه اجزا
داڑھی جبکہ گھنی ہو اس کے خلال کرنے کے بارے میں احناف کے ہاں مختار قول حسن سنت ہونے کا ہے۔
جمہور فقہاء کے نزدیک مستحب ہے، امام صاحب کا بھی یہی قول ہے، اور ایک قول واجب ہونے کا اور ایک جائز ہونے کا بھی بعض فقہاء کا ہے۔
یہ تو داڑھی کے خلال سے متعلق تفصیل تھی ... داڑھی سے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ... چہرہ کے حدود میں ہیں ان کا دھونا واجب ہے ... جلد نظر آتی ہو تو جلد تک پانی پہنچانا فرض ہے اور اگر بال گھنے ہوں جلد نظر نہ آتی ہو ... جلد تک پانی پہنچانا واجب نہیں معاف ہے ... بہانا کافی ہے ... داڑھی کے ساتھ ساتھ مونچھوں ... کا بھی یہی حکم ہے (درس ترمذی ج ۱ ص ۲۲۳، باب ما جاء فی تخلیل اللحیة)
[۲] ... مونچھیں ... صورت میں ... قیمت ... جو تفاوت ہوا اس کے بقدر تاوان مونچھیں کاٹنے والے سے اس کو دلایا جائے۔ مترجم
ولو حلق الشارب ولم تنبت تجب حکومة عدل کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری ج ۶ ص ۲۵ کتاب الجنایات)
[۳] کذا فی التاتارخانیة
وفی جنایات الحسن و اذا حلق اللحیة مع الشارب لایدخل ضمان الشارب فی ضمان اللحیة کذا فی المحیط ج ۶ ص ۲۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل پنجم

ناک اور ابرو وغیرہ کے بالوں کے بیان میں

مسئلہ ۴۶ ناک کے بال چھانٹنا اور کاٹنا جائز ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح عین العلم میں سرہونڈنے کے باب میں نقل فرمایا ہے کہ حدیث میں ہے:

"إِنْتِفُوا الشَّعْرَ الَّذِيْ فِي الْأُنُوْفِ" [1]

ترجمہ:"ناک کے بال اکھیڑ لیا کرو"

ابن عدی اور بیہقی نے یہ حدیث عمرو بن شعیب کی سند سے تخریج کی ہے اور فرمایا کہ ان کا کاٹنا اکھاڑنے کے قائم مقام ہے۔

فتاوی غرائب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصایا یعنی نبی علیہ السلام نے ان کو جو نصیحتیں فرمائیں ان میں سے یہ وصیت بھی نقل فرمائی ہے:

"إِنْتِفِ الْأَنْفَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ"

اور فردوس دیلمی میں عبداللہ بن بشر سے مرفوع حدیث منقول ہے

"لَاتَنْتِفُوا الشَّعْرَ الَّذِيْ يَكُوْنُ فِي الْأَنْفِ فَإِنَّهُ يُوْرِثُ الْآكِلَةَ وَلٰكِنْ قُصُّوْهُ قَصًّا" (ذكره في شرح الشرعة كذا في المرقاة وهكذا في الغرائب و نقية وغيرهما) [2]

---

[1] مکمل حدیث اس طرح ہے:

احفوا الشوارب واعفوا اللحى و انتفوا الشعر الذي في الانوف قال البيهقي رحمه الله هذا اللفظ الاخير غريب وفي ثبوته نظر (شعب الايمان للبيهقي ج ٥ ص ٢٩٢)

[2] ومنه ما روي عن عبد الله بن بشر من النهي عن نتف الشعر من الانف فانه يورث الآكلة ولكن قصه قصا لكن عزاه السخاوي للبيهقي ولم يتعقبه، (كشف الخفاء ج ٢ ص ٣٦٢) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "ناک کے بال نہ اکھاڑو کہ یہ اکلہ [1] نامی مرض کا باعث بنتا ہے بلکہ ان بالوں کو اچھی طرح کاٹو"

مسئلہ ۶۷ ابرو کے وہ زائد بال جو گھنے ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں پڑتے ہوں یا دیکھنے میں رکاوٹ بنتے ہوں ان کو کاٹنا جائز ہے۔

خزانۃ الروایت میں تاتارخانیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے:

"ویجوز قص الاشعار التی فی الحاجبین اذا رحمت فی العین او فی النظر" [2]

ترجمہ: "اور جائز ہے ابروؤں کے بالوں کو کاٹنا جبکہ وہ آنکھوں میں پڑتے ہوں یا دیکھنے میں مزاحم ہوتے ہوں"

مسئلہ ۶۸ دونوں ابروؤں کے درمیان ناک کے محاذات میں بال ہوں تو ان کو زیبائش کی غرض سے صاف کرنا جائز نہیں: [3]

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی الفردوس عن عبداللہ بشر رحمہ اللہ فوعا لاتنتفوا الشعر الذی یکون فی الانف فانہ یورث الاکلۃ ولکن قصوہ قصا ذکرہ فی شرح السنۃ منقطع عنہ (مرقاۃ المفاتیح باب الترجل، ج۱۳ص ۱۹۱)

وفی رد المحتار، ولاینتف انفہ لان ذلک یورث الاکلۃ (ج۹ص ۳۰۷)

[1] اس مرض میں متاثرہ عضو کا گوشت گل کر سے گرنے لگتا ہے، اگر علاج نہ ہو تو بتدریج تمام عضو ختم ہو جاتا ہے۔

[2] ولاباس باخذ الحاجبین وشعر وجہہ مالم یشبہ المخنث تاتارخانیہ ج۹ص ۲۰۳

وایضا فی العالمگیریۃ ج۵ص ۳۵۸

[3] (یعنی معمول کے مطابق بال ہوں تو محض بطور فیشن دونوں بھنوؤں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے ان بالوں کا صاف کرنا جائز نہیں)

خواتین کے چہرے کے زائد بال کی صفائی کے متعلق حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ سے درج ذیل تفصیل منقول ہے

"عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے بلکہ اگر داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا ازالہ مستحب ہے، البتہ ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک دھاری بنانا جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ایسی عورت پر لعنت آئی ہے، اس میں تغییر خلق اللہ ہے، اگر ابرو بہت پھیلے ہوئے ہوں تو ان کو درست کرکے عام عادت کے مطابق کرنا جائز ہے (احسن الفتاویٰ ج۸ص ۷۵)

اور حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ ... ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

"قال الطبرىُّ لا يجوزُ للمرأة تغييرُ شيئٍ من خلقتها التى خلقها الله تعالى عليها بزيادةٍ او نقصٍ لالتماس الحُسْنِ لا للزوج ولا لغيره كمن تكونُ مقرونة الحاجبين فتزيلُ ما بينهما توهم البلج او عكسه" ؎

ترجمہ: "طبری فرماتے ہیں کہ عورت کو اپنی خلقت جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے اس میں کمی و زیادتی کسی بھی صورت میں تغیر وتبدل کرنا جائز نہیں اپنے حسن کو بڑھانے کی غرض سے نہ شوہر کی دلجوئی کیلئے ایسا کرنا جائز ہے نہ کسی اور غرض سے جیسا کہ بعض عورتوں کے ابرو کے بال دونوں طرف سے آپس میں ملے ہوتے ہیں تو وہ درمیان سے بال صاف کر کے اپنے تئیں کشادہ ابرو ظاہر کرتی ہیں یا اس کے برعکس عمل کرتی ہیں" ؎

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ یہ حکم مرد وعورت ہر دو کو شامل ہے۔

اور عورت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا تمثیلاً ہے کیونکہ مرد کی بنسبت عورت کے لئے زینت کرنے کی کافی زیادہ گنجائش اور جواز ہے۔

پس باوجود اس کے عورت کے لئے جو زینت جائز نہ ہو مرد کے لئے تو بدرجہ اولیٰ اس کی ممانعت ہوگی۔

مسئلہ ۶۹ چہرے کے وہ اضافی بال جو داڑھی کی خوبصورتی میں رکاوٹ بنتے ہوں ان کو دور کرنا جائز ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

ولعله محمول على ما اذا فعلته لتتزين للاجانب و الا فلو كان فى وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففى تحريم ازالته بعد لان الزينة للنساء مطلوبة للتحسين الا ان يحمل على ما لاضرورة اليه فى نتفه الخ (شامی ج۵ ص ۲۳۹)

؎ كذا فى فتاوى التوضيح شرح الجامع الصحيح"

ؔ خواتین کے چہرے پر اُگنے والے بالوں سے متعلق شرعی حکم کی تفصیل

چہرے سے بال نوچنے کا مطلب یہ ہے کہ موچنے سے یا کسی چیز سے بال نوچے جائیں یا کھینچے جائیں۔ لغوی معنی کے اعتبار سے تو چہرے کی طرح سے بھی کوئی بھی نوچنے یا کھینچنے کی صورت ہو یہ حدیث شامل ہے بعض محدثین اور فقہاء کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ ﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

فتاویٰ حمادیہ میں منقول ہے:

"عن ابی حنیفة انه یجوز قص کل شعرة مانع من رؤیة اللحیة"۔ ۱

اور جیسا کہ فروع میں لکھا ہے:

"واخذ احمد رحمه الله من حاجبه وعارضیه" ۲

ترجمہ: "امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے دونوں ابروؤں اور رخساروں سے بال لئے"

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

[illegible] صرف وہ عورتیں ہیں جو [illegible] مردوں کو دکھانے [illegible] چہرے [illegible] عورتیں جو پردہ میں [illegible] کے لئے [illegible] جو خلافِ فطرت ہوتے ہیں [illegible] ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا اگر کسی خاتون کے چہرے پر غیر فطری طور پر داڑھی کے بال [illegible] عورتوں کے چہرے پر [illegible] بلکہ افضل [illegible] اسی طرح [illegible] جو پیشانی [illegible] ہے۔

لیکن موچنے وغیرہ سے [illegible] پاؤڈر وغیرہ کے ذریعے صاف کئے جائیں تو درست ہے۔

خلاصہ یہ کہ چہرے کے [illegible] بال [illegible] اور عورت کی [illegible] مقصود نہ ہو۔

اور مخنثوں کے بال [illegible]

اور [illegible] دونوں [illegible] حدیث شریف میں ایسی ہی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔

([illegible] مفتی محمد یونس صاحب مدظلہ [illegible])

۱ وفي المجتبى والينابيع وغيرهما لا بأس باخذ اطراف اللحية اذا طالت ولا بنتف الشيب الا على وجه التزين ولا بأس باخذ من حاجبه وشعر وجهه مالم يشبه فعل المخنث ولا يلحق شعر حلقه وعن ابي يوسف لا بأس به (شامي باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، كتاب الصوم)

۲ الفروع لابن مفلح باب السواك وغيره ج ۱ ص ۹۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

مضمرات میں لکھا ہے:

"لا بأس باخذ الحاجبين وشعور وجهه مالم يشبه المخنث" ۱

ترجمہ: "ابرو اور چہرے کے بال لینے میں تاوقتیکہ ہیجڑوں سے مشابہت ہو کوئی حرج نہیں"

مسئلہ ۵۰ اگر زبردستی کسی کے دونوں ابرو تراش ڈالے تو پوری دیت لازم ہوگی اگر ایک ابرو کو مونڈ ڈالا تو آدھی دیت لازم ہوگی اور ایک پلک کسی کی صاف کی تو چوتھائی دیت لازم ہوگی اور دونوں پلکیں صاف کیں تو آدھی دیت ہوگی۔ ۲

---

۱ في الشامية ج ۵ ص ۳۷۰، كتاب الحظر والاباحة، بيع ...

۲ وفي الحاجبين اذا حلقهما ولم ينبت فالحد الصحيح تجب فيها الدية وفي احدهما نصف الدية كذا في المبسوط وفي شفتين من الاهداب نصف الدية وفي احدهما ربع الدية وفي كلها الدية الكاملة كذا في المحيط (عالمگیری ج ۶ ص ۲۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب دوم

چہرے کے علاوہ باقی بدن کے بالوں کے بیان میں

﴿اور اس میں دو فصلیں ہیں﴾

پہلی فصل

زیر ناف بالوں کے علاوہ باقی بالوں کے بارے میں ہے اور اس میں چند مسائل ہیں

مسئلہ ۵۱ گردن کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں۔

مطالب المومنین میں ہے

"لایحلق شعر حلقه وعن ابی یوسف لاباس بهٖ دالک"

ترجمہ: "گردن کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں"

اور عالمگیریہ میں بھی اسی طرح ہے۔ [1] نیز مطالب المومنین میں ہے

"لا تحلق ما علی الحلقوم وانما یوخذ بالحکمة"

ترجمہ: "گردن کے بال مونڈنے نہیں چاہئیں ان کو کسی اور (مناسب) طریقے سے دور کر دے"

زیر بغل بال مونڈنا اور اکھاڑنا دونوں جائز ہیں البتہ اکھاڑنا اسوۂ انبیاء علیہم السلام ہونے کی بناء پر افضل ہے۔

---

[1] لایحلق شعر حلقه وعن ابی یوسف لاباس به دالک، عالمگیری ج ۵ الباب التاسع عشر فی الختان الخ، رد المحتار مع الدر ج ۶ ص ۴۰۷، کتاب الحظر والاباحة

toobaa-elibrary.blogspot.com

غرائب میں ہے:

"فی الابط یجوز الحلق والنتف اولٰی" ۱

ترجمہ: "زیرِ بغل بال مونڈنا جائز ہے اور اکھاڑنا افضل ہے"

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشارق میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ

مونڈنا سنت نہیں بلکہ اکھاڑنا سنت ہے اس لئے کہ زیرِ بغل بال مونڈنے سے سخت ہوجاتے ہیں اور بدبو پیدا ہونے کا باعث بنتے ہیں۔

اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکھاڑنا اس شخص کے لئے افضل ہے جو اس پر قادر ہو۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے عمل کے بارے میں یہی عذر پیش فرمایا تھا

"علمت ان السنة نتفه لکن لا اقوی علی الوجع" ۲

ترجمہ: "کہ میں جانتا ہوں کہ سنت بال اکھاڑنا ہی ہے مگر اس کی تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہوتی"

اور امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکھاڑنا بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جن کا معمول اکھاڑنے کا ہو۔

اور جس کا معمول منڈانے کا ہو اس کے لئے مونڈنا بھی کافی ہے کیونکہ اکھاڑنے میں اذیت اور تکلیف ہوتی ہے اور مقصود نظافت ہے جو کہ مونڈنے سے حاصل ہوجاتی ہے۔ ۳

---

۱ فی الابط یجوز الحلق والنتف اولی (عالمگیری ج۵، الباب التاسع عشر فی الختان الخ)

اما نتف الابط فسنة بالاتفاق والافضل فیه النتف لمن قوی علیه ویحصل ایضا بالحلق وبالنورة (شرح النووی علی مسلم، باب خصال الفطرة)

۲ لما حکی ان الشافعی کان یحلق ابطه فقال علمت ان السنة نتفه لکن لا اقوی علی الوجع (مرقاة المفاتیح، باب الترجل ج۱۳ ص [illegible])

۳ ویستحب نتفه فی کل اربعین یوما مرة وذلک سهل علی من تعود نتفه فی الابتداء فاما من تعود الحلق فیکفیه الحلق اذ فی النتف تعذیب وایلام والمقصود النظافة وان لا یجتمع الوسخ فی خللها ویحصل ذلک بالحلق (احیاء علوم الدین للغزالی ج۱ کتاب اسرار الطهارة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور توضیح الحواشی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ زیر بغل بال صاف کرنے میں دائیں سے ابتداء کرنا مستحب ہے۔

اور ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ اگر لفظ "نتف ابط" جو حدیث میں مذکور ہے پر نظر کی جائے تو اکھاڑنے میں انحصار معلوم ہوتا ہے۔

لیکن اگر معنی پر نظر کی جائے تو کسی بھی طور سے بال زائل کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے خواہ مونڈ کر ہو یا اکھاڑ کر یا نورہ وغیرہ (بال صفا پاؤڈر) کے ذریعے ہو۔

سینہ، پشت، ہاتھ اور پاؤں کے بال صاف کرنا ترک ادب ہے۔

غرائب میں ہے۔

"حلق شعر الصدر والظهر ترك الادب" [1]

اور شرح صراط مستقیم میں ہے، سینہ، ہاتھ، اور پاؤں کے بال صاف کرنے میں اختلاف ہے اور زیادہ معتبر قول ان بالوں کو باقی چھوڑنا ہے۔

---

[1] وفي حلق شعر الصدر والظهر ترك الادب كذا في القنية (عالمگیری ج۵ الباب التاسع عشر في الختان الخ)

خواتین کے لئے کلائیوں اور پنڈلیوں کے بال صاف کرنا

خواتین کے لئے کلائیوں، پنڈلیوں اور ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنا جائز ہے اس سے عورت کے حق میں زینت مطلوب ہے اور ان بالوں کے صاف کرنے سے اصل خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہوتا اس لئے ان بالوں کا صاف کرنا جائز ہے۔ [illegible] اس سے [illegible] صاف کرنے جا سکتے ہیں۔

([illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم

زیرِ ناف بالوں کے بیان میں

یہ بال ناف کے نیچے سے لیکر مرد و عورت کے اعضاء مخصوص (بڑی اور چھوٹی شرمگاہ) کے اردگرد تک ہیں۔ [1]

اور ریاض الصالحین کے شارح فرماتے ہیں کہ زیر ناف بال جس کو موئے زہار اور موئے عانہ کہتے ہیں اس سے چھوٹی و بڑی پیشاب گاہ اور ان کے اردگرد کے بال مراد ہیں۔ [2]

مسئلہ ۵۲ زیر ناف بالوں کو مونڈنا، نکالنا، اکھاڑنا سب جائز ہے مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی۔ ابو شامہ فرماتے ہیں:

یُسْتَحَبُّ اماطۃُ الشَّعَرِ عن القُبُلِ والدُّبُرِ بل ھو فی الدُّبُرِ اولیٰ خوفاً من ان یُعلَّق بہ شیٌٔ من الغائط فلا یزیلہ المُسْتنجی الا بالماء ولا یتمکن ازالتُہ بالاستجمار وفی معناہ الازالۃُ بالنّتف [3]

---

[1] زیر ناف بالوں سے مونڈنے سے مراد یہ ہیں ناف سے کچھ نیچے جہاں ([illegible] بیٹھنے کی صورت میں) پیٹ میں بل [illegible] [illegible] سے لے کر [illegible] دونوں رانوں تک [illegible] [illegible] کے بال [illegible] سے نیچے کے بال ([illegible] عورت کی شرمگاہ کے بال [illegible]) [illegible] بال صاف [illegible] ناف سے متصل [illegible] [illegible] شامل نہیں [illegible] بال بھی صاف [illegible] [illegible] (ناف سے متصل حصے کے بال [illegible] موئے عانہ میں شامل ہونے کی تفصیل کے لئے [illegible] [illegible])

[2] کذافی المظاہر وفی المرقاۃ حلق العانۃ ای الشعر الذی حوالی ذکر الرجل وفرج المرأۃ من شریع وحلقۃ الدبر فحلق العانۃ حسب الشعر مطلقاً والمشہور الاول (ج ۹ ص ۲۸۹ باب الترجل فصل الاول)

[3] کذافی القسطلانی

وفی فتح الباری قال ویستحب اماطۃ الشعر عن القبل والدبر بل ھو من الدبر اولی خوفاً من ان یعلق شیئ من الغائط فلا یزیلہ المستنجی الا بالماء ولا یتمکن من ازالتہ بالاستجمار قال ویقوم التنور مکان الحلق وکذلک النتف والقص (ج ۱۰ ص ۲۹۰ باب قص الشارب)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "قبل و دبر (چھوٹی اور بڑی پیشاب گاہ) کے بال صاف کرنا مستحب ہے بلکہ دبر کے بال صاف کرنے کا استحباب مزید بڑھ کر ہے کہ مبادا کوئی پلیدی ان بالوں میں رہ جائے جس کا زائل پانی کے بغیر نہ ہو سکے اور ڈھیلے وغیرہ سے یہ دور نہ ہو سکے اور ان بالوں کو اکھاڑ کر بھی دور کیا جا سکتا ہے"

علماء سے یہ تقسیم بھی ثابت ہے کہ عورت کے لئے بالوں کو اکھاڑنا بہتر ہے کہ اس میں نظافت بھی ہے اور شوہر کو ناگواری محسوس کرنے سے بھی حفاظت ہے جو مونڈنے کے اثر سے اس کو پیش آ سکتی ہے۔

اور نیز عورت کی شہوت چونکہ مرد کی شہوت سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی ہے، حتی کہ کہا گیا ہے کہ مرد کی شہوت ایک درجہ اور عورت کی شہوت ننانوے درجہ ہوتی ہے۔

اور بال اکھاڑنے سے شہوت کمزور ہوتی ہے بخلاف مونڈنے کے کہ اس سے شہوت مزید بڑھتی ہے اس لئے عورتوں کے حق میں اکھیڑنا اور مردوں کے حق میں مونڈنا بہتر ہے تاکہ کسی درجے میں (دونوں طرف) اعتدال پیدا ہو جائے۔ [1]

اور فقہائے کرام نے کہا ہے کہ عورت کے حق میں اکھاڑنے کی افضلیت محل نظر ہے کیونکہ اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ اکھاڑنے سے استرخاء محل (شرمگاہ کا کشادہ ہونا) ہوتا ہے اس وجہ سے شوہر کو ضرر لاحق ہوگا۔

اور ابن عربی نے ان باہم مخالف اقوال کو یوں جمع کیا ہے کہ نوجوان دوشیزہ کے لئے اکھاڑنا بہتر ہے تاکہ محل اونچا ہو جائے (اکھاڑنے کی صورت میں کھینچنے کی وجہ سے) اور زیادہ عمر کی عورت کے لئے مونڈنا بہتر ہے تاکہ محل زیادہ کشادہ نہ ہو جائے۔

اشکال صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

"ان النبی ﷺ قال اذا دخلت لیلا فلا تدخل اہلک حتی تستحد

---

[1] وقالوا الاولى للمرأة النتف لانه الطف وانعم للفرج والحلق من عقب اثر الحلق ولان شهوة المرأة اضعاف شهوة الرجل الا جزء ان لها تسعة وتسعين جزءا منها وللرجل جزء واحد والنتف يضعفها والحلق يقويها فامر كل منهما بما هو الانسب به (مرقاة المفاتيح باب السواک ج ۲ ص ۲۰۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

الْمُغِيبَةُ لخ" [1]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر سے تیری واپسی جب رات کو ہو تو اس وقت اپنے گھر میں داخل نہ ہو تاکہ عورت کو زیر ناف بال صاف کرنے کی مہلت ملے"

اس حدیث میں لفظ "تستحد" سے مونڈنے کی صراحت معلوم ہوتی ہے؟

حل اشکال یہاں استحداد سے مقصود محض بالوں کا صاف کرنا ہے خواہ کسی بھی طرح ہو خاص استرا وغیرہ تیز دھار چیز کا استعمال مراد نہیں۔

مسئلہ ۵۳ زیر ناف بال دور کرنے کے لئے چونا وغیرہ یا صفا پاؤڈر کا استعمال جائز ہے مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی۔ [2]

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں نقل فرمایا ہے کہ بعض روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلق کرتے تھے، اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ (چونا یا پاؤڈر) استعمال کرتے تھے اور یہ دونوں جانب کی احادیث ضعیف ہیں۔

ایسے ہی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں فرمایا ہے

"قَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَعْمَلَ النُّوْرَةَ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ رِسَالَةٍ" [3]

ترجمہ: "تحقیق یہ بات ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نے نورہ استعمال فرمایا، سیوطی نے رسالہ میں اسی طرح ذکر کیا ہے"

اور سیرت شامیہ میں ہے

---

۱ صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۲۴۶ کتاب النکاح باب طلب الولد

۲ ويبتدئ في حلق العانة من تحت السرة ولو عالج بالنورة في العانة يجوز كذا في الغرائب (عالمگیری ج۵ص۳۵۸)

واما الاستحداد فهو حلق العانة سمي استحدادا لاستعمال الحديدة وهي الموسى وهو سنة والمراد به نظافة ذلك الموضع والافضل فيه الحلق ويجوز بالقص والنتف والنورة (شرح النووي على مسلم باب خصال الفطرة)

۳ مرقاة المفاتيح باب السواك ج۲ ص۳۰۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

" قد اخرج ابن ماجة فی سننه حدیث اطلائه ﷺ عانته بالنُّوْرة قال الحافظ ابن کثیر سندهٗ جیدٌ " [1]

ترجمہ: ابن ماجہ نے سنن میں حدیث روایت کی ہے جس میں نبی علیہ السلام سے زیرِ ناف بالوں کو نورہ سے صاف کرنا منقول ہے، ابن کثیر نے اس کو عمدہ قرار دیا ہے۔

اور ابن حجر نے شرح شمائل میں فرمایا ہے:

" واما حدیث کان لا یتنوّر وکان اذا کثر شعرُهٗ حلقهٗ فضعیفٌ " [2]

ترجمہ: " وہ حدیث جس میں ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نورہ استعمال نہ فرماتے تھے بلکہ جب بڑھ جاتے تھے تو مونڈ دیتے تھے یہ ضعیف ہے "

اور یہ روایت " انهٗ دخل حمَّامَ جُحْفَةَ " " آپ صلی اللہ علیہ وسلم جحفہ کے حمام میں داخل ہوئے " باتفاق موضوع (گھڑی ہوئی) ہے۔

اس لئے کہ اس وقت (عرب میں) حمام نہ تھے نبی علیہ السلام کے بعد حمام بنے ہیں۔ [3]

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج میں فرمایا ہے کہ حماموں کا رواج نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد عجم کی فتوحات ہونے کے بعد ہوا۔

لیکن نبی علیہ السلام کو حمام کا علم تھا اور خواتین کو نبی علیہ السلام نے اس میں جانے سے منع فرمایا تھا البتہ ضرورت کے تحت اور علاج کی غرض سے جانے کی اجازت دی تھی۔

مسئلہ ۵۸ حمام والے کے ہاتھ سے نورہ لگوانا جبکہ ستر پر نظر پڑے جائز ہے اس کا حکم دوسرے

---

[1] وفی سنن ابن ماجه عن ام سلمة ان النبی ﷺ کان اذا اطلی بدأ بعورته فطلاها بالنورة وسائر جسده أهله وفی روایة اخری عن ام سلمة ان النبی ﷺ اطلی وولی عانته بیده (باب الاطلاء بالنورة)

[2] واما النورة فسئل عنه احمد فاجازه وذکر انه یفعله وفیه حدیث عن ام سلمة اخرجه ابن ماجه والبیهقی ورجاله ثقات ولکنه اعل بالارسال وانکر احمد صحته ولفظه ان النبی ﷺ اذا اطلی ولی عانته بیده ومقابله حدیث انس ان النبی ﷺ کان لا یتنور وکان اذا کثر شعره حلقه ولکن سنده ضعیف جدا (فتح الباری باب قص الشارب)

[3] قال ابن حجر وخبر انه علیه الصلاة والسلام دخل حمام الجحفة موضوع باتفاق اهل المعرفة (مرقاة المفاتیح باب الترجل، ج ۱۳ ص ۲۱۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے ستر پر دوا لگانے کی طرح ہے۔

فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں یہ اجازت ضرورت کے وقت ہے ورنہ نہیں۔[۱]

صاحب ھدایہ نے "التجنیس والمزید" میں فرمایا ہے کہ چاہئے کہ نورہ اپنے ہاتھ سے لگائے نہ کہ حمام والے کے ہاتھ سے اور یہی صحیح ہے اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے بھی اپنے ہاتھ سے استعمال فرمایا تھا۔

اور نیز یہ وجہ بھی ہے کہ جس مقام پر دوسرے کو نظر ڈالنا جائز نہیں اس کا مس کرنا (چھونا) بھی جائز نہیں ہے۔

فی الجملہ تو نورہ اجنبی کے ہاتھ سے لگانا حرام ہے مگر جس کے لئے دیکھنا اور مس کرنا جائز ہو اس کے ہاتھ سے لگانے کی گنجائش ہے، جیسے میاں بیوی۔[۲]

مسئلہ ۵۵ اگر شوہر بیوی سے موئے زیر ناف صاف کرنے کا تقاضہ کرے تو عورت پر اس کے حکم کی تعمیل لازم ہوگی۔[۳]

---

[۱] كذا في مطالب المؤمنين وايضا في المحيط لا بأس ان يتولى صاحب الحمام عورة انسان بيده عند التنوير اذا كان يغض بصره قال الفقيه ابو الليث هذا في حالة الضرورة، لا غيره، وينبغي لكل واحد ان يتولى عانته بيده اذا تنور ونقل عن التجنيس والمزيد ونظم ذلك فقال

ولتحسب التنوير يكره عندنا ... وبعض يطليه بالغير يحظر

وقد استفيد منه ان المسئلة خلافية، وان الصحيح عدم الجواز (طحطاوى على الدر، كتاب الحظر والاباحة، جلد ۴ صفحه ۱۹۱)

[۲] كذا في توضيح البارى عن فتح البارى

ويستوي الحكم في نتف الابط وحلق العانة ايضا بين نتف الابط وحلقه يجوز ان يتعاطاه الاجنبي، بخلاف حلق العانة فيحرم الا في حق من يباح له المس والنظر كالزوج والزوجة (فتح البارى باب قص الشارب)

[۳] على الاصح كما في القسطلاني

toobaa-elibrary.blogspot.com

بابِ سوم

ناخنوں کے احکام کے بیان میں

﴿اس باب میں دو فصل ہیں﴾

پہلی فصل ناخن کاٹنے اور چھوڑنے اور اس کے اوقات کی تعیین میں ہے اور اس میں چند مسئلے ہیں

مسئلہ ۵۶ جمعہ کے دن ناخن تراشنا مستحب ہے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث مروی ہے

" من قلم اظافيره يوم الجمعة اعاذه الله تعالى الى جمعة اخرى وثلثة ايام"

ترجمہ:" جو جمعہ کے دن ناخن تراشے تو اللہ تعالیٰ اسے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دن اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں" [2]

---

[1] في الدر المختار وفي منه ويستحب قلم اظافيره يوم الجمعة (ج ۶ ص ۴۰۵)

[2] یہ حدیث دمشقی وغیرہ نے روایت کی ہے، قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں نقل فرمائی ہے مرقاۃ کی عبارت درج ذیل ہے

فان قاضي خان رجل وقت لقلم اظافيره وحلق رأسه يوم الجمعة قالوا ان كان يرى جواز ذلك في غير يوم الجمعة واخره الى يومها تاخيرا فاحشا كان مكروها لان من كان ظفره طويلا كان رزقه ضيقا فان لم يجاوز الحد واخر تبركا بالاخبار فهو مستحب لما روت عائشة رضي الله تعالى عنها مرفوعا من قلم اظافيره يوم الجمعة اعاذه الله من البلاء الى الجمعة الاخرى وزيادة ثلاثة ايام (المرقاة المفاتيح باب الترجل)

اس ضمن میں درج ذیل روایت بھی ہیں

عن ابي حميد بن عبد الرحمن عن ابيه انه قال فيمن قلم اظافره يوم الجمعة اخرج الله منها الداء و ادخل فيها الشفاء (مصنف ابن ابي شيبه، جزء ۲ صفحه ۶۵)

عن محمد بن ابراهيم التيمي قال من قلم اظافره يوم الجمعة وقص شاربه واستن،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت بھی آئی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے:

"من اراد ان یاتیہ الغنی علی کرہ فلیقلم اظفارہ یوم الخمیس"

ترجمہ: "جو چاہتا ہے کہ اسے ناگوار حالت میں غنی (خوشحالی) حاصل ہو تو وہ جمعرات کے دن اپنے ناخن تراشے" ۱؎

مسئلہ ۵۷ ناخن انگلی کے سروں سے بڑھ جانے کے باوجود جمعہ تک کاٹنے کو موخر کرنا مکروہ ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں نقل فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"یا ابا ھریرۃ قلم اظفارک فان الشیطن یقعد علی ما طال منھا" ۲؎

ترجمہ: "اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اپنے ناخن تراش اس لئے کہ ناخن جو زیادہ بڑھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقد سکمل لجمعہ (مصنف عبد الرزاق جزء ۳ صفحہ ۱۹۰)

عن ابی حمید الحمیری قال قال رسول اللہ ﷺ من قلم اظفارہ یوم الجمعۃ خرج منہ الداء والدخل علیہ الدواء (مصنف عبد الرزاق جزء ۳ صفحہ ۱۹۹)

ان رسول اللہ ﷺ کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل ان یروح الی الصلوۃ (المعجم الکبیر للطبرانی، باب قطعۃ من المفقود، حدیث نمبر ۳۳۳ واللفظ لہ، المعجم الاوسط للطبرانی، باب من اسمہ احمد، حدیث نمبر ۸۵۳)

عن نافع ان عبد اللہ ابن عمر کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ فی کل جمعۃ (السنن الکبری للبیہقی، جزء ۳ صفحہ ۲۴۴ وایضا فی شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۲۶۳۵)

۱؎ اس حدیث پر اس طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ [illegible]

"ولم یثبت فی قص الظفر یوم الخمیس حدیث بل کیفما احتاج الیہ ولم یثبت فی کیفیتہ ولا فی تعیین یوم لہ شیء وما یعزی من النظم فی ذلک معنی او غیرہ باطل ذکرہ ابن حجر" (مرقاۃ ج ۸ ص ۲۹۰)

وایضا ضعف ھذہ الروایات ای فی فضل قطع الاظفار یوم الخمیس جلال الدین السیوطی فی اللآلی المصنوعۃ، جزء ۱ صفحہ ۳۳۶)

۲؎ احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۲۴۱، کتاب اسرار الطہارۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

جائیں تو اس پر شیطان بسیرا کرتا ہے"

قاضی خان اور صاحب درر و غرر نے نقل کیا ہے جو ناخن لمبے کرے اس کا رزق تنگ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۸ غازیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز بلکہ مستحب ہے باوجودیکہ ان کا کٹوانا امور فطرت میں سے ہے۔

اس لئے کہ اسلحہ سے اگر وہ خالی ہاتھ ہو جائیں تو ناخنوں سے ہتھیار کا کام لے سکیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے تحریری فرمان میں لکھ

" وَفِّرُوْا الْاَظَافِیْرَ فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَاِنَّھَا سِلَاحٌ " [1]

ترجمہ:" دشمن کے علاقے میں ناخن لمبے چھوڑو کیونکہ وہ ہتھیار کا کام دیتے ہیں"

فتاویٰ حمادیہ میں ہے:

" اَمَّا لِلْغَازِیْ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یَنْدُبُ اِلٰی تَوْفِیْرِ الْاَظْفَارِ لِیَکُوْنَ سِلَاحًا" (وھکذا فی مضامین المومنین بالالاعن المحیط وفی العالمگیریہ بالالاعن محیط السرخسی) [2]

ترجمہ:" غازی کے لئے دار الحرب میں ناخن بڑے کرنا مستحب ہے تاکہ وہ ہتھیار کا کام دے سکیں"

مسئلہ ۵۹ ناخن دانتوں سے کاٹنا صحیح نہیں یہ برص کی بیماری کا باعث بنتا ہے۔ [3]

مسئلہ ۶۰: رات کو ناخن کاٹنا جائز ہے۔

ہارون الرشید کے بارے میں منقول ہے کہ اس نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا۔

---

[1] وفی الفتح ذکر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتب الیہم وفروا الاظافیر فی ارض العدو فانہا سلاح لانہ اذا سقط السلاح من یدہ وقرب العدو منہ ربما یتمکن من دفعہ باظافیرہ وھو نظیر قص الشارب (رد المحتار ج ۶ ص ۴۰۵)

[2] ویستحب قلم اظافیرہ الا المجاہد فی دار الحرب فیستحب توفیر شاربہ واظفارہ (درمختار مع الشامی ج ۶ ص ۴۰۵)

[3] ولا یقصہ بالسن فانہ یورث البرص (شرعۃ الاسلام ص ۲۰۰ مطبوعہ دار العلم دہلی) قطع الظفر بالاسنان مکروہ یورث البرص (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام صاحب نے جواب دیا کہ یہ جمعہ کے دن جائز امور میں سے ہے۔
بادشاہ نے دلیل پوچھی تو آپ نے جواب دیا کہ دلیل نبی علیہ السلام کا یہ قول ہے۔
"الخیر لایؤخر"
ترجمہ "نیکی کے کام میں تاخیر نہ کرنا چاہئے" [1]

مسئلہ ۹۱ ہفتہ اور اتوار کے دن ناخن تراشنے سے پرہیز کرنا صحیح نہیں۔ غرائب میں ہے:
"وینبغی ان لایؤخر فی قص الاظافیر ولایحتسب عن یوم السبت ویوم الاحد فانہ تشبہ بالاحبار" [2]
ترجمہ: "ناخن کاٹنے میں تاخیر مناسب نہیں اور ہفتہ اور اتوار کے دن کاٹنے سے احتراز نہ کرنا چاہئے کیونکہ غیر لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے"۔

---

[1] حکی ان هارون الرشید سأل ابایوسف رحمه الله تعالیٰ عن قص الاظفار فی اللیل فقال ینبغی فقال ماالدلیل علی ذلک فقال قوله علیه السلام الخیر لایؤخر (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۵)

[2] قال ابن عابدین الشامی فی ردالمحتار وفی المواهب اللدنیه قال الحافظ ابن حجر انه یستحب کیفما احتاج الیه ولم یثبت فی کیفیته شیء ولافی تعیین یوم له عن النبی ﷺ ومایعزی من النظم فی ذلک للامام علی ... قال شیخنا انه باطل (ج ۹ ص ۶۰۳ کتاب الحظر والاباحة)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصلِ دوم

ناخن کاٹنے کی ترتیب کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ ناخن کاٹنے کی ترتیب میں مستحب یہ ہے کہ ابتداء دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے کرکے ترتیب وار چھنگلی تک کاٹے جائیں اور پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرتے ترتیب وار انگوٹھے تک کاٹے جائیں اور پھر آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹا جائے۔

اور پاؤں کی انگلیوں میں دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرکے ترتیب وار بائیں پاؤں کی چھنگلیا تک کاٹے جائیں۔ ۱

اور صلوٰۃ مسعودی میں ہے کہ ہاتھوں کے ناخن کاٹنے میں یہ ترتیب (جو مذکور ہوئی) اس وجہ سے ہے کہ ابتداء و انتہاء دونوں دائیں ہاتھ پر ہو۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب میں ناخن کاٹنے کے متعلق کوئی حدیث نہیں دیکھی، لیکن یہ ایک روایت کی ہے۔

"انہ ﷺ بدا بمسبحة اليمنى وختم بابهام اليمنى وبدا في اليسرى بالخنصر الى الابهام" ۲

ترجمہ: "نبی علیہ السلام نے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے ناخن کاٹنے شروع کئے اور انگوٹھے پر ختم کئے اور پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرکے اس کے انگوٹھے پر ختم کئے"

---

۱ كذا في عين العلم والغرائب والاحياء العلوم ج ۱ ص ۱۴۲ باب سوم طهارت

۲ احياء العلوم ج ۱ ص ۱۴۲ باب طهارت

وفي الدر المختار انه ﷺ بدا بمسبحة اليمنى الى الخنصر ثم بخنصر اليسرى الى الابهام وختم بابهام اليمنى وذكر له الغزالي في الاحياء وجها وجيها ولم يثبت في اصابع الرجل نقل والاولى تقليمها كتخليلها الخ ج ۹ ص ۴۰۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ غور کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ روایت صحیح ہے۔

کیونکہ یہ ترتیب (ناخن کاٹنے کی) بغیر نورِ نبوت کے منکشف نہیں ہو سکتی۔

اور اس ترتیب کی عقلی توجیہ یوں فرمائی ہے کہ جب دونوں ہاتھوں کو ملا دیا جائے تو ان کی انگلیاں حلقہ کی صورت میں ایک دائرہ بن جاتی ہیں۔

پس دائیں ہاتھ سے ابتداء تو بائیں ہاتھ پر طہارت ونظافت کے امور میں اس کی فوقیت کی وجہ سے ہوئی اور انگشتِ شہادت سے آغاز کلمۂ شہادت میں اس سے اشارہ کرنے کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔

پھر اسی طرح ہر انگلی کے بعد اس کے دائیں جانب کی انگلی کو تقدیم حاصل ہوگی تو انتہا بحالہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ہوگی۔ ۱

اور نووی نے کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ابتداء ہر ہاتھ کی انگشتِ شہادت سے ہو کر انتہا بھی اسی ہاتھ کے انگوٹھے پر ہو۔

اور عراقی شارح مہذب نے فرمایا ہے کہ نووی کا قول بہتر ہے اور روایت کے مطابق بھی ہے۔ ۲

اور باوجود درجہ صحت تک نہ پہنچنے کے اس روایت کی رعایت رکھنا اولیٰ ہے۔

اس لئے کہ دائیں سے ابتداء کرنا علی الاطلاق سنت ہے اور انگشتِ شہادت سے شروع کرنا بہتر ہے، پھر جو اس کے دائیں جانب ہے اس طرح چھنگلیا تک، اس لئے کہ ناخن ہتھیلی کی جانب سے کاٹے جاتے ہیں۔

اور چھنگلیا تک کاٹ کر پہلے اسی ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹے پھر بائیں ہاتھ کے کی ترتیب سے

---

۱ لیکن یہ روایت عراقی و نووی کے بقول حدیث کے طور پر بے اصل ہے [illegible]

ناخن کاٹنے کی ترتیب اور اس سے متعلق [illegible] احادیث کے بارے میں تفصیل [illegible] ملاحظہ ہو (فتح الباری، باب قص الشارب)

۲ گویا کہ نووی رحمہ اللہ نے [illegible] روایت سے [illegible] کے [illegible] نے بطور استدلال [illegible] روایت کے [illegible] الفاظ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ مترجم

(والتفصیل فی فتح الباری، باب قص الشارب)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاٹے کیونکہ دائیں ہاتھ کی تمام انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی تمام انگلیوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اور احیاء میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں سے متعلق اگرچہ کوئی نقل تو ثابت نہیں۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی انگلیوں کی چھنگلیا سے ابتداء کرے بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر انتہا ہو وضو پر قیاس کرتے ہوئے۔

کیونکہ وضو میں پاؤں کی انگلیوں کا اسی ترتیب سے خلال کرنا مستحب ہے (کہ دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے ترتیب وار بائیں پاؤں کی چھنگلیا تک چلا جائے)

اس لئے پاؤں میں کوئی انگشت شہادت تو ہے نہیں جس کو مقدم کرنا مستحب ہوتا۔

سخاوی نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ ناخن تراشنے میں ہاتھوں کی پاؤں پر تقدیم کو قیاس کیا گیا ہے، وضو میں ہاتھ دھونے کی تقدیم کو پاؤں دھونے کی تقدیم پر۔

اور بعض فقہاء نے درج ذیل روایت نقل کی ہے

"من قص اظفارہ مخالفا لم یر فی عینیہ رمدا" [1]

ترجمہ: "جو کوئی دونوں ہاتھوں کے ناخن ایک دوسرے کے برخلاف کاٹے گا اس کو رمد (آنکھوں کی ایک بیماری) کی شکایت نہ ہوگی"

اسی معنیٰ میں یہ دو شعر بھی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں

وقلموا اظفارکم ۔۔۔ بسنۃ وادب

یمینہا خوابس ۔۔۔ یسارہا اوخسب [2]

ترجمہ: "ناخن سنت و مستحب طریقہ پر کاٹو، دائیں ہاتھ کے خوابس کی ترتیب پر اور بائیں ہاتھ کے اوخسب کی ترتیب پر قلم کئے ہیں"

ان اشعار کے حروف کے مذکورہ دونوں مجموعے انگلیوں کے ناموں کے پہلے حرف کا مجموعہ ہیں۔

لہٰذا ہر حرف سے وہ انگلی مراد ہے جس کے نام کا وہ پہلا حرف بنتا ہے جیسے "خ" سے خنصر "ؤ" سے

[1] درمختار ج۶ ص ۴۰۶، کتاب الحظر والاباحۃ

[2] درمختار ج۶ ص ۴۰۶، کتاب الحظر والاباحۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

وسطی "الف" سے ابہام، "ب" سے بنصر، "خ" سے سبابہ مراد ہے اور ادخب کی اس کے برخلاف ترتیب ہے۔

لیکن صاحب درمختار نے اپنے استاد سے نقل کیا ہے کہ یہ تمام منسوبات باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔

لم یثبت فی کیفیۃ قص الاظفار ولا فی تعیین یوم لہ شیء عن النبی ﷺ وما یعزی من النظم فیھا لعلی فباطل (رھکذا قال غیرہ کما سیاتی) [1]

---

[1] درمختار ج ۶ ص ۴۰۶، کتاب الحظر والاباحۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب چہارم

متفرقات عامہ

ایسے احکام کا ذکر جو مذکورہ اشیاء میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مختلف چیزوں کے متعلق ہیں۔

مسئلہ ۹۲ داڑھی، مونچھ اور سر کے سفید بال چننا مکروہ ہے۔ [1] سنن ابی داؤد میں عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لاتنتفوا الشيب فانه نور المسلم من شاب شيبة في الاسلام كتب الله بها حسنة وكفر عنه بها خطيئة ورفعه بها درجة" [2]

ترجمہ: "سفید بال نہ چنو کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہیں جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی ایک نیکی لکھتے ہیں ایک خطا معاف فرماتے ہیں اور ایک درجہ بلند کرتے ہیں (قربت میں یا جنت میں)"

اور ترمذی و نسائی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے

"كانت له نورا يوم القيمة" [3]

---

[1] یہ حکم ظاہر یہ جب ہے کہ مرد سے نکالنے سے وہ سفید ہونے کی صورت میں نے نکلیں اور وقت بال سفید ہونا آدمی سے لئے ایک عیب ہے جس کا ازالہ کیا جائے کما فی الشامی ہے

قوله ولا بأس بنتف الشيب قيده في البزازية بأن لا يكون على وجه التزيين، ج۵ ص ۲۶۱،

احسن الفتاویٰ میں حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں

"جب تک کہ سفید بال چننا ہے ۔۔۔۔ وقت و جب کا سفید ہونا عیب ہے ہو یا ہو ۔۔۔ (ج ۹ ص ۱۹۳)

[2] ابوداؤد میں یہ روایت نہیں ملی البتہ مسند احمد میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے (مسند احمد حدیث نمبر ۶۹۶۵، ج ۲ ص ۲۲۳)

[3] ترمذی اور نسائی میں یہ الفاظ نہیں ملتے البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ موجود ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''یعنی یہ (سفید بال) اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوں گے''

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ یہاں ایک چیز محل نظر ہے کہ بڑھاپے کے سفید بال جب دنیا و آخرت میں نورانیت کا ذریعہ ہیں تو خضاب کے ذریعے اس رنگ کو تبدیل کرنا شریعت نے کیوں جائز قرار دیا ہے؟

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ مشروعیت ایک مصلحت کی وجہ سے ہے کہ کافروں کے سامنے مسلمانوں کی عظمت اور ہیبت ظاہر ہو، مسلمان قوی اور جوان نظر آئیں، جس سے ان کو مسلمانوں پر کسی قسم کی جرأت کرنے سے حسرت اور مایوسی ہو۔

اور اس مصلحت کے باوجود بال چننا اس لئے جائز نہیں کہ یہ صورت گویا کہ بڑھاپے کو جڑ سے اکھاڑنا ہے اور اس سے آخرکار چہرہ بے رونق اور بدزیب اشکل ہو جاتا ہے۔

برخلاف خضاب کے کہ وہ ایک اضافی وصف ہے تو دونوں میں فرق ہو۔

اور بالوں کا اکھاڑنا اگر زیب و زینت کی غرض سے نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت جواز کی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

لیکن امام محمد رحمہ اللہ نے اس جواز کو ''لابأس به'' سے ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل سے بچنا بہتر ہے۔

حکایت ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے بالوں میں سفیدی آئی، یہ دیکھ کر باری تعالیٰ کے جناب میں انہوں نے عرض کیا کہ یہ کیا ہے؟

جواب ملا۔

''وقارُکَ یا اِبرَاهِیمُ''

ترجمہ: ''اے ابراہیم یہ تیرا وقار ہے''

---

[1] چہرے کے اضافی بال دور کرنا جائز ہے، شامی میں ہے

لا بأس بأخذ أطراف اللحية إذا طالت ولا ينتف الشيب إلا على وجه التزين ولا بأس بأخذ من حاجبه وشعر وجهه ما لم يتشبه بفعل المخنث، رد المحتار ج ۶ ص ۴۰۸، ج ۵ ص ۲۶۱، بزازیہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۹۲، و الکوکب الدری، کتاب الآداب ج ۲ ص ۳۰۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو انہوں نے دعا فرمائی

"رب زدنی وقارا"

ترجمہ: "اے رب میرے وقار کو اور زیادہ کر" (رواہ مالک فی الموطا) ۱

اور موطا میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہی مہمانی کی ابتداء فرمائی اور سب سے پہلے انہوں نے ختنہ کیا اور مونچھیں تراشیں۔ ۲

اور سیوطی رحمہ اللہ نے شرح موطا میں فرمایا ہے کہ اسی طرح سب سے پہلے انہوں نے ہی ناخن تراشے، سر کے بالوں میں مانگ نکالی، زیر ناف بال صاف کئے، پاجامہ پہنا، کتم اور حنا کا خضاب لگایا، منبر پر خطبہ دیا، جہاد کیا، میمنہ مقدمہ اور قلب کے طریقے پر لشکر کے حصے مقرر کئے اور (سفر سے آنے والے سے) ملاقات کے وقت معانقہ کیا۔

مسئلہ ۶۳ عورتوں کے لئے چہرے کے بال چننا جائز نہیں (غیر معمولی بال اُگ آئیں تو چننے کے بجائے کسی اور طریقے سے زائل کرنے کی گنجائش ہے۔ ۳

---

۱ عن سعید بن المسیب قال کان ابراهیم اول الناس ضیف الضیف واول الناس اختتن واول الناس قص الشارب واول الناس رأی الشیب فقال یا رب ما هذا فقال تبارک وتعالی وقار یا ابراهیم فقال یا رب زدنی وقارا (موطا امام مالک حدیث نمبر ۱۶۳۳، باب ما جاء فی السنة فی الفطرة)

ذکر فی المظهر ان اول من شاب من بنی آدم کان ابراهیم خلیل الله فلما رأی الشیب فی لحیته قال ما هذا یا رب فقال الله تعالی انه هذا الوقار فقال یا رب زدنی وقارا (شرح شرعة الاسلام لسید علی زاده ص ۲۹۶)

وایضا فی الوسیلة الاحمدیة والذریعة السرمدیة حاشیة بریقة محمودیة شرح طریقة محمدیة ج۳ ص ۸۳

۲ عن سعید بن المسیب قال کان ابراهیم اول الناس ضیف الضیف واول الناس اختتن واول الناس قص الشارب واول الناس رأی الشیب فقال یا رب ما هذا فقال تبارک وتعالی وقار یا ابراهیم فقال یا رب زدنی وقارا (موطا امام مالک حدیث نمبر ۱۶۳۳ باب ما جاء فی السنة فی الفطرة)

۳ عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے اور اگر داڑھی یا مونچھ کے بال اُگ آئیں تو ان کا ازالہ مستحب ہے ... (احسن الفتاویٰ ج۸ ص۷۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

البتہ داڑھی یا مونچھ کے بال اُگ آئیں تو ان کو دور کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ [1]

کیونکہ نبی علیہ السلام نے نامصہ اور متنمصہ عورت کو بھی ملعون عورتوں میں شمار فرمایا ہے، اور ان کو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی کرنے والی قرار دیا ہے۔ [2]

نامصہ وہ عورت ہے جو دوسرے کے ابرو کے بال چنے اور متنمصہ وہ جو اپنے ابرو کے بال کسی سے چنوائے۔

اور تیسیر باصوتی میں ہے نماص موچنے کے ذریعے چہرے کے بال چننے کو کہتے ہیں۔

نووی نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے البتہ داڑھی اور مونچھ کے بال عورت کے اُگ آئیں تو وہ اس حرمت سے مستثنیٰ ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الآثار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے

"ان امرأة سألتها احفّ وجهي فقالت اميطي عنك الاذى" [3]

ترجمہ: "ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا میں اپنے چہرے کے بال دور کرلوں؟

تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (ہاں) ایذا والی چیز اپنے سے دور کرو"

امام محمد رحمہ اللہ یہ روایت نقل کرکے فرماتے ہیں

"وبه ناخذ وهو قول ابي حنيفة"

ترجمہ: "اسی روایت کو ہم لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا اس بارے میں یہی قول ہے"

اور بعض علماء کے نزدیک نماص کا اطلاق صرف ابرو کے بال صاف کرنے پر ہوتا ہے۔

جامع صغیر کے شارح فرماتے ہیں کہ نماص ابرو کے بال صاف کرنے کے ساتھ خاص ہے کہ وہ

---

[1] ولعله محمول على ما اذا فعلته لتتزين للاجانب والا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم ازالته بعد لان الزينة للنساء مطلوبة للتحسين الا ان يحمل على ما لا ضرورة اليه لما في نتفه الخ (شامی ج۵ ص ۲۳۹)

[2] كذا في المشكوة باب الترجل، الفصل الاول، كتاب اللباس في المرقاة ج۸ ص ۲۹۵

[3] (كتاب الآثار باب حف الشعر من الوجه ص ۲۰۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

باریک کئے جائیں یا برابر کئے جائیں۔

اور شرح جامع الاصول میں لکھا ہے:

"النَّمصُ ترقيقُ الحواجب للتحسين" [1]

ترجمہ: "نمص تزئین کی غرض سے ابرو کے بال باریک کرنے کو کہتے ہیں"

اور مفید المستفید میں ہے:

"المتنمصة هي التي تنتف الشعر من حاجبها وتأمر غيرها لتنتف شعرها" [2]

ترجمہ: "متنمصہ وہ عورت ہے جو اپنے ابروں کے بال چنے یا دوسرے سے چنوائے"

مسئلہ ۹۴ ناخن اور مونچھیں تراشنا اور زیر بغل بال چننا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور جس شخص کا سر منڈانے کا معمول ہو اس کو سر مونڈنا یہ تمام اعمال ہر ہفتہ بجا لانا مستحب ہیں اور اس میں جمعہ کے دن کی رعایت رکھنا بھی مستحب ہے۔

اور زیر بغل و زیر ناف بال چند دن کے وقفے سے بھی صاف کر سکتا ہے اور وقفے کی انتہائی حد چالیس دن ہے، چالیس دن سے زیادہ وقفہ جائز نہیں۔

اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"وُقِّتَ لَنا في قصِّ الشارب وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة" [3]

ترجمہ: "مونچھیں اور ناخن تراشنے اور زیر بغل و زیر ناف بال صاف کرنے میں ہمارے لئے چالیس روز کی حد مقرر کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ وقت ہم نہ چھوڑیں"

---

[1] وفي رد المحتار النمص نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش (ج۲ ص ۳۷۳)،
النمص نتف الشعر ونتف النامصة هي مزينة النساء بالنمص والمتنمصة هي المزينة به (القاموس المحيط ج۲ ص ۱۷۹)

[2] في ثمر المتنمصة التي يفعل بها ذلك (ج۲ ص ۳۰۳)

[3] رواه مسلم حديث نمبر ۳۷۹ باب خصال الفطرة

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور یہ بھی منقول ہے کہ نبی علیہ السلام نے ہر جمعہ ناخن اور مونچھ کے بال تراشنے کا حکم دیا ہے اور زیر ناف بال ہر بیس روز اور زیر بغل بال ہر چالیس روز میں ایک دفعہ کاٹنا مقرر فرمایا ہے۔ [1]

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ" میں فرمایا ہے کہ مقصود اس حدیث سے یہ نہیں کہ ان بالوں کی صفائی کے لئے چالیس روز مقرر کردیئے کہ اتنے دن گذرنے پر صفائی کی جائے۔

بلکہ مقصود آخری حد جواز کی تعیین کرنا ہے کہ چالیس روز سے تاخیر جائز نہیں اس لئے کہ بال تراشنے اور مونڈنے میں معتدل قول یہ ہے کہ جب بھی بال بڑھ جائیں صاف کر لئے جائیں۔ [2]

اور قنیہ میں فرمایا ہے کہ ہر ہفتہ بالوں کی صفائی کرنا افضل ہے درمیانی درجہ پندرہ دن کا وقفہ ہے اور چالیس دن کا وقفہ جواز کا آخری درجہ ہے۔

ولا عذر في الترك وراء الاربعين ويستحق الوعيد [3]

ترجمہ: "چالیس دن کے بعد بال چھوڑنے میں عذر نہیں اور ایسا آدمی وعید کا مستحق ہوگا"

اور بیہقی نے ایک مرسل حدیث یوں نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے اپنی

---

[1] كذا في مجمع البحار

قال ابن الملك وقد جاء في بعض الروايات عن ابن عمر ان النبي ﷺ كان يأخذ اظفاره ويحفي شاربه في كل جمعة ويحلق عانته في عشرين يوما وينتف الابط في كل اربعين يوما

وفي القنية الافضل ان يقلم اظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال في كل اسبوع مرة فان لم يفعل ذلك ففي كل خمسة عشر يوما ولا عذر في تركه وراء الاربعين

فالاسبوع هو الافضل والخمسة عشر هو الاوسط والاربعون هو الابعد ولا عذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد عندنا

وقيل كان ﷺ يحلق عانته وينتف الابط في كل اربعين يوما وقيل في كل شهر الخ

وهو اعدل الاقوال كما لا يخفى الخ (مرقاة شرح المشكوة ج۸ ص ۲۹۰)

[2] ومفهومه ان حلق العانة ونتف الابط كان يؤخرهما وهو يظهر لعدم احتياجه في اسبوع الخ (مرقاة المفاتيح باب الترجل ج۱۳ ص۲۶۳)

[3] ولا عذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد كذا في القنية (عالمگیری ج۵ الباب التاسع عشر في الختان الخ)

وكذا في المرقاة شرح المشكوة ج۸ ص ۲۹۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

مونچھوں کے بال اور ناخن تراشتے تھے۔ [1]

اور اسی طرح فردوس (کتاب کا نام) میں ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس مرسل حدیث کی شاہد ایک موصول حدیث بھی ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے اور بزار نے نقل کیا ہے

"کان ﷺ یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل الخروج الی الصلوٰۃ" (وھکذا فی المرقاۃ نقلا عن المظھر)

ترجمہ: "نبی علیہ السلام جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے نکلنے سے پہلے اپنے ناخن اور مونچھوں کے بال تراشتے تھے" [2]

اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

"عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانۃ وانتقاص الماء (قال الراوی) یعنی الاستنجاء قال الراوی ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ" [3]

ترجمہ: "دس چیزیں امور فطرت میں سے ہیں مونچھیں تراشنا، داڑھی چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے بند دھونا، زیر بغل بال چننا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی کے ساتھ استنجا کرنا، راوی کہتے ہیں کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی شاید کلی کرنا تھا"

بعض روایات میں پنج شنبہ (جمعرات) کو ناخن تراشنے کا ذکر بھی آیا ہے اور ایک ضعیف حدیث میں یوں آیا ہے

---

[1] بیہقی میں تو یہ روایت مرسل ہی ہے لیکن ابن عباس کے واسطے سے تو یہ حدیث المعجم الکبیر للطبرانی میں موجود ہے
ان رسول اللہ ﷺ کان یقلم اظفارہ ویقص شاربہ یوم الجمعۃ قبل ان یروح الی الصلاۃ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۳۳۳)

[2] مرقاۃ المفاتیح باب ترجل کتاب اللباس الفصل الاول ج۸ ص ۲۹۱

[3] صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۸۴ باب خصال الفطرۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

"یا علیُّ قصّ الاظفار ونتف الابط واحلق العانة یوم الخمیس والغسل والطیب واللباس یوم الجمعة (ذکرہ ابن الحجر وعلی القاری)" ؎

ترجمہ: "اے علی! ناخن تراش اور زیر بغل بال نوچ اور زیر ناف بال صاف کر پنج شنبہ کے دن اور غسل، خوشبو اور لباس تبدیل کر جمعہ کے دن"

اسی وجہ سے فتاویٰ غرائب میں ہے یفعل ذالک فی الخمیس او الجمعة کہ یہ اعمال جسمانی طہارت و نظافت والے جمعرات یا جمعہ کو کیے جائیں۔

اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں فرمایا ہے کہ:

ناخن اور مونچھ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے تراشنا مکروہ ہے کیونکہ نماز جمعہ مثل حج کے ہے اور حج سے فارغ ہوئے بغیر بال مونڈنا یا کاٹنا اور مونچھیں تراشنا اور ناخن لینا منع ہے اور نماز کے بعد افضل ہے کہ گویا اس نے حج وعمرہ سے فراغت کے بعد بال منڈوائے یا کٹوائے۔ ؎

لیکن یہ روایت لائق اعتماد اور قابل عمل نہیں

؎ ناخن کاٹنے کے لیے کسی دن کی تخصیص کی روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہیں، ان میں سے جمعہ کے دن کے حوالے سے جو روایت ہیں وہ دوسرے دنوں کی نسبت سے ان کی نسبت سے، روایت قوی ہے، چنانچہ جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کو مستحب قرار دیتے ہیں جیسا کہ پیچھے مسئلہ گزر چکا ہے کیونکہ ضعیف حدیث والی جمعہ فضائل میں قبول کی جاتی ہے، اور وہ بھی شامی وغیرہ کی روایت جمعہ والی کے حوالے سے خاص نسبت ہے۔

لم یثبت فی قص الظفر یوم الخمیس حدیث بل کیف احتاج الیه ولم یثبت فی کیفیته ولا فی تعیین یوم له شیئ وما یعزی من النظم فی ذلک لعلی وغیرہ باطل (رد المحتار ج۶ ص ۴۰۷، مرقاۃ ج۸ ص ۲۹۰، اللآلی المصنوعة للسیوطی ج۱ ص ۳۳۶)

؎ وهكذا فی المطالب

وفی رد المحتار تحت قول الدرر ویستحب قلم اظافیرہ یوم الجمعة وکونه بعد الصلاة افضل الا اذا اخرہ تاخیرا فاحشا فیکرہ لان من کان ظفرہ طویلا کان رزقه ضیقا الخ

وقال الشامی فی ذیله وکونه بعد الصلاة افضل ای لنیله برکة الصلاة وهو مخالف لما ذکرہ قریبا فی الحدیث قال کان رسول الله ﷺ یقص شاربه ویقلم اظفارہ یوم الجمعة قبل ان یروح الی الصلاة اخرجه البیهقی وقال عقبه قال احمد فی هذا الاسناد من یجهل قال السیوطی وبالجملة فارجحها ای الاقوال دلیلا ونقلا یوم الجمعة ولا عبرۃ لزیادۃ فیه لیس بواهیة جدا مع ان الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال الخ (ج۶ ص ۴۰۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک تو اس لئے کہ اس میں سنت کی خلاف ورزی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے، کہ یہ تمام طہارت و نظافت نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہے جو کہ مسلمانوں کی عید ہے جبکہ نماز جمعہ کے بعد صفائی سے اس صفائی کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ غیر حاجیوں کو عید الاضحیٰ کے دنوں میں وقوف وغیرہ کر کے حاجیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا، جیسے بعض مشائخ کا یہ عمل ہے اس کو تقلید سے ''لیس بشی'' کہہ کر رد کیا ہے۔

پس جمعہ جو کہ حقیقتاً عید بھی نہیں اس میں حج کرنے والوں کے ساتھ مشابہت کرنے کا عدم جواز عید پر قیاس کرتے ہوئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح شمائل، باب الادام میں فرمایا ہے

"لم یثبت فی قص الظفر یوم الخمیس حدیث بل کیف ما احتاج الیہ ولم یثبت فی کیفیتہ ولا تعیین یوم لہ شیئ ومایعزی فی النظم فی ذالک الی علی او غیرہ باطل (ذکرہ ابن حجر" [1]

ترجمہ: ''جمعہ کے دن ناخن تراشنے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں بلکہ جب بھی حاجت ہو کاٹنے چاہئیں اور کاٹنے کی کیفیت اور دن متعین کرنے کے بارے میں بھی کوئی چیز ثابت نہیں اور وہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی اور کی طرف اس معنی کی نظم منسوب کی گئی ہے باطل ہے (مترجم)''

اور مطالب المومنین میں ملتقط کے حوالے سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ناخن اور مونچھیں تراشنے میں وقت اور دن کی تعیین مکروہ ہے بلکہ جب بھی دراز ہو جائیں کاٹ لئے جائیں۔ [2]

اور طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بعض روایت میں بدھ کے دن ناخن تراشنے سے ممانعت آئی ہے، کیونکہ اس سے برص کا مرض ہونے کا خدشہ ہے۔

---

[1] مرقاۃ ج۸ص۲۹۰

[2] ذکرہ ابن حجر

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابن الحاج صاحب مدخل نے چہار شنبہ (بدھ) کے دن ناخن تراشنے کا قصد کیا، جب ان کو یہ مذکورہ نہی یاد آئی تو ارادہ ترک کر دیا۔

لیکن پھر ان کی رائے اس پر جم گئی کہ اس بارے میں تو کوئی حدیث ثابت نہیں بلکہ سنت حاضرہ (عام رائج طریقہ) یہ ہے کہ جس وقت بڑھ جائیں تو تراش لئے جائیں۔

پس انہوں نے اسی دن ناخن تراش لئے، اچانک برص کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔

نبی علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

کیا میری جانب سے ممانعت کا تمہیں علم نہ تھا۔

عرض کیا کہ

وہ روایت میرے نزدیک درجہ صحت تک نہ پہنچی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سن لینا ہی کافی تھا۔

ابن الحاج فرماتے ہیں:

پھر نبی علیہ السلام نے میرے بدن پر ہاتھ پھیرا تو برص کی شکایت دور ہوگئی، اس کے بعد میں نے توبہ کرلی کہ نبی علیہ السلام کی جو روایت سنوں گا اس کی مخالفت نہ کروں گا۔

راقم الحروف (مصنف کتاب) کہتا ہے کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ مسلم ہے کہ جو احکام خواب سے معلوم ہوں اگر احکام منصوصہ اور ادلہ اربعہ کے خلاف ہوں وہ لائق اعتماد نہیں۔

لہٰذا کسی کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ یہ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے بغیر سند ثبوت کے اس پر یقین کر لینا اصول شرعیہ کے خلاف ہے (کیونکہ شرعی اصول یہ ہے کہ حدیث کے صحت وسقم اور ثبوت وعدم ثبوت کے لئے سند معیار ہے، مترجم)

مسئلہ ۶۵ جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو وہ ذوالحجہ کی ابتداء سے قربانی تک جسم کے بال اور ناخن صاف نہ کرے تاکہ قربانی اس کے تمام اجزائے بدن کا عوض اور بدلہ ہو جائے، نبی علیہ السلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابن الحاج صاحب مدخل نے چہار شنبہ (بدھ) کے دن ناخن تراشنے کا قصد کیا، جب ان کو یہ مذکورہ نہی یاد آئی تو ارادہ ترک کر دیا۔

لیکن پھر ان کی رائے اس پر جم گئی کہ اس بارے میں تو کوئی حدیث ثابت نہیں بلکہ سنت حاضرہ (عام رائج طریقہ) یہ ہے کہ جس وقت بڑھ جائیں تو تراش لئے جائیں۔

پس انہوں نے اسی دن ناخن تراش لیے، اچانک برص کے مرض میں مبتلا ہوگئے۔

نبی علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

کیا میری جانب سے ممانعت کا تمہیں علم نہ تھا۔

عرض کیا کہ

وہ روایت میرے نزدیک درجہ صحت تک نہ پہنچی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سن لینا ہی کافی تھا۔

ابن الحاج فرماتے ہیں:

پھر نبی علیہ السلام نے میرے بدن پر ہاتھ پھیرا تو برص کی شکایت دور ہوگئی، اس کے بعد میں نے توبہ کر لی کہ نبی علیہ السلام کی جو روایت سنوں گا اس کی مخالفت نہ کروں گا۔

راقم الحروف (مصنف کتاب) کہتا ہے کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ مسلم ہے کہ جو احکام خواب سے معلوم ہوں اگر احکام منصوصہ اور ادلہ اربعہ کے خلاف ہوں وہ لائق احترام نہیں۔

لہٰذا کسی کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ یہ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے بغیر سند ثبوت کے اس پر یقین کر لینا اصول شرعیہ کے خلاف ہے (کیونکہ شرعی اصول یہ ہے کہ حدیث کے صحت و سقم اور ثبوت وعدم ثبوت کے لئے سند معیار ہے، مترجم)

مسئلہ ٦٥ جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو وہ ذوالحجہ کی ابتداء سے قربانی تک جسم کے بال اور ناخن صاف نہ کرے تاکہ قربانی اس کے تمام اجزائے بدن کا عوض اور بدلہ ہو جائے، نبی علیہ السلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا ارشاد ہے،

اذا رَأیتُمْ هِلالَ ذِی الْحِجَّۃِ واراد احدُکُم اَن یُّضحّی فَلْیُمْسِکْ عَنْ شَعْرِہٖ وَاَظْفَارِہٖ [۱]

ترجمہ" جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے (یعنی ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے) اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹے"

مسئلہ ٦٦ سراج الوھاج میں ہے کہ جسم کے بال اور ناخن اور جو کچھ بدن سے جدا ہو، جیسے دانت، چور کا کٹا ہوا ہاتھ، دیگر منقطع شدہ اعضاء، پوست بدن، حیض سے چیتھڑے، خون اور جوئیں ان کو دفن کر لینا چاہیے۔ [۲]

اور مطالب المومنین میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ناخن اگر پھینک بھی دے تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن نجاست یا غسل خانہ میں پھینکنا مکروہ ہے۔ [۳]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اس طرح کرنے سے) کوئی مرض پیدا ہوسکتا ہے۔

مسئلہ ٦٧ مطالب المومنین میں ہے کہ بالوں اور ناخنوں کا مونڈنا اور تراشنا حالت جنابت میں مکروہ ہے نبی علیہ السلام کے اس قول کی وجہ سے

"مَنْ حلق شعرہٗ وھو جُنُبٌ جاءَتْ ذٰلک الشَّعْرُ یومَ القیٰمۃ ولہٗ حمحمۃٌ کحمحمۃِ البَغْلِ ویقولُ یارَبِّ سَلْ ھذا لِمَ فارقنی وانا جُنُبٌ" [۴]

ترجمہ:" جو کوئی جنابت کی حالت میں بال صاف کرے تو وہ بال قیامت کے روز پیش ہوں گے اور ایک آواز نکالیں گے جس طرح گھوڑی چارا طلب کرتے وقت اونٹ کی آواز ہوتی ہے اور کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھیں کہ اس نے مجھے جنابت کی

---

۱ مسلم فی الاضاحی واللفظ لہ، ترمذی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی فی الاضاحی واحمد

۲ فاذا قلم اظفارہ او جز شعرہ ینبغی ان یدفن ذلک الظفر والشعر المجزوز فان رمی بہ فلا بأس وان القاہ فی الکنیف او فی المغتسل یکرہ ذلک لان ذلک یورث داء کذا فی فتاوی قاضی خان یدفن اربعۃ الظفر والشعر وخرقۃ الحیض والدم کذا فی الفتاوی العتابیۃ (عالمگیری ج۵ ص۳۵۸)

۳ کذا فی عالمگیری ج۵ ص۳۵۸

۴ اس روایت کی کتب حدیث میں کوئی اصل نہیں ملی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حالت میں کیوں علیحدہ کیا؟"

اور تجنیس میں ہے کہ جنابت کی حالت میں نورہ کا استعمال مکروہ ہے جس کا ثبوت اس حدیث سے ہے

" من تنور قبل ان یغتسل جاء ته کل شعرة فتقول یا رب سله لم ضیعنی ولم یغسلنی " ج

ترجمہ "جو کوئی غسل سے پہلے نورہ استعمال کرے گا تو ہر بال (قیامت کے دن) آکر کہے گا کہ اے رب اس سے پوچھئے کہ اس نے مجھے غسل دیے بغیر کیوں ضائع کیا"

اور منظومہ وہبانیہ میں ہے

وللجنب التنویر یکرہ عمدا وبالنفس بطنہ وبالغیر یحظر"

ترجمہ: "جنبی کو غسل سے پہلے نورہ استعمال کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور اپنے ہاتھ سے صفائی کرے دوسرے کے ہاتھ سے ممنوع ہے"

اور مفید المستفید میں ہے کہ یہی حکم ناخنوں کا بھی ہے۔ ۳

مسئلہ ۶۸ سر اور داڑھی کو پراگندہ رکھنا اور تیل اور کنگھی سے اس کو زینت نہ دینا مکروہ ہے۔ امام مالک نے موطا میں عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام مسجد میں تھے کہ ایک شخص آیا

---

۱ وفی شرح شرعة الاسلام ویستحب ان یغتسل لانه لایحلق عانته وهو جنب قال فی مجمع الفتاوی ویکره للانسان ان یستعمل النورة وهو جنب روی خالد رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال من تنور قبل ان یغتسل جاء ته کل شعرة فتقول یارب سله لم ضیعنی ولم یغسلنی هذا (ص ۲۰۹)

جنابت کی حالت میں بال وغیرہ صاف کرنے کے ساتھ ساتھ مکروہ ہونے کی تصریح ہے .... (احسن الفتاوی ص ۹۹ ج ۸)

۲ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ملی۔

۳ حلق الشعر حالة الجنابة مکروہ وکذا قص الاظافیر کذا فی الغرائب (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاوی میں حالت جنابت میں بال وغیرہ صاف کرنے کی کراہت سے انکار کرتے ہیں اور بعض روایات کو تنزیہی پر محمول فرماتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں

"مطلق کراہت کا قول فقہ سے ثابت ہے .... تو یہ مکروہ ہوتی ہے مگر یہاں قرائن سے کراہت تنزیہیہ معلوم ہوتی ہے" (احسن الفتاوی ج ۸ ص ۳۹)

جس کے سر اور داڑھی کے بال الجھے ہوئے پراگندہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو اپنی حالت درست کرنے کی تلقین کی چنانچہ وہ اپنی حالت درست کر کے دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"الیس ھذا خیرا من ان یاتی احدکم وھو ثائر الراس کانہ شیطان" [1]

ترجمہ: "کیا بالوں کی یہ درست حالت اس پراگندہ سر چڑیل صورت حالت میں آنے سے بہتر نہیں؟"

بلکہ سر اور داڑھی کو تیل لگانا اور کنگھی کرنا خشکی اور پریشان حالی کو دور کرنے کے لئے بوقت ضرورت مسنون ہے، شمائل ترمذی میں ہے:

"کان رسول اللہ ﷺ یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ ویکثر القناع کان ثوبہ ثوب زیات" [2]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام بکثرت سر مبارک کو تیل لگاتے اور داڑھی کو کنگھی کرتے اور اکثر سر مبارک پر کپڑا رکھتے گویا کہ آپ کا وہ کپڑا تیل فروش کا کپڑا ہے (کثرت سے تیل جذب کرنے کی وجہ سے، جس طرح تیل فروش کی صافی ہوتی ہے، مترجم)"

قناع سے مراد وہ کپڑا ہے جو پگڑی کے نیچے اسے میلا ہونے سے بچانے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ مشکوۃ المصابیح میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

"نھی رسول اللہ ﷺ عن الترجل الا غبا" [3]

ترجمہ "نبی علیہ السلام نے ہر وقت کنگھی کرنے (بال سنوارنے، مترجم) سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ بیچ میں ناغہ بھی کرے، ہر وقت کنگھی پٹی میں نہ لگا رہے"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ "غب" (جو حدیث میں مذکور ہے، مترجم) اصل میں اونٹوں کا ایک دن کے بعد پانی کے گھاٹ پر وارد ہونے کے لیے آتا ہے، پھر

---

[1] موطا امام مالک حدیث نمبر ۹۵۳، باب اصلاح الشعر

[2] شمائل ترمذی حدیث نمبر ۳۳، باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ ﷺ

[3] سنن ترمذی حدیث نمبر ۱۷۵۶، باب ماجاء فی النھی عن الترجل الا غبا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کا استعمال کسی کام کو وقفے کے ساتھ اور درمیان میں ناغہ رکھ کر کرنے کے لئے ہونے کا اور کنگھی کے ساتھ بالوں کی آرائش ناغہ کے ساتھ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر وقت کنگھی پٹی کرنے میں لگا رہنا زیب و زینت میں زیادہ دلچسپی اور عیش و عشرت پر دلالت کرتا ہے جو عورتوں کی عادت ہے اور مردوں کی شان کے خلاف ہے۔

طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے کہ اس ممانعت سے مقصود زیب و زینت پر مواظبت، اہتمام اور مبالغہ سے روکنا ہے، علامہ سیوطی نے حاشیہ ابی داؤد میں عراقی سے نقل کیا ہے کہ ہر روز کنگھی کرنے سے ممانعت نہی تنزیہی پر محمول ہے، نہی تحریمی نہیں ہے اور اس سے مقصود عیش کوشی و تن آرائی میں پڑنے سے بچانا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نہی سے مقصود کنگھی پٹی کرنے سے خوش عیشی میں زیادہ پڑنے سے روکنا ہے جو کہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔

اس سے نظافت و نفاست کی نفی کرنا مقصود نہیں کیونکہ نظافت کا اہتمام تو عین دین کا حصہ ہے۔

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ہر روز کنگھی کرنے کی ممانعت سر اور داڑھی دونوں کو شامل ہے۔

اور بعض لوگ جو ہر وضو کے بعد کنگھی کرتے ہیں اس کی کوئی صحیح اصل سنت سے ثابت نہیں۔

البتہ بعض آثار میں مروی ہے کہ وضو کے بعد کنگھی کرنا فقر اور محتاجی کو دور کرتا ہے۔ ۱

اگرچہ ترجل کا لفظ سر کے بالوں میں کنگھی کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

داڑھی کے لئے "تسریح" آتا ہے اور اس حدیث

"نهى عن الترجل إلا غبا"

سے داڑھی (میں کنگھی کرنے کی ممانعت) پر استدلال ضعیف ہے۔

لیکن ابوداؤد کی روایت میں

"امتشاط كل يوم"

---

۱ كذا في كتاب العرين في اصلاح الدارين، ذكره المؤلف بك ما وجدنا هذا الكتاب (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی ممانعت کی صراحت ہے اور افشاط (کا لفظ عام ہے) بالشبہ سر اور ڈاڑھی دونوں کو شامل ہے۔
اور دیکھیے ترمذی شریف کے حوالے سے تشریح یہ ہیں "اکتسار" کرنے کا لفظ جو حدیث میں مذکور ہے اس سے ہر روز کنگھی کرنا لازم نہیں آتا کیونکہ اکثار اس پر بھی صادق آتا ہے کہ بوقت ضرورت کنگھی کی جائے۔

اشکال احیاء میں منقول ہے کہ نبی علیہ السلام ہر روز دو مرتبہ ڈاڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے تھے۔

حل اشکال محدثین کے نزدیک اس حدیث کی کوئی سند نہیں پائی گئی اور سوائے امام غزالی رحمہ اللہ کے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا اور احیاء میں دیگر بھی ایسی کئی احادیث منقول ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ [1]

اور اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ جو ہر روز کنگھی کرنے کی ممانعت مردوں کے ساتھ مخصوص ہے عورتوں کے حق میں نہیں اس لئے کہ ان کو زیب و زینت کرنا مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۶۹ مردوں کو ڈاڑھی، مونچھ صاف کر کے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنا حرام ہے اور اسی طرح ہاتھ، پاؤں میں مہندی لگانے میں اور لب و لہجہ آواز چال ڈھال اور لباس میں ان کی مشابہت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

" قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ " [2]

---

[1] فإن قلت نقل أنه كان يسرح لحيته كل يوم مرتين قلت لم أقف على هذا بإسناد ولم أر من ذكره إلا الغزالي في الإحياء ولا يخفى ما فيه من الأحاديث التي لا أصل لها (مرقاة المفاتيح باب الترجل)

[2] صحیح بخاری، حدیث نمبر ۵۳۵ ۲، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال

لا بأس أن يقبض على لحيته فإذا زاد على قبضته شيء جزه كما في المنية وهو سنة كما في المجتبى وفي المجتبى والينابيع وغيرهما لا بأس بأخذ أطراف اللحية إذا طالت ولا يأخذ الشعر الأعلى من وجهه ما لم يشبه فعل المخنثين ولا يحلق شعر حلقه وعن أبي يوسف لا بأس به ... مطلب في الأخذ من اللحية وأما الأخذ منها وهي دون ذلك القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد (رد المحتار على هامش الدر المختار ج۲ ص۴۱۸ كتاب الصوم، ايچ ايم سعيد)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر۔

مسئلہ ۷۰ داڑھی اور مونچھ وغیرہ کے بال مصیبت کے وقت یا کسی کی موت کے وقت منڈانا جائز نہیں نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"انا بریٔ ممن حلق وسلق وخرق" ۱

ترجمہ: "میں اس سے بری رہوں جو مصیبت کے وقت بال منڈائے یا آواز بلند نوحہ کرے یا کپڑے پھاڑے" ۲

مسئلہ ۷۱ ٹھوڑی، ابرو اور مونچھوں کے بالوں میں (دوران وضو یا غسل) پانی پہنچادے یا سر کا مسح کرلے پھر یہ بال منڈوادے یا وضو کے بعد ناخن کاٹ لے تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ ان مذکورہ جگہوں کو دھونے اور پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ ۳

البتہ اگر ناخن اتنے بڑے ہو چکے ہوں کہ انگلیوں کے پورے بالکل چھپ چکے ہوں تو اسکی صورت میں ان کو کٹوانے کے بعد انگلیوں کے پوروں تک پانی پہنچانا لازم ہوگا۔ ۴

---

۱ اس حدیث کے الفاظ اس طرح سے ہیں:

عن صفوان بن محرز قال غمي على ابي موسى فبكوا عليه فقال ابرأ اليكم كما برئ لي رسول الله ﷺ فسألوا ذلك امرأته فقالت من حلق او خرق او سلق (مسند احمد حديث نمبر ۱۹۴۰۸)

۲ كذا في شرح المصابيح للتوربشتي

۳ فان امر الماء على شعر الذقن ثم حلقه لم يعد غسل الذقن وكذا حلق الحاجب والشارب او مسح راسه ثم حلق او قص اظفاره لا يلزمه الاعادة (قاضي خان على هامش الهندية ج ۱ ص ۳۳، وايضا في الهندية ج ۱ ص ۴ الباب الاول والفصل الاول)

۴ كذا في المجمع

ذكر الشيخ الامام الزاهد ابو نصر الصفار في شرحه ان الظفر اذا كان طويلا بحيث يستر راس الانملة يجب ايصال الماء الى ما تحته وان كان قصيرا لا يجب كذا في المحيط ولو طال اظفاره حتى خرجت عن رؤوس الاصابع وجب غسلها قولا واحدا كذا في فتح القدير (عالمگیری ج ۱ ص ۴، الباب الاول والفصل الاول في فرائض الوضوء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۷۲ نائی کو کسی کے سر کے بال خلاف شرع طریقے پر کاٹنا [۱] یا داڑھی مونڈنا، گرچہ آدمی کے فرمائش اور مطالبے پر ہی ہو ناجائز ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیت میں داخل ہے۔ [۲]

مسئلہ ۷۳ سونے چاندی کے برتن سے سر اور داڑھی پر تیل لگانا مکروہ ہے اور اس کے حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور اصل اس باب میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت ہے، حدیث شریف میں ہے:

"لاتشربوا في آنية الذهب والفضة ولا تاكلوا في صحافها فإنها لهم في الدنيا ولنا في الآخرة" [۳]

---

[۱] بال رکھنے اور چھوٹے کرنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ تمام سر کے بال برابر ایک ہی مقدار میں کاٹے جائیں [illegible] اور کہیں سے زیادہ [illegible] اور کہیں سے کم [illegible] اور کہیں سے مونڈ دینا اور کہیں سے چھوڑ دینا اور اس کے علاوہ اس قسم اور [illegible] کی صورتیں [illegible] ہیں یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں۔

[illegible] بال رکھنے (اور کاٹنے) کی جائز صورتیں تین ہیں

(۱) پٹے رکھنا، اس کی تین قسمیں ہیں (الف) کانوں کی لو تک [illegible] (ب) [illegible] اور کاندھوں کے درمیان تک اس کو [illegible] کہتے ہیں (ج) کندھوں تک [illegible] کہتے ہیں۔

(۲) حلق یعنی پورے سر کے بال منڈانا۔

(۳) [illegible] کی مختلف صورتیں [illegible]

ان میں سب سے افضل پہلی صورت ہے (جس کی تین قسمیں ہیں) [illegible] اور آخری صورت [illegible] حلق [illegible] میں اختلاف ہے (حسن الفتاویٰ [illegible])

سر کے بال منڈوانے [illegible] میں جو اختلاف ہے مثلاً امام طحاوی اور علامہ عینی نے سنت [illegible] اس اختلاف کی تحقیق اور توجیہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاویٰ میں یوں فرمائی ہے

"مطلب [illegible] (امداد الفتاویٰ [illegible] ص ۲۳۰) [illegible]

[۲] كذا في شرح الطريقة المحمدية ج ۲ ص ۹۲ النحو الرابع

[۳] صحيح بخاري حديث نمبر ۵۰۰۲ باب الاكل في اناء مفضض

ترجمہ: "سونے چاندی کے برتنوں میں مت پیو اور نہ سونے چاندی کی طشتریوں (پلیٹ، رکابی وغیرہ) میں کھاؤ کیونکہ یہ کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں"

اور فقہاء نے خوشبو، تیل وغیرہ کو کھانے پینے پر قیاس کیا ہے، قاضی خان میں ہے

"وَيُكْرَهُ الشُّرْبُ وَالْاِدِّهَانُ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَكَذَا الْمَجَامِرُ وَالْمَكَاحِلُ وَالْمَدَاهِنُ" [1]

ترجمہ: "سونے چاندی کے برتنوں میں پینا، تیل استعمال کرنا اور اسی طرح (ان کا) دوات، سرمہ دان بنانا، اور تیل دان بنانا مکروہ ہے"

اور کراہت کی صورت یہ ہے کہ ابتداء میں ہی تیل، سرمہ وغیرہ سونے چاندی کے سرمہ دان، تیل دان وغیرہ میں ہو اور پھر براہ راست اسی سے استعمال کیا جائے مثلاً تیل دان میں تیل ڈالا گیا ہو اور پھر اس تیل دان میں ہاتھ داخل کرکے یا اسی سے براہ راست سر پر تیل ڈال کر لگایا جائے اور اگر تیل کو ہتھیلی میں ڈالا جائے پھر ہتھیلی سے سر پر لگایا جائے تو مکروہ نہیں۔ [2]

شرعۃ الاسلام (کتاب) میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے تیل بائیں ہتھیلی پر ڈالا، پہلے دونوں ابروؤں پر لگایا پھر مونچھوں پر لگایا اور ایک روز ان میں کنگھی کی اور اسی مذکورہ کتاب میں نبی علیہ السلام سے منقول ہے:

"مَنْ اَمَرَّ عَلٰى حَاجِبَيْهِ الْمُشْطَ عُوْفِيَ مِنَ الْوَبَاءِ" [3]

---

[1] فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية ج٣ ص ٤١٢

[2] يعني اذا استعمل ابتداء فيما صنعت له بحسب متعارف الناس وإلا فلا كراهة حتى لو نقل الطعام من اناء الذهب الى موضع آخر او صب الماء و الدهن في كفه الأيمن رأسه بيده ثم استعمله لا بأس به مجتبى وغيره (الدر المختار ج٦ ص ٣٤١)

[3] اس حدیث کو محدثین نے موضوع قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو

من سرح لحيته حين يصبح كان له امان حتى يمسي لان اللحية زين الرجال وجمال الوجه موضوع كحديث من امر المشط على حاجبيه عوفي من الوباء وكحديث عليكم بالمشط فانه يذهب الفقر جميعه موضوع كذب كما نقل ذلك ابن حجر المكي عن الحافظ السيوطي (كشف الخفاء ج٢ ص ٢٩٣)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ”جس نے اپنے ابروؤں میں بھی کنگھی کی اسے ابرو سے عافیت حاصل ہوگی (اور کنگھی کرتے وقت سورۃ الم نشرح پڑھنی چاہئے خواہ سر میں یا داڑھی میں)“

مسئلہ ۷۶: نبی علیہ السلام کے موئے مبارک سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک کو اپنی ٹوپی میں لگایا تھا حصول برکت کے لئے جنگی معرکوں میں اسے سر پر رکھتے تھے اور فتح یاب لوٹتے تھے۔ [1]

عینی نے شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ اس قول کی تائید کتب سیرت میں مذکور اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جب نبی علیہ السلام کے سر مبارک کے مونڈے ہوئے بال تقسیم کر رہے تھے۔

تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی کہ مجھے پیشانی کی طرف کے بال عطا فرمائیں کیونکہ پیشانی کے بال فتح یابی کے مناسب حال اور کامیابی کے نیک فال ہیں تو انہوں نے دے دیئے۔

اور علامہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اصابہ میں فرمایا ہے کہ جنگ یرموک کے موقع پر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا کلاہ گم ہوا تو انہوں نے اس کی تلاش میں پوری کوشش صرف کی۔

اور فرمایا کہ

نبی علیہ السلام نے عمرہ سے فراغت پر سر منڈایا تھا اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بطور تبرک حاصل کئے تھے اور میں نے پیشانی مبارک کے بال حاصل کر کے اپنی کلاہ میں ٹانک دیئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا

”فلم اشهد قتالا وهی معی الا تبین لی النصر“ [2]

---

[1] ولہ الاثر المشهور فی قتال الفرس والروم وفتح دمشق وکان فی قلنسوته التی یقاتل بها شعر من شعر رسول الله یستنصر به وببرکته فلا یزال منصورا (اسد الغابة ج ۱ ص ۳۰۰ خالد بن الولید)

[2] الاصابة فی معرفة الصحابة ذکر من اسمه خالد، ج ص ۲۹۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "میں اس کلاہ کو پہن کر جس معرکہ میں شامل ہوا فتح و نصرت نے میرے قدم چومے"

اور صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی علیہ السلام کے بال مبارک تھے جن کو ایک مخصوص برتن میں رکھا تھا۔

جب کوئی بخار میں مبتلا ہو جاتا، یا کسی کو نظر لگتی یا کوئی اور آفت پہنچتی تو اس برتن میں پانی ڈال کر دیا جاتا اور مریض کے چہرے پر چھڑکتیں یہاں تک کہ وہ تندرست ہو جاتا۔

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"لما رمى رسول الله الجمرة ونحر نسكه وحلق ناول الحالق شقه الأيمن فحلقه ثم دعا أبا طلحة الأنصاري فأعطاه إياه ثم ناوله الشق الأيسر فقال احلق فحلقه فأعطاه أبا طلحة فقال اقسمه بين الناس" [1]

ترجمہ: "جب نبی علیہ السلام نے نائی کو بلوایا اور اپنے سر کی دائیں جانب اس کے سامنے کی، نائی نے اس جانب کے بال مونڈ دیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ مونڈے ہوئے بال ان کو دیے پھر سر کی بائیں جانب آگے کی اور فرمایا مونڈو، نائی نے اس جانب کے بال بھی مونڈ دیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیے اور فرمایا (تمام بال) لوگوں میں تقسیم کر دو"

اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ ہر شخص کے حصہ میں تھوڑے تھوڑے بال ہی آئے۔

اور مواہب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جب حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اتار رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ کے ارد گرد جمع تھے اور کوئی بال زمین پر گرنے نہ دیتے تھے بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتا۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے (فرماتے ہیں) کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۳۰۰ کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ذکر کیا کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"لأن تكون عندي شعرة منه ﷺ احب الي من الدنيا وما فيها" (رواه البخاري) [1]

ترجمہ: "نبی علیہ السلام کے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھے دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے زیادہ پسند ہے"

عینی نے شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ کسی زندہ آدمی کے جسم سے جدا شدہ بال کو اپنے پاس رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کا دفن کرنا ضروری نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۵، کتاب الوضوء

[2] ان فيه انه لا باس باقتناء الشعر البائن من الحي وحفظه عنده وانه لا يجب دفنه. (عمدة القاري ج۳ ص۳۸۵، کتاب الوضوء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بابِ پنجم

خضاب کے بیان میں

﴿اور اس میں ایک تمہید اور دو فصلیں ہیں﴾

تمہید

لفظ خضاب اور اس کے معنیٰ کی تحقیق اور ان چیزوں کی تحقیق میں جن سے خضاب کرنا حدیث میں مذکور ہے جیسے حنا، زعفران، ورس، کتم، وسمہ۔

خضاب (بالکسر) باب ضرب سے مصدر ہے بمعنی رنگ کرنا اور نیز اس رنگ کو بھی کہتے ہیں جس سے خضاب کیا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] بال اور دوسری اشیاء رنگنے کے لئے جو نباتات (پودے، بوٹیاں وغیرہ) استعمال ہوتے ہیں ان کے عربی میں مختلف انواع و نام ہیں جیسے کتم، النیل، الوسمۃ، الآس، العظلم، الحطر۔

پھر اہلِ لغت میں ان کے متعلق اختلاف ہوا ہے کہ یہ سب ایک ہی شئے کے نام ہیں یا بعض باہم مترادفات کے قبیل سے ہیں۔

مؤلف نے خضاب سے اس وجہ میں جو ہے، تحقیق و دقیق تحقیق فرمائی ہے تاہم ان الفاظ کے بارے میں وضع و لغت کی عبارات الکتب سے ان کی وضاحت میں چند عربی عبارات بھی ملاحظہ ہوں۔ مترجم

الکتم والکتمان بالضم نبت یخلط بالحناء ویخضب به الشعر فیبقی لونه واصله اذا طبخ بالماء کان منه مداد للکتابۃ (القاموس المحیط ج۲ ص۱۵۱۷)

کتم من شجر الجبل وورقه کورق الآس وهو شباب تلخصه عن الازهری نبت له حمرة، (المغرب ج۲ ص۲۰۰)

النیل بالکسر نبات العظلم ونبات اخر ذو ساق صلب وشعب دقاق وورق صغار مرصفه من جانبین ومن العظلم یتخذ النیلج بان یغسل ورقه بالماء الحار فیخرج ماغسله من ورقه ویترک الماء فیرسب النیلج اسفله کالطین فیصب الماء عنه ویجفف الخ (القاموس المحیط ج۲ ص۳۰۷)

وسمة ورق النیل او نبات یخضب بورقه وفیه لغة مخففة (القاموس المحیط ج۲ ص۱۵۳۵)

وسمة شجرة ورقها خضاب وقیل هی الخطر وقیل هی العظلم یجفف ویطحن ثم یخلط بالحناء فیقنا لونه والا کان اصفر (المغرب ج۲ ص۳۵۵) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حنّا (بالکسرہ وتشدید نون اور فارسی میں نون مخفف کے ساتھ بھی رائج ہے) معروف پودا ہے جس کو اردو میں مہندی کہتے ہیں۔

اور زعفران (بفتح اول وثالث وسکون عین) جو اردو میں کیسر بھی کہلاتا ہے یہ بھی مشہور چیز ہے۔

اور کتم کے لفظ وحیثیت میں اختلاف ہے، مگر لفظاً اس کا مفتحتین وتا مخفف کے ساتھ معروف ہے۔

اور جزری نے نہایہ میں ابوعبید سے تا مشدد کے ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ ۱

اور صاحب بحر الجواہر نے مفتحتین او مصمہ دونوں طرح نقل کیا ہے۔

اس کی حیثیت مشہور قول کے مطابق یہ ہے کہ نیل کا پتہ ہے جس کو وسمہ بھی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک وسمہ علیحدہ چیز ہے۔

ولوالجی نے تذکرہ اولی الالباب میں لکھا ہے

"اَلْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ النِّيْلُ وَقِيْلَ نَبْتٌ وَقِيْلَ نَبْتٌ لَهُ وَرَقٌ دَقِيْقٌ وَزَهْرٌ اَصْفَرُ وَحَمْلٌ اَسْوَدُ"

ترجمہ: "مشہور یہ ہے کہ یہ نیل کا پودا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک بوٹی ہے جس کا پتہ باریک ہوتا ہے، شگوفہ زرد اور پھل سیاہ"

جزری نے نہایہ میں فرمایا ہے:

"وَنَبْتٌ يُخْلَطُ مَعَ الْوَسْمَةِ وَيُصْبَغُ بِهِ الشَّعْرُ اَسْوَدُ وَقِيْلَ هُوَ الْوَسْمَةُ" ۲

ترجمہ: "ایک بوٹی ہے جو وسمہ کے ساتھ ملائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بالوں کو کالا کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہی وسمہ ہے (یعنی وسمہ اور کتم دو علیحدہ علیحدہ چیزیں

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

اس اسمة شجر، القاموس المحيط ج ا ص ۱۳۰، الوس شجرة وورقها خطر الخضوب ج ا ص ۳۸، العصم عصارة شجرة الوسب يصبغ به اوهو الوسمة، القاموس المحيط ج ۲ ص ۱۵۰۰، عصم نبات يختضب به او الوسمة القاموس المحيط ج ا ص ۵۲۹

۱ قال ابوعبيد الكتم مشددة التاء والمشهور التخفيف، النهاية في غريب الاثر للجزري ج ۳ ص ۲۵۹، باب الكاف مع التاء

۲ النهاية في غريب الاثر، باب الكاف مع التاء ج ۳ ص ۲۵۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں)"

اور ابن یوسف ہروی نے بحر میں فرمایا ہے:

"الکتم بالتحریک قال مولانا نفیس لقد اختلف فی ماھیۃ الکتم فھو الوسمۃ وقیل انہ شیء یزرع مع الحناء یشبہ ورقہ ورق الحناء ویطلع الحناء منہ حتی یقع استظلال الحناء بہ ولھذا یزرع معہ وبالضم ورق نبت یتخذ منہ شیء یقال لہ بالفارسیۃ نیل"

ترجمہ: "کتم (بفتحتین) کے متعلق مولانا نفیس نے فرمایا ہے کہ کتم کی ماہیت میں اختلاف ہے، وہ وسمہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ایک الگ چیز ہے جو حنا کے ساتھ کاشت کی جاتی ہے اور اس کے پتے حنا کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں اور اس کا پودا حنا سے بلند ہو جاتا ہے حتی کہ حنا کو اس سے سایہ حاصل ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو حنا کے ساتھ کاشت کیا جاتا ہے (تاکہ حنا اس سے سایہ پائے) اور کتم بالضم ایک بوٹی کے پتے ہیں جس سے ایک چیز بنتی ہے جس کو فارسی میں نیل کہتے ہیں"

اور خضر بن طاہر نے شفاء الاسقام میں فرمایا ہے

"وھو الوسمۃ وقیل ھو من شجر الجبال یجفف ورقہ ویدق ویخلط بالحناء ویختضب بہ الشعر فیقوی لونہ ویقویہ وقیل ان الکتم لایسمو صعدا وینبت فی اصعب مایکون من الصخور وھو اخضر وورقہ کورق الآس واصغر ومجتناہ صعب وقیل الکتم معروف بالاندلس ینبت فی الشھوک وورقہ قریب من ورق الزیتون یعلو فوق القامۃ ولہ ثمر فی قدر الفلفل فی داخلہ نوی واذا نضج اسود (انتھی ملخصا)

ترجمہ: "وہ وسمہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پہاڑی درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کے پتوں کو خشک کر دیا جاتا ہے اور کوٹ دیا جاتا ہے اور حنا کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ بالوں کو رنگا جاتا ہے پس وہ حنا کے رنگ کو گہرا سرخ اور پکا کر دیتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا پودا زیادہ اونچا نہیں ہوتا اور سخت پتھریلی زمین میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے پتے آس کے پتوں کی طرح سبز ہوتے ہیں اور زرد بھی ہوتے ہیں اور اس کے پھل کی جڑ سخت ہوتی ہے اور کہا گیا ہے کہ کتم اندلس میں مشہور و معروف ہے اور نرم زمین میں اُگتا ہے اور اس کا پتہ زیتون کے پتے کے برابر ہوتا ہے اور یہ قدِ آدم اونچا ہوتا ہے اور اس کا پھل فلفل کے برابر ہوتا ہے جس کے اندر تخم بھی ہوتا ہے اور جب پک جاتا ہے تو سیاہ ہو جاتا ہے"

ان اقوال کی وجہ سے اس کی ہیئت میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔

صاحب مخزن الادویہ نے کہا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ کتم نیل کے پتے کو کہتے ہیں۔

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ ائمہ لغت کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ کتم برگِ نیل کے علاوہ چیز ہے۔

اور درج ذیل ثقات کی معتبر عبارات جو جوہری نے صحاح میں نقل کی ہیں

"والکتم بالتحریک، نبت یخلط بالوسمة یختضب به "

ترجمہ: "کتم گھاس ہے جو خضاب کرنے کے لئے وسمہ کے ساتھ ملائی جاتی ہے"

اور علامہ زمخشری نے فائق میں فرمایا ہے:

"هو نبات یخلط مع الوسمة للخضاب الاسود" [1]

ترجمہ: "وہ ایک گھاس ہے جو سیاہ خضاب کی غرض سے وسمہ کے ساتھ ملائی جاتی ہے"

اور بزازیہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے:

"ان الخضاب حسن لکن بالحناء والکتم والوسمة" [2]

ترجمہ: "خضاب کرنا اچھا ہے لیکن حنا، کتم اور وسمہ کے ساتھ"

مذکورہ تینوں تصریحات سے کتم کی وسمہ یعنی برگِ نیل سے مغایرت صاف ظاہر ہے۔

---

1 الفائق فی غریب الاثر للزمخشری باب الکاف مع التاء ج ۱ ص ۳۸۹

2 بزازیہ علی هامش الهندیہ ج ۶ ص ۳۶۳ کتاب الاستحسان

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور مناوی نے شرح جامع الصغیر میں فرمایا ہے:

"وورقه كورق الزيتون وله ثمرة قدر الفلفل وليس هو ورق النيل كما وهم" ۱

ترجمہ: "اور اس کا پتہ زیتون کے پتے کی طرح ہوتا ہے اور فلفل کے برابر اس میں پھل لگتا ہے اور یہ نیل کا پتہ نہیں جیسا کہ بعضوں کو شبہ ہوا ہے"

اور صاحب مغرب نے فرمایا ہے:

"من شجر الجبال ورقه كورق الآس وهو خضاب للحنا" ۲

ترجمہ: پہاڑی درختوں میں سے ہے اس کا پتہ آس کے پتے کی طرح ہوتا ہے اور وہ (یعنی آس ۳) حنا کے جوبن کی حالت ہے۔

اور حکیم گیلانی نے شرح قانون میں نقل کیا ہے:

"ونوع من اشجار الجبال يصبغ بورقه وغلط من ظن انه الوسمة وهو اقوى من النيل في الصبغ وهو يكون بمواضع منيعة منه وله ورق كورق الآس والزيتون وله ثمر في قدر الفلفل في داخله نوى واذا نضجت الثمرة اسودت واذا جفف ورقه ودق كان خضابا مع الحناء واصل هذه الشجرة اذا طبخ جيدا كان مدادا حسنا فاذا اضيف اليه صبغ كان بالغا"

ترجمہ: "کتم پہاڑی درختوں میں سے ہے اس کے پتوں کے ساتھ رنگ دیا جاتا ہے اس کو وسمہ سمجھنا غلط ہے اور وہ رنگ کرنے میں نیل سے زیادہ تیز ہے اور یہ پہاڑوں میں اونچی جگہوں پر ہوتا ہے اس کے پتے آس اور زیتون کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں اور

۱ فیض القدیر للمناوی ج۲ ص۵۲۹

۲ المغرب باب الکاف مع التاء الفوقانیۃ ج۲ ص۲۰۰

۳ آس کو ہماری بولی میں [illegible] المغرب کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
کی ایک حالت کا نام ہے۔ منہ غفرلہ

فلفل کے برابر اس کا پھل ہوتا ہے، اور اس میں بیج ہوتا ہے اور اس کا پھل پک جانے پر سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کے پتے جب خشک ہو جاتے ہیں اور کوٹ لئے جاتے ہیں تو وہ مہندی کے ساتھ خضاب بن جاتا ہے اور اس کی جڑیں خوب ابالی جائیں تو وہ بہت عمدہ روشنائی بن جاتی ہے اور اس میں گوند ملا دیا جائے تو اس کی خوبی دوبالا ہو جاتی ہے“

تحفۃ المومنین میں لکھا ہے کہ کتم برگ نیل نہیں ہے اس لئے کہ نیل کا پودا آسی کے پودے کے مشابہ ہے اور نیل کے پودے کا تنا کھوکھلا ہوتا ہے۔

اور وسمہ آس کے پتے کی طرح ہوتا ہے اور اس کا تنا کھوکھلا نہیں ہوتا، اور اس کے دانے فلفل کے برابر ہوتے ہیں جو پکنے کے بعد سیاہ ہو جاتے ہیں اور اس کی شاخیں نیل کی شاخوں سے زیادہ گھنی ہوتی ہیں اور اس کے پتے نیل کے پتوں سے زیادہ چوڑے ہوتے ہیں۔

اور بعض حضرات نے برگ نیل کو جو وسمہ کہا ہے یہ صحیح نہیں۔

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ نیل کی ایک قسم بعض علاقوں میں کتم کے نام سے مشہور ہوا اور دوسری قسم نیل کے نام سے۔ ۱

---

۱ نیل کے پودے کا تعارف

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس جن لوگوں نے کتم کو نیل سے مغایر قرار دیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ یہ نیل کی ایک الگ مستقل نوع ہے جو علیحدہ مستقل قسم شمار ہوتی ہے نہ کہ اس کا جزء، اور جنہوں نے اس کو نیل قرار دیا ہے، انہوں نے نیل کی ہی ایک نوع ہونا مراد لیا ہے اس طرح یہ اختلاف رفع ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت محض نزاعِ لفظی ہونے کی رہ جاتی ہے۔

پس ہر ایک کا قول اپنی جگہ صحیح ہے۔

اور اس کی تائید مذکورہ تفصیل کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے

"والنيل يطلق على ثلاثة اشياء، احدها النبات الذي ورقه الوسمة وهو الذي يستعمل في خضاب الشعر وثانيها النبات الذي يقال له العظلم وهو نبات له ورق شبيه بورق لسان الحمل الا انه ارخى واشد سوادا منه وله ساق اطول من ذراع وهو الذي يستعمله الصباغون ببلاد الاندلس وثالثها العصارة المتخذة التي يستعمل الصباغون ايضا في اكثر البلاد"

ترجمہ: ”نیل کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے ایک وہ پودا جس کا پتہ وسمہ کہلاتا ہے جو کہ بالوں کو خضاب کرنے کے کام آتا ہے اور دوسرے وہ پودا ہے جس کو عظلم کہتے ہیں، یہ ایسا پودا ہے جس کا پتہ ہرنگ (لسان الحمل) کے پتے کے مشابہ ہوتا ہے البتہ اس سے زیادہ ڈھیلا اور سیاہ ہوتا ہے اور اس کا تنا ہاتھ (ذراع) سے زیادہ لمبا ہوتا ہے اور اس کو اندلس میں رنگریز (رنگ کرنے کے لئے) استعمال کرتے ہیں اور تیسرے وہ عرق ہے جو مذکورہ گھاس بوٹیوں سے کشید کیا جاتا ہے اس کو بھی رنگریز اکثر علاقوں میں استعمال کرتے ہیں“

اور اسی طرح خضر بن علاء نے شفاء الاسقام میں لکھا ہے

"النيل حشيش منه بستاني ومنه بري وعصارته هي النيلج وهو الذي يستعمله الصباغون"

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''نیل ایک گھاس ہے جو جنگلی بھی ہوتی ہے اور میدانی بھی اور نیل اصل میں اس کا عرق ہوتا ہے اور یہ وہی ہے جس کو رنگریز استعمال کرتے ہیں'' (قاموس ایڈیشن ص ۵۳۵)

اور وسمہ کے رنگ اور ماہیت اور تلفظ میں بھی اختلاف ہے، صاحب قاموس نے بفتحتین اور بالفتح اول وکسرہ سین کے ساتھ بھی لیا ہے (وَسَمہ، وَسِمہ)

اور فتح مغیث شرح المہذب و مغرب میں بسکون سین (وسْمہ) بھی منقول ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مصباح سے نقل فرمایا ہے کہ کسرہ سین اہل حجاز کی لغت ہے اور سکون سین سے زیادہ فصیح ہے بلکہ ازہری نے سکون سین کا انکار کیا ہے۔

اور اشعۃ اللمعات میں واؤ کے ضمہ کے ساتھ بھی لیا ہے لیکن کسی کتاب میں دیکھا نہیں گیا۔

یہ تو اس کی لفظی تحقیق تھی، باقی رہی اس کی ماہیت کہ آیا یہ کتم ہے یا نیل یا ان دونوں کے علاوہ کوئی چیز

محمود شیبانی نے مہذب میں فرمایا ہے:

"الوَسْمَةُ برگ نیل" ترجمہ: وسمہ برگ نیل ہے

اور مطرزی نے کہا ہے:

"قیل الخطر وقیل العظلم"

ترجمہ: ''ایک قول کے مطابق یہ خطر ہے دوسرے کے مطابق عظلم''

ابن درید نے جمہرہ میں عظلم کا معنی تحریر کیا ہے اور صاحب قاموس نے خطر اور عظلم دونوں کے معنی میں کہا ہے:

"نَباتٌ یُخْتَضَبُ بِه أوْ هُوَ الوَسْمَةُ" [1]

ترجمہ: ''کوئی گھاس ہے جس کے ساتھ خضاب کیا جاتا ہے یا وسمہ ہے اور وسمہ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"ورق النیل أو نبات یُخْتَضَبُ بورقه" [2]

---

[1] القاموس المحیط ج ۱ ص ۳۹۹

[2] القاموس المحیط ج ۳ ص ۲۹۲ الوسمة بالفتح المهمه

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ''نیل ہے یا کوئی گھاس ہے جس کے پتوں سے خضاب کیا جاتا ہے''

اور نیل کے ترجمہ میں کہا ہے:

''نبات العظلم ونبات آخر ذوساق صلب وشعب دقاق وورق صغار مرصفة من الجانبين'' [1]

ترجمہ: ''یہ عظلم گھاس ہے یا کوئی اور گھاس ہے، مضبوط (سخت) تنے والا، اور باریک ٹہنیوں والا، اور چھوٹے چھوٹے پتوں والا جو دونوں جانب سے صف بصف (ایک ترتیب میں) ہوتے ہیں''

اور تحقیقی بات یہ ہے کہ وسمہ برگ نیل ہے۔

واؤ داانطاکی نے تذکرہ میں کہا ہے:

''النيلُ وهىَ الوسمَةُ والحطرُ والعظلمُ''

ترجمہ: ''نیل ہی وسمہ، حظر، عظلم (کہلاتا) ہے''

اور مخزن میں لکھا ہے:

''یہی وسمہ ہے اور سدید نے بھی شرح قانون میں اس کی تصریح کی ہے، ورس (بالفتح) ایک درخت کا پھل ہے جو پکنے کے بعد پھٹ جاتا ہے ایک چیز بالوں کے مشابہ زرد رنگ کی اور قدرے سرخی مائل زعفران کی طرح اس سے تعلق ہے اور اس کا سائیدہ (عرق، گوند وغیرہ) زعفران کے سائیدہ کی طرح ہوتا ہے جو یمن سے لایا جاتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں'' [2]

اور صاحب مغرب فرماتے ہیں یہ ایک زرد قسم کا رنگ ہے یا کوئی خوشبو دار گھاس ہے۔

اور شیخ نے شرح قانون میں فرمایا ہے کہ ورس گہرے سرخ رنگ کا ہے زعفران کے مشابہ، جو یمن سے لایا جاتا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ زعفران کے چھلکے ہیں۔ [3]

---

[1] القاموس المحیط ج۳ص۶۷۹، فصل فی الواو

[2] كذا فی المخزن نقلا للانطاكی

[3] قاله السدید فی شرح القانون

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصلِ اول

خضاب کے احکام اور اس کی اقسام کا بیان

مسئلہ ۷۵: سرخ و زرد خضاب مردوں، عورتوں دونوں کے لئے جائز، مستحب ہے۔ ۱

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابو امامہ سے بسند حسن نقل کی ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم چند عمر رسیدہ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف آئے جن کی داڑھی سفید تھی تو فرمایا:

"یا معشر الانصار حمّروا او صفّروا وخالفوا اهل الكتاب" ۲

ترجمہ: "اے جماعت انصار سرخ کرو یا زرد کرو (اپنی داڑھی کو) اور اہل کتاب کی مخالفت کرو"

کیونکہ اہل کتاب خضاب نہیں کرتے تھے۔ ۳

امام نووی فرماتے ہیں کہ خضاب کے بارے میں کئی اقوال ہیں صحیح تر یہ ہے کہ بوڑھے، مرد و عورت دونوں کے لئے خضاب کرنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب کرنا حرام ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں فرمایا ہے:

---

۱ یستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الاصح (شامی ج۶ ص۴۲۲، کتاب الحظر والاباحة، ایچ ایم سعید)

خضابی کنگھی کا استعمال

اس کنگھی کے استعمال سے اگر بال سیاہ خضاب لگانے کی طرح سیاہ ہو جاتے ہوں تو اس کنگھی کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہوگا، کیونکہ حدیث شریف میں جو سیاہ کرنے پر وعید ہے وہ اس کو بھی شامل ہے۔

([illegible])

۲ مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۲۵۲۔ مرقاۃ ج۸ ص۳۰۹

۳ کذا فی جمع الوسائل

قال فی المرقاۃ ولاتشبهوا باليهود اى فى ترك خضاب الشيب (ج۸ ص۳۰۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

" ولا نری بالوسمة والحناء والصُّفرة بأسًا وإن ترکه أبیض فلا بأس وکلُّ ذالک حسنٌ "

ترجمہ: " ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے وسمہ، حنا اور زرد رنگ کے خضاب میں اور بالوں کو سفید بھی چھوڑے تب بھی کوئی حرج نہیں ہر طرح صحیح ہے "

قاضی خان فرماتے ہیں:

" الخضاب بالحناء والوسمة حسنٌ " ۱

ترجمہ: " حنا اور وسمہ سے خضاب کرنا بہتر ہے "

اور فتاویٰ بزازیہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے

" ان الخضاب حسنٌ لکنْ بالحناء والکتم والوسمة اراد به اللحیة وشعر الرأس والخضاب فی حال غیر الحرب لابأس به فی الاصح " ۲

ترجمہ: " تحقیق مہندی، وسمہ اور کتم سے خضاب کرنا پسندیدہ عمل ہے مراد سر اور داڑھی کو خضاب کرنا ہے اور جہاد کے علاوہ بھی خضاب کرنے میں کوئی حرج نہیں یہی زیادہ صحیح روایت ہے "

مسئلہ ۷۹ بالکل سیاہ خضاب جو حقیقی سیاہی کے مشابہ ہو سوائے غازیوں کے باقی سب کے لئے حرام ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، حضرت ابو قحافہ (والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) فتح مکہ کے دن اسلام لائے تو ان کی داڑھی سفید تھی تو نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

" غیّروا هذا الشیب واجتنبوا السواد " ۳

---

۱ قاضی خان علی هامش الهندیة ج۳ ص۴۱۲، باب مایکره من الثیاب والحلی والزینة ۲ بزازیة علی هامش الهندیة ج۶ ص۳۷۲، کتاب الاستحسان

۳ مسند ابویعلی الموصلی ج۳ ص۳۸۶

مشکوة لفظه غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد رواه مسلم باب الترجل، مرقاة شرح مشکوة ج۸ ص۲۹۲

یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته ویکره بالسواد شامی ج۶ ص۴۲۲ کتاب الحظر والاباحة

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: "بڑھاپے کی اس سفیدی کو تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو"

اور سنن ابی داؤد اور نسائی میں مروی ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا

" یکونُ قومٌ یخضبُونَ فی آخر الزَّمانِ بالسَّواد کحواصلِ الحمام لایریحُونَ رائحةَ الجنَّة " [1]

ترجمہ: "آخری زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو خاص سیاہ رنگ سے خضاب کریں گے کبوتر کے پوٹے کے بالوں کی طرح (جو بالکل سیاہ ہوتے ہیں) وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گے"

یہ بطور مبالغہ اور زجر کے فرمایا، یا یہ مراد ہے کہ جنت کی خوشبو باوجود اس کے کہ پانچ سو سال کی مسافت سے سنگھائی دیتی ہے۔

لیکن ایسے لوگ جنت میں داخل ہونے تک قبر اور حشر میں یہ خوشبو نہیں سونگھ سکیں گے تاکہ اس خوشبو کی کیف و مستی سے ان پر حشر کے مصائب و مشکلات آسان ہوتے۔

محدث ابن حجر نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ "حواصل الحمام" سے مراد سینہ ہے جو بعض کبوتروں کا بالکل سیاہ ہوتا ہے۔

طبرانی میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے

" من خضب بالسّواد سوّد اللہ وجههٗ یوم القیٰمة " [2]

ترجمہ: "جو کوئی سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ فرمادیں گے"

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

" غیّرُوا الشَّیب ولاتقربُوا السّواد " [3]

ترجمہ: "بڑھاپے کی حالت کو تبدیل کرو لیکن سیاہ رنگ کے قریب بھی نہ جاؤ"

---

[1] سنن ابی داؤد باب ماجاء فی خضاب السواد

[2] کما فی جمع الوسائل لعلی القاری

طبرانی بحوالہ کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۳۳۳

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۰۹۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام نے سیاہ خضاب کے بارے میں فرمایا ہے:

"الخضاب بالسواد خضاب اهل النار" [1]

ترجمہ: "سیاہ خضاب کرنا جہنمیوں کا خضاب ہے"

اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے

"الخضاب بالسواد خضاب الکفار" [2]

ترجمہ: "سیاہ خضاب کافروں کا خضاب ہے"

اور پیچھے گزر چکا کہ پہلا شخص جس نے سیاہ خضاب کیا تھا فرعون تھا۔ [3]

مذکورہ نصوص اور اس طرح کی دیگر روایات جو کتب حدیث میں مذکور ہیں وہ سیاہ خضاب کی حرمت پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں اور یہ سخت وعیدات بھی حرمت کا قرینہ ہیں۔

اور ابن حجر رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) "الزواجر" میں سیاہ خضاب کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

اور محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں فرمایا ہے کہ مہندی کا خضاب بالاتفاق جائز ہے۔

اور سیاہ خضاب میں قول مختار حرمت کا ہے اور سیاہ خضاب کی ممانعت کی علت کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے بالوں کی اصلی سیاہی سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ [4]

---

[1] اخرجه الطبرانی والحاکم من حدیث ابن عمر بلفظ الکافر قال ابن ابی حاتم منکر (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی ج ۱ ص ۳۵۰)

اما الاول وهو الخضاب بالسواد فهو منهی عنه لقوله ﷺ خیر شبابکم من تشبه بشیوخکم وشر شیوخکم من تشبه بشبابکم والمراد بالتشبه بالشیوخ فی الوقار لا فی تبییض الشعر ونهی عن الخضاب بالسواد وقال هو خضاب اهل النار (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۵۳)

[2] اخرجه الطبرانی والحاکم من حدیث ابن عمر بلفظ الکافر قال ابن ابی حاتم منکر (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی ج ۱ ص ۳۵۰)

مرقاۃ ج ۸ ص ۳۰۹

[3] مرقاۃ ج ۸ ص ۳۰۹

[4] ذهب اکثر العلماء الی کراهة الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انها کراهة تحریم (مرقاۃ ج ۸ ص ۳۰۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ توجیہ قریب و مناسب ہے اس سے وصل اشعار (بالوں میں مصنوعی بال ملانے) کی ممانعت وارد ہوئی ہے اور اسے جھوٹ و دھوکہ فرمایا ہے۔

اور اسی لئے سیاہ خضاب کرنے والے کو "کـاذب فـی اللـحیة" کہتے ہیں بخلاف زرد و سرخ رنگ کے کہ اس سے اصلی بالوں کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آتی [1]۔

حکایت ایک بوڑھے شخص نے جو سیاہ خضاب کئے ہوئے تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک جوان عورت سے نکاح کیا۔

جب اس کی مردانہ کمزوری کی صورتحال اس عورت پر کھلی تو وہ اس کا معاملہ امیر المومنین کے سامنے لے گئی تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کر کے اس شخص پر تعزیر لگائی اور فرمایا

" غَرَّرْتَ الْقَوْمَ بِالشَّبَابِ " [2]

ترجمہ: " تو نے قوم کو جوان ہونے کا دھوکا دیا "

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ نکاح رد کرنے کی حکمت شاید یہ ہو کہ یہ نکاح جوانی کی شرط کے ساتھ مشروط ہو اور بطلان شرط ان کے نزدیک موجب بطلان نکاح ہوگی۔

مسئلہ ۷۷ غازیوں کو کفار پر ہیبت طاری کرنے کی غرض سے سیاہ خضاب کرنا جائز ہے۔

محیط السرخسی کی اکیسویں فصل میں کتاب الکراہیۃ سے نقل کیا ہے

واما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلک من الغزاة لیکون اهیب فی

---

[1] کذا فی شرح الوجیز فی فقه الحنابلة

[2] مؤلف کتاب نے اس عبارت کے الطحاوی کا حوالہ دیا ہے [illegible]

[illegible] الطحاوی میں یہ عبارت نہیں ملی، البتہ الطحاوی کی کتاب الطلاق باب [illegible] میں درج ذیل عبارت ہے

"ولو وجدته شیخا او خصیا اجل سنة"

"وعمر بن الخطاب کتب الی شریح ان یؤجل الخصی سنة من یوم یرفع الیه وکذا قول الراوی عن عمر فی المرأة التی اتت الیه فاجله حولا من غیر تقییده فی السنة و نحوه هو ما تراه ای بالاهلة هذا الذی یعرفه العرب واهل الشرع الخ"

اور یہی تفصیل اصل مذہب کے مطابق ہے، ملاحظہ ہو الطحاوی علی الدر جلد ۲ صفحہ ۲۱۱۔ پس یہ قول یا تو مرجوح ہے یا اس میں وہی احتمال جاری ہوگی جو مؤلف نے ذکر کی ہے۔ محمد رضوان

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَى الْعَدُوِّ فَهُوَ مَحْمُوْدٌ اِتَّفَقَ الْمَشَائِخُ عَلَيْهِ وَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ لِيُزَيِّنَ نَفْسَهُ لِلنِّسَاءِ اَوْ لِيُحَبِّبَ نَفْسَهُ اِلَيْهِنَّ فَذَالِكَ مَكْرُوْهٌ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَائِخِ وَبِنَحْوِهِ وَرَدَ الْاَثَرُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ" ١

ترجمہ: "اور سیاہ خضاب اگر غازیوں میں سے کوئی دشمن پر ہیبت بٹھانے کے لئے لگائے تو قابلِ ستائش ہے اس پر مشائخؒ کا اتفاق ہے اور جو کوئی اس غرض سے لگائے کہ عورتوں کے سامنے اس کی زینت ظاہر ہو یا عورتوں کی نظر میں پسندیدہ ہے تو یہ مکروہ ہے"

اور اس پر جمہور مشائخؒ کا اتفاق ہے اور ایسے ہی اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مذہب المومنین میں اس قدر مزید ہے کہ بعض نے بلا کراہت اس کا جواز لکھا ہے ٢

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت میں "لا بأس" منقول ہے۔

اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں (اپنی) عورتوں کی زیب و زینت بھلی لگتی ہے ان کو بھی ہماری زینت اچھی لگتی ہے۔ ٣

لیکن معتمد یہ ہے کہ یہ بھی مکروہ ہے (یعنی سوائے غازیوں کے اور کسی کے لئے کسی غرض سے سیاہ خضاب جو بالکل سیاہ ہو استعمال کرنا جائز نہیں، مترجم)

اس لئے کہ بڑھاپے کی سفیدی اللہ کا نور ہے اور اللہ کے نور کو سیاہی کی ظلمت سے بدلنا مکروہ ہے ٤

---

١ المحیط البرہانی کتاب الکراہیۃ الفصل الحادی والعشرون فی الزینۃ، جلد ٩ صفحہ ٩٨ وایضاً فی الشامی ج٦ ص ٤٢٢

٢ كذا في المحيط

وفي العالمگيرية وبعضهم جوز ذلك من غير كراهة (ج٥ ص ٣٥٩ الباب العشرون)

٣ روي عن أبي يوسف رحمه الله تعالى أنه قال كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها (هكذا في العالمگيرية نقلاً عن الذخيرة ج٥ ص ٣٥٩)

٤ عن كعب بن مرة أن رسول الله ﷺ قال من شاب شيبة في الإسلام كانت له نوراً يوم القيامة رواه الترمذي والنسائي بحواله مشكوة ج٢ كتاب اللباس باب الترجل)

قال رسول الله ﷺ لا تنتفوا الشيب فإنه نور المسلم اي وقاره المانع من الغرور بسبب انكسار النفس عن الشهوات والفتور وهو المؤدي الى نور الاعمال الصالحة فيصير نوراً في قبره ويسعى بين يديه في ظلمات حشره الخ (مرقاة ج٨ ص ٣٠٦)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اشکال: سنن ابن ماجہ میں ہے:

" إن أحسن ما اختضبتم به لهذا السواد أرغب لنسائكم فيكم وأهيب لكم في صدور عدوكم " [1]

ترجمہ: "تحقیق بہترین وہ رنگ جس سے تم خضاب کرتے ہو البتہ یہ سیاہ رنگ ہے کہ یہ تمہاری عورتوں کو مرغوب ہے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا زیادہ رعب ڈالنے والا ہے"

یہ حدیث سیاہ خضاب کے جواز پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔

حل اشکال: اس حدیث کے راویوں میں سے "دفاع بن دغفل سدوسی ضعیف ہے۔

اور محمد بن فراس کو بھی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے۔

پس صحاح کی دیگر احادیث صحیحہ کے مقابلے میں جو ممانعت پر دلالت کرتی ہیں (اس حدیث کا کوئی اعتبار نہیں اور) یہ لائق حجت نہیں۔

اشکال: صحاح کی احادیث میں وارد ہے:

" إن أبا بكر يصبغ بالحناء والكتم " [2]

ترجمہ: "تحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حنا اور کتم کا رنگ کرتے تھے"

اور ظاہر ہے کہ حنا اور کتم کو جمع کرنے سے سیاہ رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

نہایہ میں جزری نے بھی اس کی تصریح کرتے ہوئے کہا ہے۔

" إن الحناء إذا خضب به مع الكتم جاء أسود " [3]

ترجمہ: "تحقیق حنا کے ساتھ کتم ملا کر جب خضاب کیا جاتا ہے تو سیاہ رنگ نکلتا ہے"

اور اسی طرح حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی سیاہ خضاب استعمال فرمایا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجه باب الخضاب بالسواد

[2] رواه ابن ابي شيبة بحواله كنز العمال حديث نمبر ١٧٣١٩

[3] النهاية في غريب الأثر لابن الأثير الجزري. باب الكاف مع التاء جزء ٣ صفحه ٢٥٩

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممانعت والی احادیث پر عمل نہیں۔

حل اشکال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خضاب خالص سیاہ نہ تھا بلکہ گہرا سرخ سیاہی مائل تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

"قدم النبي ﷺ المدينة فكان أسن أصحابه أبو بكرٍ فغلفها بالحناء والكتم حتى قنا لونها" ۱

ترجمہ: "نبی علیہ السلام مدینہ تشریف لائے اس وقت آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں معمر ترین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے حنا اور کتم سے اپنے بڑھاپے (کے سفید رنگ) کو خضاب کیا یہاں تک کہ اس کا رنگ گہرا سرخ ہو گیا"

ابن حجر نے فتح الباری میں اور صاحب مواہب اللدنیہ نے قسطلانی میں حدیث کے لفظ

"قنا لونها"

کا معنی کیا ہے

"أي اشتدت حمرتها" ۲

ترجمہ: اس کا رنگ گہرا سرخ ہو گیا

اور صاحب نہایہ و مغرب نے حدیث مذکورہ کے تحت میں نقل کیا ہے

"ولحيته كأنها ضرام عرفج" ۳

ترجمہ: "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی داڑھی مذکورہ خضاب کرنے سے عرفج نامی گھاس کی مانند ہو گئی"

یعنی رنگ سرخی مائل ہو گیا۔

اور دیگر حضرات (حسنین کریمین و عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ) کے سیاہ خضاب کو بھی اسی رنگ پر محمول

---

۱ بخاری، باب هجرة النبي ﷺ، حديث نمبر ۳۹۲۷

۲ فتح الباري لابن حجر، باب هجرة النبي ﷺ، حديث نمبر ۳۹۲۷

۳ المغرب، باب الكاف مع التاء، الموقوفة، ج ۲ صفحه ۲۰۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیا گیا ہے (گہرا سرخ مائل بسیاہی)

محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے کہ یہ بات حد صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حنا اور کتم کا خضاب کرتے تھے۔

اور کتم ایک گھاس ہے جس کا رنگ سیاہ نہیں ہے بلکہ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اور جو دیگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق سیاہ خضاب لگانا نقل کیا گیا ہے وہ بھی اسی پر محمول ہے۔

اور اس تحقیق سے یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوگئی کہ کتم و حناء ملانے سے بالکل سیاہ رنگ کا ظاہر ہونا تسلیم شدہ بات نہیں ہے۔

اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ ان دونوں میں سے ایک کا رنگ بھی خالص سیاہ نہیں بلکہ حنا کا تو ظاہر ہے اور کتم کے بارے میں بھی ثقہ و معتبر حضرات جیسے صاحب مغرب وغیرہ کی تصریحات ہیں کہ

" (والکَتَم) وعن الأزهري نبت فيه حُمرة " [1]

ترجمہ: "تحقیق کتم کا رنگ سرخ ہوتا ہے"

پس دونوں کا مجموعہ بھی لامحالہ دونوں کے رنگ کے درمیان (ان سے ملے جلے) کسی رنگ کو ظاہر کرے گا، اسی وجہ سے مستقدانی نے کہا ہے

" الکَتَمُ الصِّرف يُوجِب سوادًا مائلًا الى الحُمرة والحناء تُوجِب الحُمرة فَاسْتعمالهما يُوجِب مابين السّواد والحُمرة اه " [2]

ترجمہ: "صرف کتم سرخی مائل سیاہ رنگ لاتا ہے اور حنا سرخ رنگ لاتی ہے پس دونوں کا مجموعہ سرخی و سیاہی کے درمیان رنگ کو ظاہر کرے گا"

جیسا کہ جزری نے فرمایا ہے

" فَذخِرب الحناء والكَتَمُ جميعًا فهم يسوّد بل يغيّر صُفرةُ الحناء وخُمرتُهُ الى الخُضرة ونحوها فقط من غير ان يَبْلُغ الى السّواد كذا

---

[1] المغرب، باب الكاف مع التاء الفوقانية ج ۲ صفحه ۲۰۵

[2] مرقاة المفاتيح، باب الترجل، ج ۸ صفحه ۲۰۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

رأيناه وشاهدناه " [1]

ترجمہ "تحقیق حنا اور کتم کو ملا کر تجربہ کیا گیا پس (خالص) سیاہ رنگ ظاہر نہ ہوا بلکہ حنا کی زردی اور سرخی سبز اور اس سے ملتے جلتے رنگ سے بدل گئی فقط سیاہ ہونے تک نہیں پہنچی اسی طرح ہم نے دیکھا اور مشاہدہ کیا"

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ان دونوں کو مخلوط کرنے کی مختلف شکلیں ہیں۔

اگر کتم غالب ہو یا حنا کے برابر ہو تو سیاہ رنگ ظاہر ہوتا ہے ورنہ سرخ رنگ۔ [2]

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ جب صاحب مغرب اور عسقلانی کی تصریح سے یہ معلوم ہو گیا کہ کتم صرف سرخی آمیز رنگ ہی دیتا ہے تو حنا کے ساتھ اس کی جتنی بھی مقدار مخلوط ہو لامحالہ اس کی شراب کی سی رنگت باقی نہ رہے گی۔ بلکہ گہری سرخی مائل رنگت ظاہر ہوگی۔

اور بر تقدیر تسلیم جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی داڑھی کی رنگت کا سرخ ہونا ثابت ہے تو لامحالہ مخلوط ہونے کی صورت میں دونوں (حنا اور کتم) کی اتنی مقدار ہی مراد لی جائیگی جس سے خالص سیاہ رنگ نہ آتا ہو۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان ذی النورین وحضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا سیاہ خضاب کرنا جہاد کی وجہ سے تھا۔ [3]

یہ ہے وہ خلاصہ بحث جو کابر علماء کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے۔

باقی کتم چونکہ محققین کی تحقیق کی رو سے برگ نیل سے الگ مستقل بوٹی ہے جو ان (دیار ہند

---

[1] مرقاة المفاتيح، باب الترجل، ج ۸ صفحہ ۳۰۲

[2] قلت الظاهر أن المخلوط يختلف في غلبة الكتم سوداً وكذا عكسه (مرقاة، باب الترجل، ج ۸ صفحہ ۳۰۲)

[3] ولعل ما روي أن عثمان والحسن والحسين رضي الله تعالى عنهم خضبوا لحاهم بالسواد كان لمهابة لا للزينة (مرقاة ج ۸ ص ۳۰۳، شرح شرعة الاسلام ص ۱۵۵)

وفي بريقة محمودية شرح طريقة محمدية وما روي من خضب عثمان والحسن والحسين وعقبة بن عامر وابن سيرين بالسواد محمول على الغزو (ج ۴ ص ۵۳ ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وپنجاب) علاقوں میں نہیں پائی جاتی، اس لئے اس کے رنگ کا تجربہ انفراداً واجتماعاً (حنا کے ساتھ) نہیں کیا جاسکا۔

ہاں جو خضاب ان علاقوں میں رائج ومعروف ہے وہ برگ نیل اور حنا کا ہے اور اکیلے برگِ نیل کی رنگت خالص سیاہی کا باعث نہیں بنتی بلکہ (سرخ سبزی مائل ہوتی ہے) اور حنا کے ساتھ اس کے ملانے کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ پہلے مہندی سے بالوں کو رنگا جائے اس کے بعد برگ نیل لگایا جائے، اس طریقے سے بالکل سیاہ رنگ ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ایک چوتھائی مقدار حنا اور تین چوتھائی مقدار برگ نیل کو باریک پیس کر آب دوغ (لسی، چھاچھ) میں مخلوط کردیا جائے، پھر اس کو دھوپ دی جائے اور پھر کچھ دیر کے بعد استعمال کیا جائے۔

اس طریقے سے بھی سیاہی اگرچہ آتی ہے، اور بظاہر نظر میں عارضی (مصنوعی) رنگ ہونا نمایاں ہوتا ہے نہ کہ اصلی سیاہ رنگ کے مشابہ اور اس کے لگانے کے بعد جتنا وقت گزرتا جائے گا اس کا رنگ گہرا سرخ ہوتا جائے گا۔

اور جن حضرات کو ان دونوں چیزوں کے مخلوط کرنے سے سیاہ رنگ پیدا ہونے پر ہی اصرار ہے، ان کو مذکورہ اعتراض سے بچنے کے لئے تکلف کرنا پڑا اور یہ تاویل کرتے ہیں کہ حدیث میں حنا اور کتم دونوں کا ذکر اختیار کے لئے کیا ہے (کہ دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلے) اور دونوں کے درمیان واؤ بمعنی "او" ہے اور واؤ بکثرت "او" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جزری نے نہایہ میں فرمایا ہے:

"لعلّ الحدیث بالحناء أو الکتم علی التخییر" ۱

اور شرح شرعۃ الاسلام میں مظہر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حنا اور کتم میں سے ہر ایک کو علیحدہ استعمال کیا جاتا ہے اس لئے کہ اگر دونوں کو مخلوط کردیا جائے یا پہلے حنا کا اور پھر کتم کا خضاب کیا

---

۱ النهاية في غريب الأثر، باب الكاف مع التاء، جزء ۴ صفحة ۲۵۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

جائے گا تو سیاہ رنگ نکلے گا۔ ۱

یہ توجیہ قطع نظر اس سے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے کیونکہ ظاہری الفاظ حنا اور کتم کے اجتماع کو مقتضی ہیں۔

اور نیز مختلف روایت اور ان کے متعدد طرق میں تمام جگہ واؤ ہی آیا ہے نہ کہ "او"۔ ۲

صحیح مسلم کی اس حدیث کی وجہ سے مخدوش بھی ہے:

"اختضب أبو بكرٍ بالحناء والكتم وعمرُ بالحناء بحتًا" ۳

ترجمہ: "ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حنا اور کتم کا خضاب کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے صرف حنا کا"

کیونکہ یہ حدیث صراحۃً اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حنا اور کتم کو جمع کیا۔

پس اس روایت کی رو سے انفراداً ایک چیز کے استعمال کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ ۴

مسئلہ ۷۸ عورتوں کو ہاتھ پاؤں اور ناخنوں پر خضاب (مہندی) لگانا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں تماثیل وتصاویر نہ ہوں، مردوں اور بچوں کے لئے مکروہ ہے۔ ۵

---

۱ قال الخطابي إن كل واحد من الحناء والكتم يستعمل على الانفراد لأنه لو خلط وخضب بالحناء ثم بالكتم يكون لونه أسود وهو منهي في تغيير الشيب كذا في المظهر (شرح شرعة الإسلام ص ۴۹۵)

۲ ويشبه أن يراد به استعمال الكتم مفردا عن الحناء فإن الحناء إذا خضب به مع الكتم جاء أسود وقد صح النهي عن السواد ولعل الحديث بالحناء أو بالكتم على التخيير ولكن الروايات على اختلافها بالحناء والكتم (النهاية في غريب الأثر لابن الأثير، باب الكاف مع التاء ج ۴ ص ۲۵۹)

۳ مسلم، باب شيبه ﷺ حديث نمبر ۴۳۲۰

۴ قاله الملكي على ما صرح الحنفي في شرح الشمائل
وايضاً في المرقاة ج۸ ص ۳۰۳

۵ نقش ونگار والی مہندی لگانا
آجکل بعض خواتین، ناخنوں کی تصویریں اور پشت پر مہندی سے نقش ونگار، اور مختلف طرح کے ڈیزائن بناتی ہیں، شرعاً یہ بھی جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔
البتہ ایسا کرنے میں حد سے زیادہ [illegible] کا اہتمام بھی ہونا چاہئے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرح الاسلام میں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کون مہندی کا استعمال

[illegible] مہندی اور مسی [illegible] مستحب ہوتے ہیں ان کا استعمال بھی خواتین کے لئے شرعاً درست ہے، بشرطیکہ اس کے استعمال میں کوئی اور خرابی نہ ہو۔

کہنیوں تک نقش و نگار؟

آج کل بعض خواتین مہندی سے [illegible] ہاتھوں کے علاوہ [illegible] نقش و نگار [illegible] میں تو یہ عمل بھی [illegible] شریعت نے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] فاسق فاجر خواتین [illegible] شریعت خواتین کو ان کی مشابہت سے بچنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔

[illegible] کی حفاظت کا اہتمام بھی خواتین کو کرنا چاہئے۔

[illegible] ضروری ہے۔

شادی کے موقع پر مہندی لگانے کی رسم

[illegible] مستحب ہے [illegible] شادی کے موقع پر [illegible] درست بلکہ مستحب ہے، مگر شادی کے موقع پر آج کل مہندی [illegible] معاشرے میں رائج ہے [illegible] ضروری ہے۔

رسم مہندی میں رائج خرابیاں

(۱) سب سے پہلی خرابی تو یہ ہے [illegible] مہندی کا [illegible] ضروری سمجھا جاتا ہے [illegible] شادی [illegible] مستقل [illegible] شادی کا [illegible] مستحب [illegible] مہندی کا [illegible] مستحب [illegible] شریعت [illegible] کسی مخصوص طریقے کو لازم سمجھ لینا بھی شرعاً گناہ ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

"الحناء سنة للنساء، ويكره لغيرهن" [۱]

ترجمہ: "حنا عورتوں کے لئے سنت ہے اور ان کے غیر کے لئے مکروہ ہے"

بزازیہ میں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور مہندی سے مرد بھی ہاتھ پیر رنگتے ہیں، [illegible] شادی کے موقع پر ساتھ مہندی لگاتے ہیں [illegible] واضح رہے۔

(۲) مہندی کی رسم [illegible] میں یہ بھی لازم سمجھا جاتا ہے کہ مہندی لگانے [illegible] رشتہ دار خواتین بھی [illegible] میں [illegible] گناہ ہے۔

(۳) مہندی لگانے کے موقع پر بہت ساری [illegible] جمع ہو جاتی ہیں جن میں [illegible] عورتیں [illegible] اور [illegible] موقع میں [illegible] گناہ [illegible] ساتھ ہی گناہوں کا [illegible] ہیں۔

(۴) بعض جگہ اس موقع پر مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع بھی ہوتا ہے جو کہ [illegible] گناہ ہے اور [illegible] غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

(۵) بعض اوقات اس موقع پر [illegible] بھی کی جاتی ہے [illegible] گناہ ہوتا ہے [illegible] کا سبب بھی بنتی ہے۔

(۶) بعض علاقوں میں اس موقع پر [illegible] اور [illegible] کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، جس کا حرام اور گناہ ہونا واضح ہے۔

(۷) بعض جگہ اس موقع پر [illegible] کا بھی اہتمام ہوتا ہے [illegible] جاتے ہیں، یہ بھی حرام اور سخت گناہ ہے۔

(۸) بعض علاقوں میں مہندی کی [illegible] رنگ کا [illegible] میں پہنا دیتے ہیں جو کہ [illegible] گناہ ہے۔

(۹) سب سے بڑھ کر [illegible] کہ مہندی کا [illegible] اللہ [illegible] سے بچنا ضروری ہے۔

یہ چند ایک خرابیاں ہیں جو سرسری ذہن میں آتی ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ ہم سب کی ہر قسم کے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین

("خواتین کی زیب وزینت کے شرعی احکام")

[۱] مرقاة المفاتيح، باب الترجل، ج۸ص ۲۹۹

شرعة الاسلام ص ۳۰۱ الفصل السابع والثلاثون من افعال الزينة وشرح شرعة الاسلام ص ۳۰۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

" لها ان تخضب يديها ورجليها للتزيين خضابا بلا تمثيل " [۱]

ترجمہ: "عورتوں کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ پاؤں پر زینت کی غرض سے خضاب کریں بغیر تصویر کے"

اور ظہیریہ میں ہے

" ولاينبغي للصغير ان يختضب يده اورجله " [۲]

ترجمہ: "بچے کے حق میں جائز نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں پر خضاب کیا جائے"

اس کراہت کی علت تزئین ہے جو عورتوں کے لئے جائز ہے اور مردوں کے لئے ان کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ [۳]

اور بظاہر بچوں کے حق میں کراہت کا حکم ان کے ولی، (سرپرست، والدین وغیرہ) کے لئے ہے۔ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے کہ مردوں کا یہ عذر کہ ہم تو نہیں چاہتے لیکن مائیں بچوں کو (ہاتھ پاؤں میں مہندی) لگا دیتی ہیں معتبر نہیں۔ [۴]

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ " [۵]

ترجمہ: "مرد عورتوں پر حاکم ونگہبان ہیں"

اور نہی عن المنکر فرض ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں آیت "وماؤیٰکُمُ النَّارُ" کے ذیل میں لکھا ہے:

"عن مكحول قال من اخلاق قوم لوط تضبيغ الاصابع بالحناء " [۶]

---

[۱] بزازیه على هامش الهنديه ج ۶ ص ۳۵۵ في نوع من كتاب الاستحسان
[۲] في الهندية ولاينبغي ان يخضب يدى الصبي الذكر ورجله الا عند الحاجة ج ۵ ص ۳۵۹
[۳] كذا في كنز العباد
[۴] ولايخضب ايدى الذكور وارجلهم بالحناء ولايفيد في دفع الاثم قوله امهم فعلت وانا غير راض به لان الرجال قوامون على النساء (بريقه محموديه في شرح طريقه محمديه ج ۴ ص ۵۰)
[۵] سورة نساء آيت نمبر ۳۴
[۶] قال مكحول في هذه الامة عشرة من اخلاق قوم لوط مضغ العلك وتطريف الاصابع بالحناء الخ (تفسير القرطبي، جزء ۱۳، صفحة ۳۴۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ: ”مکحول (تابعی) سے مروی ہے کہ قوم لوط کی عادات میں سے انگلیوں کو حنا کے ساتھ رنگنا (بھی) تھا“

سنن ابی داود میں مروی ہے کہ ایک عورت نے ہاتھ میں خط لئے ہوئے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا گیا تھا) پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھایا۔

نبی علیہ السلام نے اس کے ہاتھ سے خط نہیں لیا اور فرمایا

میں کیا جانوں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا

جواب ملا کہ عورت کا ہاتھ ہے تو آپ نے فرمایا

”اگر عورت ہوتی تو عورتوں کے طریقہ کی رعایت کرتی اپنے ناخنوں کو رنگ حنا سے متغیر کرتی“ ۱

اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ناخنوں کو حنا سے رنگنا عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے پس مردوں کو ان کے ساتھ مشابہت کرنا مکروہ ہے۔ البتہ دوا اور علاج کے طور پر جائز ہے۔

محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ میں فرمایا ہے کہ مرد کو ہاتھ پاؤں میں حنا کا استعمال عذر کی صورت میں جائز ہے (مثلاً بعض لوگ ہاتھ پاؤں میں جلن ہونے کی صورت میں بطور علاج کے لگاتے ہیں، مترجم) بلا عذر مکروہ ہے۔ ۲

مسئلہ ۷۹ چہرے کو سرخ کرنا (میک اپ کرنا) اور بالوں کو خضاب لگانا بے شوہر والی عورت کو اور اسی طرح شوہر والی کو بلا اجازت شوہر حرام ہے اور ان کے غیر کے لئے حرام نہیں ہے۔ ۳

---

۱ عن عائشة رضي الله عنها قالت أومت امرأة من وراء ستر بيدها كتاب إلى رسول الله ﷺ فقبض النبي ﷺ يده فقال ما أدري أيد رجل أم يد امرأة قالت بل امرأة قال لو كنت امرأة لغيرت أظفارك يعني بالحناء (سنن أبي داود حديث نمبر ۴۱۶۶ كتاب الترجل باب الخضاب للنساء)

۲ وفي شرح شرعة الإسلام والحناء سنة للنساء ويكره لغيرهن من الرجال إلا أن يكون لعذر (ص ۳۰۲)

۳ كذا في الأشعة اللمعات ونظيره في وصل الأشعار في مرقاة شرح المشكوة وأما شعر من غير الآدمي فإن لم يكن لها زوج ولا سيد فحرام أيضا وإن كان فثلاثة أوجه أصحها إن فعله بإذن الزوج والسيد جاز ج۸ ص ۲۹۵

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسئلہ ۸۰ اور "ترغیب الصلوۃ" میں منتقی سے نقل کیا ہے کہ دانتوں کو رنگین کرنا مردوں، عورتوں دونوں کو جائز نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

بلکہ یہ حکم بصورت فتنہ ہے کہ عورت مخصوص [illegible] زیب و زینت میک اپ وغیرہ میں [illegible] تکلف و تشبہ کرے اور زینت [illegible] گھر میں رہتے ہوئے [illegible] بقدر ضرورت زینت کرنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔

احسن الفتاویٰ میں اس سوال کے جواب میں کہ عورت کا اپنے محارم کے سامنے زیب و زینت [illegible] کا کیا حکم ہے؟ لکھا ہے

"[illegible] قلوب میں [illegible] (بلکہ [illegible] وغیرہ بھی) کی عادت سے [illegible] بچی [illegible] اپنی [illegible] شوہر [illegible] نہیں" (احسن الفتاوی ج۸ ص۶۸ کتاب الحظر والاباحۃ)

اسی طرح ایک اور سوال کے جواب میں [illegible] مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے

"[illegible] شادی شدہ عورت [illegible] زینت [illegible] نہیں" (احسن الفتاوی ج۸ ص۷۶)

اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] احتیاط [illegible] کی رعایت کرتے ہوئے [illegible] زینت [illegible] ہے۔

پلکوں پر رنگ لگانا:

[illegible] خواتین خوبصورتی [illegible] پلکوں [illegible] رنگ [illegible] لگاتی ہیں [illegible] شرعی [illegible] محض زینت [illegible] وضو [illegible] پانی [illegible] ہے۔

[illegible] اس رنگ [illegible] مقصود [illegible] حسن [illegible] مقصود ہوتو [illegible] جائز نہیں۔

اور اگر رنگ [illegible] تہہ جم جاتی ہے اور پانی [illegible] تک نہیں پہنچتا تو [illegible] وضو [illegible] غسل [illegible] ضروری ہے [illegible] وضو غسل نہ ہونے کی صورت میں نماز بھی درست نہ ہوگی۔

لہٰذا [illegible] خواتین [illegible] پرہیز کرنا چاہئے۔

("خواتین کی زیب وزینت کے شرعی احکام")

toobaa-elibrary.blogspot.com

اشکال : جن احادیث میں بڑھاپے کو تبدیل کرنے اور اہل کتاب کی مخالفت کرنے کی تلقین ہے وہ مطلقاً خضاب کرنے پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے یہ حدیث بھی ہے

" انَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصارى لَايَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ " [1]

ترجمہ: ''تحقیق یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو''

اور اس معنیٰ کی دیگر احادیث بھی جیسا کہ پیچھے گزر چکی ہیں۔

ان کی وجہ سے بہت سے جلیل القدر صحابہ جیسے حضرت عثمان اور حضرات حسنین وغیرہ رضی اللہ عنہم خضاب فرماتے تھے۔

لیکن وہ احادیث جو بڑھاپے کی سفیدی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں وہ ان احادیث کے معارض و مخالف ہیں۔

جیسے ترمذی و ابن ماجہ میں کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

" مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِى الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ " [2]

ترجمہ: ''جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو اس کا بڑھاپا اور بالوں کی سفیدی اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا''

اور طبرانی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

" انَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ تَغْيِيْرَ الشَّيْبِ " [3]

ترجمہ: ''تحقیق نبی علیہ السلام بڑھاپے کو تبدیل کرنے کو ناپسند فرماتے تھے''

اس لئے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خضاب نہ کرتے تھے، جیسے حضرت علی مرتضیٰ، سلمہ بن اکوع، ابی بن کعب وغیرہ رضی اللہ عنہم، پس ان دونوں قسم کی روایت میں تطبیق کس طرح ہوگی؟

---

[1] بخاری، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر ۳۴۶۲ واللفظ لہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد

[2] ترمذی، باب ما جاء فی فضل من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ، حدیث نمبر ۱۶۳۴ واللفظ لہ، نسائی، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبۃ

[3] ھذا الحدیث منقول فی المستدرک علی الصحیحین للحاکم، حدیث نمبر [illegible]، بھذہ الالفاظ "ان نبی اللہ ﷺ کان یکرہ عشرۃ خصال الصفرۃ یعنی الخلوق وتغییر الشیب الخ"

toobaa-elibrary.blogspot.com

حل اشکال بعض علماء کے نزدیک خضاب کرنے کا حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کو بالوں کی سفیدی انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہو اور جن لوگوں کی اس سے کم درجہ کی سفیدی ہو ان کے لئے اس کے برعکس حکم فرمایا (بڑھاپے کے بالوں کی سفیدی متغیر کرنے کو ان کے حق میں ناپسند فرمایا)

ملا علی قاری نے شرح شمائل میں فرمایا ہے کہ ظاہر حدیث علی الاطلاق خضاب کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

جس کی دلیل اہل کتاب کی مخالفت پر ابھارنا ہے مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی علاقے والوں کی عام عادت ترک خضاب کی ہو جائے تو اس کا ترک اولیٰ ہے ورنہ نہیں۔

اور مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کی نہی ان لوگوں کے حق میں ہے جن کے بال دو رنگوں والے ہوں (یعنی کچھ کالے، کچھ سفید) تاکہ اہل نفاق کے ساتھ صوری مشابہت نہ ہو (کیونکہ یہ دورنگی صورت ہے اور اہل نفاق میں حقیقی معنوں میں دورنگی اور دوغلا پن پایا جاتا ہے) اور اگر تمام بال یک رنگ سفید ہوں تو تغیر کی حاجت نہیں۔ [1]

اور یہ بھی احتمال ہے کہ بڑھاپے کو متغیر کرنے کا یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہو جو حالت کفر میں بوڑھے ہوئے ہوں تاکہ اسلام (قبول کرنے) کے بعد وہ قوی معلوم ہوں۔ [2]

اس پر حضرت ابوقحافہ کا واقعہ دلالت کرتا ہے کہ ان کی داڑھی نہایت سفید تھی اور نبی علیہ السلام نے صرف اسلام قبول کرنے کے بعد انہیں خضاب لگانے کا حکم فرمایا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ خضاب کا حکم مجاہدین کے ساتھ مخصوص ہو دشمنوں پر ہیبت طاری کرنے اور قوت ظاہر کرنے کے لئے۔ [3]

---

۱ قال بعض العلماء يحتمل ان يكون النهي عنه بالحالة التي يختلط الشعر الابيض فيها بالاسود لما في اختلاف اللونين من قبح التضاد ومشابهة الموافقة باهل النفاق فاما اذا ابيض كله وصار اللون واحدا فلا يغير (مرقاة ج۸ص۳۰۶باب الترجل)

۲ واحتمال ان يكون تغيير الشيب يختص بمن شاب في الكفر ثم اسلم ليشب في الاسلام بعد التغيير (مرقاة ج۸ص۳۰۶باب الترجل)

۳ واحتمال ان يكون مختصا باهل الجهاد اظهار الهيبة وترهيب للعدو (مرقاة ج۸ص۳۰۷باب الترجل)

toobaa-elibrary.blogspot.com

راقم الحروف (مصنف) کہتا ہے کہ یہ احتمالات بعیدہ ہیں، اس لئے کہ خضاب مطلقاً جائز ہے اگرچہ حالت جہاد نہ بھی ہو۔

البتہ سیاہ خضاب مجاہدین کے ساتھ مخصوص ہے (کما سبق)

اشکال جب آنحضرت علیہ السلام نے بڑھاپے کو نور فرمایا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعتقاد پر اس کو وقار سے تعبیر فرمایا تو پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟

"مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِالشَّيْبِ" [1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو بڑھاپے کا عیب نہیں لگایا"

جو متعدد روایات میں آیا ہے؟

حل اشکال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خضاب اور بڑھاپے کی سفیدی کو متغیر کرنے کے متعلق تائید انہوں نے سنی اور شاید نفس شیب والی احادیث انہوں نے نہ سنی ہوں گی اس لئے عدم تغیر کو معیوب سمجھا۔

یا بڑھاپے کو متغیر کرنے کے متعلق احادیث کو سفیدی و بڑھاپے کا نور قرار دینے والی احادیث کے لئے ناسخ سمجھا۔ [2]

مسئلہ ۸۱ خضاب زرد بہتر ہے خضاب حناء و کتم سے اور حناء و کتم سے مرکب خضاب بہتر ہے تنہا حنا کے خضاب سے۔

سنن ابی داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ

---

[1] مسند احمد، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر ۱۳۱۶۹

[2] کذا فی المدارج نقلا عن المواهب

وفي المرقاة وأما قول ابن حجر رواية انس لم يخضب بناء على علمه فبعيد جدا فانه خادمه الملازم له بحيث لا يخفى (ج۸ ص۳۰۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فقال هذا احسن من هذا الأول و مر عليه رجل قد خضب بصفرة فقال هذا احسن من هذا كله "[1]

ترجمہ: ''نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص کا گذر ہوا جس نے حنا کا خضاب کیا تھا آپ نے تصویب و تعریف فرمائی، دوسرا گزرا جس نے حنا و کتم سے مرکب خضاب کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا خضاب اس (پہلے سے) سے بھی اچھا ہے پھر ایک اور صاحب گزرے جس نے زرد خضاب کیا تھا تو آپ نے اس کی تحسین فرماتے ہوئے پہلے دونوں پر اس کے خضاب کو ترجیح دی'' [2]

---

[1] ابوداؤد میں تو یہ حدیث کسی قدر مختصر، دوسری کتب میں مندرجہ ذیل مقامات پر یہ حدیث موجود ہے
مشکل الآثار للطحاوی، باب قد خضب بالحناء والکتم، حدیث نمبر ۳۱۲۵، مصنف ابن ابی شیبة ج۳ ص ۲۰
وایضا فی المرقاۃ ج۸ ص ۳۰۵

[2] خضاب کے متعلق مختلف صورتیں، مختلف حالات کے اعتبار سے احادیث میں چونکہ تفصیل ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاہ رنگ کے سوا دوسرے رنگوں کا خضاب علماء مجتہدین کے نزدیک جائز بلکہ مستحب ہے، اور سرخ خضاب مہندی وغیرہ کا [illegible] جس میں [illegible] مسنون ہے، اور جو خضاب خالص سیاہ ہو اس کی تین صورتیں ہیں، ایک بالاتفاق جائز ہے، ایک بالاتفاق ناجائز اور ایک میں اختلاف ہے، [illegible] ایک یہ کہ [illegible] پہلی صورت (جو بالاتفاق جائز ہے) یہ ہے کہ سیاہ خضاب کوئی مجاہد غازی بوقت جہاد لگائے تاکہ دشمنوں پر رعب طاری ہو، دوسری صورت (جو بالاتفاق ناجائز ہے) یہ ہے کہ کوئی دھوکہ دینے کی غرض سے سیاہ خضاب [illegible] عورت کو یا عورت مرد کو دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے [illegible] اور تیسری صورت یہ ہے کہ محض زینت کے لئے سیاہ خضاب کرے تاکہ اپنی بیوی کو خوش رکھے، [illegible] اس صورت کو مکروہ فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف اور بعض مشائخ جائز قرار دیتے ہیں (تکملہ فتح الملہم ج ۴ ص ۱۰ [illegible] ج۹ ص ۳۴۷، [illegible] طریق اسد یحیل الخضاب بالسواد [illegible] ج۶ ص ۳۵۰)

فصل دوم

﴿ چناں نئہ جفتہ ﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق بحث

جمہور محدثین کا یہ قول ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود خضاب استعمال نہیں فرمایا۔ [1]

بدلیل حدیث صحیحین وغیرہ جو متعدد طرق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

" ان النبی ﷺ لم یخضب ولم یبلغ شیبۃ الی الخضاب " [2]

ترجمہ: " بے شک نبی علیہ السلام نے خضاب نہیں لگایا اور نہ آپ کے بالوں کی سفیدی خضاب لگانے کی حد تک پہنچی تھی "

اور بدلیل حدیث مسلم جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے:

" لم یختضب رسول اللہ ﷺ انما کان البیاض فی عنفقتہ وفی الصدغین وفی الرأس نبذ " [3]

ترجمہ: " پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والتسلیمات نے خضاب نہیں کیا اور آپ کی سپیدی صرف ریش بچہ، صدغین (کنپٹی کے بال) اور کچھ معدودے چند سر کے بالوں میں تھی "

نیز یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کے سفید بال اس قدر کم تھے، کہ تیل لگانے سے معلوم ہی نہ ہوتے تھے۔

---

[1] والاصح انہ علیہ الصلاۃ والسلام لم یفعلہ لانہ لم یحتج الیہ لانہ توفی ولم یبلغ شیبہ عشرین شعرۃ فی رأسہ ولحیتہ بل کان سبع عشر کما فی البخاری وغیرہ (شامی ج۶ ص ۴۲۲، کتاب الحظر والاباحۃ)

[2] ھذا الحدیث مروی فی المسلم بھذا اللفظ سئل انس بن مالک ھل کان رسول اللہ ﷺ خضب؟ فقال لم یبلغ الخضاب کان فی لحیتہ شعرات بیض (مسلم، باب شیبہ ﷺ حدیث نمبر ۴۳۱۸)

[3] مسلم، باب شیبہ ﷺ حدیث نمبر ۴۳۲۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور کہا گیا ہے کہ بیس تک بھی نہ پہنچے تھے، اور بعض نے سترہ یا اٹھارہ شمار کئے ہیں۔ ۱

اور بعض محدثین نے اور بعض فقہاء نے نبی علیہ السلام کے خضاب کرنے کو ترجیح دی ہے۔

وقد ثبت انه ﷺ خضب فصار الى دفعه بان مراد انس انه لم يكن في شعره ما يحتاج الى الخضاب وهو لا ينافي الخضاب الثابت عن ابن عمر في الصحيحين انه قال رأيت النبي ﷺ يصبغ بالصفرة ۲

جس کی دلیل صحیحین وابوداؤد ونسائی کی وہ حدیث ہے جو عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ

"يصفر لحيته بالورس والزعفران" ۳

ترجمہ: "نبی علیہ السلام ریش مبارک کو زرد خضاب کرتے تھے ورس (یعنی ایک قسم کی گھاس) سے اور زعفران سے"

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے صحیحین میں مروی ہے۔

"رأيت النبي ﷺ يصبغ بالصفرة" ۴

ترجمہ: "میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ زرد خضاب فرماتے تھے"

اور اسی طرح ابورمثہ سے مروی ترمذی کی یہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے

---

۱ وكان اذا ادهن لم يتبين فاذا لم يدهن تبين، مرقاة المفاتيح ج۹ ص ۳۰۵،
وفي الشامية لانه توفي ولم يبلغ شيبه عشرين شعرة في رأسه ولحيته بل كان سبع عشرة كما في البخاري وغيره (ج۶ ص ۴۲۲)

۲ وحاصل الجمع انه ﷺ صبغ تلك الشعرات القليلة في حين من الاوقات وتركه في معظم الاوقات فاخبر كل بما رأى وكلاهما صادقان ويمكن ان يقال في نفي الصبغ اراد نفيه لصفة الدوام ولاغلبية ومن اثبته اراد ثباته على سبيل الندرة، مرقاة ج۹ ص ۳۰۵،

۳ وجد في النسائي بهذا اللفظ

ان ابن عمر يصفر لحيته بالخلوق فقيل يا ابا عبد الرحمن انك تصفر لحيتك بالخلوق؟ قال اني رأيت رسول الله ﷺ يصفر بها لحيته (نسائي، باب الخضاب بالصفرة، حديث نمبر ۴۹۹۸)

۴ وجد في الموطا بهذا اللفظ "اما الصفرة فاني رأيت رسول الله ﷺ يصبغ بها" باب العمل في الاهلال حديث نمبر ۶۳۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

" رأیتُ الشَّیبَ احمر"[1]

ترجمہ: "میں نے (آپ کے) سفید بالوں کو سرخ (خضاب کیا ہوا) دیکھا"

اور حاکم نے اس حدیث کو بایں الفاظ نقل کیا ہے

" وشیبتہٗ احمرُ مخضوبٌ بالحنّاء" [2]

ترجمہ: "ان کے بڑھاپے کی سفیدی حنا سے خضاب کی ہوئی سرخ تھی"

اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ابو رمثہ سے روایت کی ہے

" کان رسُولُ اللہ ﷺ یخضب بالحناء والکتم " [3]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنا اور کتم سے خضاب فرماتے"

اور عثمان بن عبد اللہ بن موہب رضی اللہ عنہ سے بخاری میں منقول ہے

" دخلتُ علی اُمّ سلمۃ رضی اللہ عنہا فاخرجت شعرًا من شعر رسُولِ اللہ ﷺ مخضوبًا " [4]

ترجمہ: "میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے نبی علیہ السلام کے بالوں میں سے ایک بال نکالا جو خضاب شدہ تھا"

اور نیز شمائل ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

" رأیتُ شعر رسُولِ اللہ ﷺ مخضوبًا" [5]

ترجمہ: "میں نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک خضاب کئے ہوئے دیکھے"

اور بظاہر نبی علیہ السلام کے خضاب کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں منقول یہ روایات آپس میں متعارض ہیں۔

---

[1] مسند احمد، باب حدیث ابی رمثۃ عن النبی ﷺ حدیث نمبر ٢٩٠٦

[2] مستدرک علی الصحیحین للحاکم، باب ذکر خضاب سید المرسلین ﷺ حدیث نمبر ٦١٩٨

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی باب یخضب بالحناء والکتم، حدیث نمبر ١٩٠ وکذا فی جمع الوسائل

[4] بخاری، باب ما یذکر فی الشیب ، حدیث نمبر ٥٣٣٥

[5] الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ما جاء فی شعر رسول اللہ ﷺ ، حدیث نمبر ٣٨

toobaa-elibrary.blogspot.com

خضاب کے مانعین اس تعارض کا دفعیہ یوں کرتے ہیں کہ "شَيْبَةٌ اَحْمَرُ" سے مراد یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بال مبارک بذاتِ خود بڑھاپے کی وجہ سے سرخ ہوگئے تھے۔

چنانچہ (بسا اوقات) بال سفید ہونے سے پہلے سرخ ہوجاتے ہیں پھر سفید ہوتے ہیں۔

اور بعض روایت میں اس کے بعد جو "مخضوبٌ" کا لفظ بھی آیا ہے، وہ تشبیہ کے لئے ہے، یعنی یہ ذاتی سرخی خضاب کی طرح تھی۔

اور ورس و زعفران کے ساتھ داڑھی کو زرد کرنے سے مراد یہ ہے کہ نظافت کی غرض سے داڑھی کو ان خوشبودار چیزوں کے ساتھ دھوتے تھے، کیونکہ آپ خوشبو کو محبوب رکھتے تھے۔

اس استعمال سے بالوں کو رنگنا مقصود نہ تھا، جیسا کہ خضاب کے ثبوت کے قائلین نے گمان کیا ہے۔

اور نیز نبی علیہ السلام کبھی کبھی دفعِ حرارت اور صداع (سر درد کے علاج) کے لئے سرمبارک پر مہندی لگاتے تھے تو دیکھنے والوں نے جب نبی علیہ السلام کے بالوں کے رنگ کو متغیر دیکھا تو خضاب لگانے سے تعبیر کیا۔

اور اس امر کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ يَنْفُضُ رَأْسَهُ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَبِرَأْسِهِ رَدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ!

ترجمہ: "آپ علیہ السلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ اپنے سرمبارک کو غسل کرنے کے بعد جھاڑ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سرمبارک پر مہندی لگی ہوئی تھی"

مدارج السالکین میں عبدالوہاب متقی سے منقول ہے کہ یہ خضاب کی غرض سے نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ کے بال مبارک سیاہ تھے اور سیاہ بالوں کو خضاب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

بلکہ یہ مہندی لگانے سے مقصود صفائی اور بالوں کی پراگندگی کو دور کرنا تھا۔

اس غرض سے مہندی لگا کر جب بالوں کو دھو دیا گیا اور پانی سے صفائی حاصل کرلی گئی تو جو چند بال سفید ہوگئے تھے وہ مہندی کے رنگ سے رنگ گئے۔

الشمائل المحمدية للترمذي، باب ما جاء في شعر رسول الله ﷺ، حديث نمبر ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس جو خضاب شدہ بال تھے ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو خضاب کیا تھا۔

بلکہ حضرت ام سلمہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے تبرک کی غرض سے ان بالوں کو خوشبو میں بسایا تھا، جس کی وجہ سے یہ رنگین ہوگئے یا بالوں کو مضبوط و پائیدار کرنے کی غرض سے انہوں نے ان بالوں کو کوئی رنگ دیدیا۔

جس کی تائید دار قطنی میں منقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے

"لما مات النبیُّ صلّی اللہ علیه وسلّم خضب من کان عندہ شیئٌ من شعرہ لیکون ابقی" [1]

اور ملا علی قاری (ان متعارض روایات میں) تطبیق یوں کرتے ہیں کہ راوی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اس حالت میں دیکھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو تیل لگائے ہوئے تھے تو اس وقت وہ چند سفید بال سیاہ بالوں میں اوجھل ہوگئے تھے نظر نہ آتے تھے جس سے راوی یہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے۔

راقم الحروف (مؤلف کتاب) کہتا ہے کہ اس صورت میں تو سیاہ خضاب کا ہی احتمال ہوسکتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ خضاب استعمال کرنا کسی روایت میں ثابت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب کی ممانعت فرمائی ہے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

اور جو اہلِ علم آپ علیہ السلام کے خضاب کرنے کے قائل ہیں۔

وہ تطبیق روایت یوں کرتے ہیں کہ یہ اختلاف بسبب وقت اور زمانے کے اختلاف کے ہے یعنی خضاب کی نفی کرنے والوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب کیا ہوا نہیں دیکھا جیسا کہ عام عادت آپ علیہ السلام کی یہی رہی تو انہوں نے خضاب استعمال نہ کرنے کی خبر دی۔

اور خضاب کے ناقلین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو کسی وقت میں مخضوب (رنگا ہوا) دیکھا تو اس وقت کی خبر دی۔

[1] فتح الباری لابن حجر، باب صفۃ النبی ﷺ، جزء ۱۰ صفحہ ۳۵۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیونکہ بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے۔

پس ہر ایک نے اپنے مشاہدے کے وقت کی خبر دی اور ہر ایک اپنی خبر میں سچا اور حق بجانب ہے۔ ۱

رہا عسقلانی کا یہ نقل کرنا۔

"لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ"

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک خضاب کرنے کی حد تک پہنچے ہی نہ تھے (یعنی سفید نہ ہوئے تھے)"

اس سے خضاب کے استعمال کی نفی نہیں ہوتی کہ باوجود بالوں کا قابل خضاب نہ ہونے کے بھی آپ ﷺ نے خضاب استعمال فرمایا ہو۔

راقم الحروف (مؤلف کتاب) کہتا ہے کہ اس توجیہ سے حدیث "لم یخضب" کی تطبیق نہیں ہوتی (کیونکہ بعض روایت میں "لم یبلغ الخضاب" کی جگہ "لم یخضب" آیا ہے)

اور امام نووی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ مختار یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت خضاب استعمال فرمایا ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہے۔ اس روایت کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ ۲

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں عموماً سفیدی نہ ہونے کی وجہ عمر کے تقاضے کے مطابق نہ ہونے میں محدثین نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ عموماً عورتیں (طبعاً) بڑھاپے کو ناپسند کرتی ہیں اور جو کوئی نبی علیہ السلام کی کسی بھی حالت کو ناپسند کرے (خواہ طبعی ہی ہو) اس کا اسلام کیونکر باقی رہے گا (پس اس میں گویا کہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات، امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی رعایت اور ان پر شفقت بھی ملحوظ تھی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا ہے کہ بلاشبہ جوانی قوت و طاقت

۱ وحاصل الجمع انه ﷺ صبغ لتلك الشعرات القليلة في حين من الاوقات وتركه في معظم الاوقات فاخبر كل بما رأى وكلاهما صادقان ويمكن ان يقال في معنى لم يصبغ اراد نفيه لصفة الدوام ولاغلبية ومن اثبته اراد اثباته على سبيل الندرة (مرقاة ج ۹ ص ۳۰۵)

۲ وقال النووي والمختار انه ﷺ صبغ في وقت وتركه في معظم الاوقات فاخبر كل بما رأى وهو صادق وهذا التاويل كالمتعين فحديث ابن عمر في الصحيحين ولا يمكن تركه ولا تاويل له (حاشية شرح النووي على مسلم تحت حديث رقم ۴۳۳۱۸، كتاب الفضائل)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور رعب و ہیبت کے اعتبار سے دین کے دشمنوں کی نظر میں ایک کمال کی صفت و حالت ہے۔
اور اس کو دین کی تقویت اور اسلام کی شان و شوکت کے اظہار میں بھی دخل ہے بالخصوص دورِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کیونکہ اس وقت اللہ کے راستے میں جہاد اور کافروں کے ساتھ جنگ و قتال کی آئے دن نوبت آتی رہتی تھی۔
اس بناء پر خداوند قدوس کی حکمت بالغہ کا تقاضہ یہ ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھاپے کی حالت میں جو عجز و کمزوری کی صورت نظر آتی ہے اس سے متصف نہ فرمائیں۔
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خضاب لگانے کی ترغیب اور اجازت دینا بھی اسی غرض سے تھا کہ جوانوں کی سی حالت و صورت ہی باقی رہے۔
باقی کچھ گنے چنے بالوں کا سفید ہو جانا، خوف و خشیت کے غلبے کی وجہ سے تھا۔
جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (ترمذی حدیث نمبر ۳۲۱۹)
ترجمہ ''مجھے ان مذکورہ سورتوں نے بوڑھا کر دیا''
اور یہ اس حد تک سفیدی نہ تھی کہ شباب و جوانی کی حالت اور شکل و صورت میں خلل اور تبدیلی پیدا کر دے ورنہ ہی یہ بڑھاپے کی نورانیت اور وقار کے منافی حالت تھی (بلکہ اسی قدر قلیل سفیدی سے بڑھاپے کی نورانیت و وقار بھی حاصل ہو گیا)
اور ختم کرتے ہیں ہم اس رسالہ کو اللہ جل شانہٗ کی شکر گزاری کے ساتھ جو کہ بے راہ روی اور گمراہی سے بچانے والے ہیں اس نعمت پر کہ اس نے ہمیں یہ رسالہ لکھنے کی توفیق بخشی اور ہم درود بھیجتے ہیں، اس (ذات بابرکات نبی علیہ السلام) پر جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چنا، اور آپ ﷺ کے گھرانے پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو کہ بزرگی اور مرتبے والے ہیں فقط۔

ختم شد رسالہ حدائق النور۔

مترجم

تلمیذ محمد امجد حسین متخصص فی الفقہ دارالافتاء ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی محرم ۱۴۲۰ھ اپریل 1999ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ نمبر (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کی تعداد [1]

اس مسئلہ میں روایات میں بہت ہی اختلاف ہے۔

معروف، معتمد اور مرجح علماء کے نزدیک وہ ہے جو سنن ابی داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے، عمرۂ حدیبیہ، دوسرا جبکہ قریش نے آئندہ سال آپ ﷺ کے عمرہ کرنے پر اتفاق کیا، تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔"

یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بالفاظ مختلفہ نقل کی ہے۔

اور زرقانی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے۔

چنانچہ صحیحین، سنن ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ (تابعی) سے روایت ہے کہ:

"میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کئے؟

---

[1] ماخوذ از کتاب [illegible] میں حضور اکرم ﷺ کے عمروں کے موقع پر [illegible] (ص ۳۲)

پہلی بار میں جب عمرہ حدیبیہ کے لئے [illegible] آپ ﷺ [illegible] مطلب [illegible] مضمون آپ [illegible] حضرت شیخ [illegible] مضمون [illegible] آپ ﷺ [illegible] صاحب [illegible] نے فرمایا ہے (مترجم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا کہ "اور آپ ﷺ نے عمرے چار کئے۔" الحدیث

اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے کئے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے۔

پہلا "عمرۂ حدیبیہ": یہ سب سے پہلا عمرہ تھا جو ۶ھ میں ہوا، مگر مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام حدیبیہ میں آگے جانے سے روک دیا۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر قربانی کے اونٹ (بدنہ) نحر کئے (اور حلق بھی کیا، مترجم)

دوم "عمرۃ القضاء": جو اگلے سال ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے وہاں تین دن قیام فرمایا، اور عمرہ پورا کرکے واپس لوٹ آئے۔

سوم: وہ عمرہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔

چہارم: وہ عمرہ جو جعرانہ سے ادا فرمایا جبکہ آپ ﷺ حنین تشریف لے گئے تھے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے مکہ کی جانب واپس آئے پس جعرانہ سے عمرہ کیا۔

صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں ہوئے، سوائے اس عمرے کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ ادا فرمایا" الخ

اور اس روایت کے وہ روایت منافی نہیں جو صحیحین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے قبل ذوالقعدہ میں دو عمرے کئے"

کیونکہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ ایسے دو مستقل عمرے کئے جو پورے بھی ہوئے اور کوئی شک نہیں کہ وہ دو ہی تھے، کیونکہ عمرۂ قران مستقل نہیں تھا، اور عمرہ حدیبیہ پورا نہیں ہو سکا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روک دیا گیا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے۔'' الحدیث۔

یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کے درمیان کہ

''سب عمرے ذوالقعدہ میں ہوئے سوائے عمرۂ قران کے۔''

اور حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے اس قول کے درمیان کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر ذوالقعدہ میں''

کوئی تناقض نہیں، کیونکہ عمرہ قران کی ابتداء ذوالقعدہ میں ہوئی تھی، اور انتہاء ذوالحجہ میں اس وقت ہوئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج پورا ہوا۔

پس حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے ابتداء کی خبر دی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انتہا کی۔

لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے، ان میں سے ایک رجب میں ہوا''

یہ ان کا وہم ہے (رضی اللہ عنہ)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمرہ بھی کیا وہ (ابن عمر) اس موقع پر موجود تھے، مگر آپ ﷺ نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا''

باقی رہی وہ روایت جو دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ

''میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں عمرہ کے لئے نکلی، پس میں نے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے افطار کیا۔ آپ ﷺ نے نماز قصر کی اور میں نے پوری پڑھی، پس میں نے عرض کیا کہ:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے افطار کیا اور میں نے روزہ رکھا،

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ نے قصر کیا اور میں نے پوری نماز پڑھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! تو نے اچھا کیا۔"

پس یہ حدیث غلط ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رمضان میں عمرہ نہیں کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کی تعداد اور ان کا وقت دونوں طے شدہ چیز ہیں۔

اس سے اس حدیث کے جواب میں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں کبھی عمرہ نہیں کیا، اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

آپ ﷺ نے صرف ذوالقعدہ ہی میں عمرہ کیا ہے۔

ان کا یہ قول ابن ماجہ وغیرہ نے نقل کیا ہے، اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ کے عمرے چار سے زائد نہیں تھے۔

اب اگر رجب کا عمرہ بھی ہو تو پانچ اور اگر رمضان المبارک میں بھی کیا تو چھ ہو گئے، اور یہ کہنا کہ بعض عمرے رجب اور بعض رمضان میں اور بعض ذوالقعدہ میں ہوئے، خلاف واقعہ ہوگا، جبکہ واقعہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کے عمرے ذوالقعدہ ہی میں ہوئے۔

جیسا کہ حضرات انس، ابن عباس اور سیدہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا۔

امام مالک موطا میں نقل فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کئے ہیں، حدیبیہ والے سال، قضا والے سال، جعرانہ والے سال۔

علامہ باجی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کا تین عمرے بتانا ان کے اپنے مذہب کے موافق ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران ادا فرمایا تھا، وہ چار عمرے شمار کرتے ہیں"

مطلب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے حج والا عمرہ اسی لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ حج میں ہی داخل ہے۔

حاصل یہ کہ جو حضرات چار عمروں کے قائل ہیں وہ حدیبیہ والا عمرہ بھی شمار کرتے ہیں، کیونکہ اس میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

عمرہ کے بہت سے احکام مثلاً احرام، اشعار، خوشبو، میقات، لباس، احصار، فدیہ، ہدی، حلق، قصر اور نحر وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

علامہ باجی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے عمرہ کہنا اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ عمرہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تام سمجھا جائے، اگرچہ اس میں بیت اللہ شریف سے روک ہی دیا گیا ہو اور ایسے شخص پر قضا نہیں ہوتی جسے بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا ہو۔

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن التین فرماتے ہیں کہ لوگوں کا عمرۂ حدیبیہ کو شمار کرنا جس میں بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا تھا، اس کے کامل عمرہ ہونے کی دلیل ہے اور اس میں جمہور کے اس قول کی صحت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا ہو اس پر قضا واجب نہیں، اور یہ قول احناف کے خلاف ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ اس بحث کی تفصیل عمرۃ القضاء کے بیان میں آئے گی اور اسی طرح حضرات علماء نے عمروں کی فہرست میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمرہ بھی شامل کریں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج مبارک کے ساتھ تھا، اس لئے کہ قارن وہی ہوتا ہے جو حج وعمرہ اکٹھے ادا کرتا ہے، اور جو حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین عمرے بتلاتے ہیں، ممکن ہے کہ وہ حج والے عمرے کو اسی میں داخل اور تابع سمجھ کر شمار نہ کرتے ہوں، یا جعرانہ والے عمرے کو شمار نہ کرتے ہوں، کیونکہ وہ رات میں ہونے کی وجہ سے مخفی رہا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں بوقت صبح ایسے ہی موجود تھے گویا رات وہیں گزاری تھی، یا پھر حدیبیہ والے عمرے کو شمار نہ کرتے ہوں گے کہ وہ پورا ادا نہ ہو سکا تھا۔

اور جو حضرات کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو بار عمرہ کیا تو انہوں نے عمرۃ الحج کو (داخل حج) اور عمرۂ حدیبیہ کو نا تمام سمجھتے ہوئے شمار نہیں کیا، بلکہ صرف ان دو عمروں کو شمار کیا جو مستقل اور کامل واقع ہوئے، جیسا کہ حافظ ابن قیم کے کلام میں گزرا۔

اور ممکن ہے کہ انہوں نے حدیبیہ اور قضا والے عمروں کو شمار کیا ہو اور جعرانہ والا ان پر مخفی رہا ہو، البتہ یہ توجیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں درست نہ ہوگی کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو بار عمرہ کیا"

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیونکہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن پر رحم فرمائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمرہ بھی کیا، ان کی موجودگی میں کیا اور یہ کہ آپ ﷺ نے چار عمرے کیے الخ“

جیسا کہ لامع کے حاشیہ میں امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ کی روایت سے منقول ہے۔

پس ظاہر یہی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں صرف ان دو عمروں کو شمار کیا ہے جو مستقل طور پر پورے ادا کیے گئے، یعنی عمرۃ القضاء اور عمرہ جعرانہ۔

(ماخوذ از: حجۃ الوداع و عمرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ، مترجم مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ نمبر (۲)

مآخذ و مراجع اور مصنفین کا اجمالی تعارف

رسالہ ہدایۃ النور میں جن کتب کے حوالے اور عبارات دی گئی ہیں ان کا اور ان کے مصنفین کا اجمالی تعارف ملاحظہ ہو۔ بعض کتابیں جو غیر معروف ہیں یا ان کا حال معلوم نہ ہو سکا ان کے علاوہ تقریباً تمام قابل ذکر کتب کا تعارف شامل ہے۔ (مترجم)

(الف......)

(۱) التجنیس والمزید

صاحب ہدایہ ابوالحسن علی بن ابوبکر المعروف برہان الدین مرغینانی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ ولادت ۵۱۱ھ وفات ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ کو ہوئی۔

(۲) احیاء العلوم

حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی علیہ الرحمہ کی مشہور تصنیف ہے۔

دین کے احکام اور شریعت کے اسرار و حقائق پر نادر روزگار تصنیف ہے، امام موصوف جامع الکمالات امام وقت اور مجدد ملت تھے۔

صوفی، فقیہ، متکلم، حکیم و فلسفی سب کچھ تھے۔

وفات ۵۰۵ھ میں ہوئی۔

(۳)......خزانۃ الروایات

گجرات (ہند) کے ایک حنفی قاضی کا فروعات پر مشتمل مجموعہ ہے۔ (کشف الظنون ۱/۷۰۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴) خلاصۃ الفتاویٰ

شیخ طاہر بن احمد بخاری متوفی ۵۴۲ھ کی تالیف ہے۔
فقہ حنفی کے مسائل میں معتمد ومعتبر کتاب شمار ہوتی ہے۔

(۵)......السراج الوھاج

اس نام کی چار کتابوں کا تذکرہ صاحب کشف الظنون نے کیا ہے
ایک السراج الوھاج فی ازدواج المعراج حافظ شمس الدین دمشقی متوفی ۸۴۲ھ کی۔
دوسرا طوسی کی۔ سوم امام کمال الدین کاشانی متوفی ۷۳۰ھ کی جو کہ فارسی زبان میں
قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چہارم مختصر قدوری کی شرح ہے۔

یہاں یہی موخر الذکر مراد ہے، پورا نام اس کتاب کا "السراج الوهاج لكل طلب و محتاج"
ہے۔ مؤلف علامہ حدادی ابوبکر بن علی الزبیدی متوفی ۸۰۰ھ ہیں یہ کتاب آٹھ جلدوں میں تھی پھر خود
شارح موصوف نے اس کی تلخیص الجوہرۃ النیرۃ کے نام سے کی (کشف الظنون ج۲ ص۹۸۴)

(۶) الکافی

اس نام کی بہت سی کتابیں ہیں۔ چاروں فقہی مذاہب میں سے ہر مذہب کے مسائل وفروعات پر
اس نام سے کتاب موجود ہے جیسے:

الكافي في فروع الحنفيه، الكافي في فروع المالكيه، الكافي في فروع الشافعيه، الكافي في فروع الحنبليه

ان کے علاوہ خود مذہب حنفیہ میں شروحات اور کتابیں اس نام سے لکھی گئیں مثلاً الکافی شرح اصول
بزدوی، الکافی فی شرح الوافی، الکافی فی القراءات السبع، الکافی فی نحو وغیرہ۔ ان سب کتب کا
صاحب کشف الظنون نے تذکرہ کیا ہے۔

یہاں غالباً الکافی للحاکم الشہید حنفی متوفی ۳۳۴ھ مراد ہے، حاکم شہید نے یہ کتاب امام محمد کی کتابوں
کی جمع وترتیب اور تلخیص کے طور پر لکھی ہے۔

اس طرح اس کتاب میں امام محمد کی چھ کی چھ کتب اصول کا جو ظاہر الروایہ سے موسوم ہیں خلاصہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آ گیا، حاکم شہید کی دوسری کتاب المنتقی ہے جو فقہ حنفی کی سینکڑوں کتابوں کا عطر ہے۔ اور نوادر، نوازل اور واقعات کا عظیم مجموعہ ہے۔

(۷)۔۔۔۔المنہاج

امام نووی علیہ الرحمۃ کی مسلم شریف کی معروف شرح ہے۔

(۸)۔۔۔۔المنسک لعلی قاری

حج وعمرہ کے مسائل کا عظیم مجموعہ ملا علی قاری حنفی کی ہے (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) مناسک ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہے جو علامہ سندھی کی لباب المناسک کی شرح ہے۔ مناسک ملا علی قاری کا پورا نام "المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط" ہے۔

(۹) ابوداؤد

حدیث شریف کی مشہور کتاب صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔
صحیحین کے بعد بہت سوں نے اسی کو تیسرے نمبر پر رکھا ہے۔ اس کے مؤلف امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث علیہ الرحمۃ ہیں۔

آپ کی ولادت ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی جلالت شان اور علم حدیث میں سیادت وامامت امت میں مسلم ہے۔ ابوداود کے چار نسخے آپ کے راویوں سے نقل ہوئے ہیں جن میں تھوڑا تھوڑا اختلاف واقع ہوا وہ چار نسخے یہ ہیں۔ ابن داسہ کا نسخہ متوفی ۳۴۵ھ۔ عمرو لؤلؤی بصری متوفی ۳۳۱ھ کا نسخہ۔ پاک وہند اور زیادہ تر بلاد مشرق میں یہی نسخہ رائج ہے۔ اس نسخے کو دوسرے نسخوں پر ترجیح وامتیاز حاصل ہے کیونکہ یہ نسخہ امام کا آخری سال کا املا کردہ ہے۔ ۲۷۵ھ میں امام کی وفات ہوئی اسی سال لؤلؤی نے آپ سے اس کا سماع کیا۔
تیسرا نسخہ حافظ ابوعیسیٰ اسحاق بن موسیٰ رملی متوفی ۳۲۰ھ کا ہے جو امام موصوف کے کاتب بھی تھے۔
چوتھا نسخہ حافظ ابن اعرابی متوفی ۳۴۰ھ کا ہے یہ نسخہ بہت مختصر ہے مکمل نہیں۔ ان چار نسخوں کے علاوہ کچھ غیر معروف نسخے بھی ابوداؤد کے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۰) النہایہ فی غریب الحدیث (یا غریب الاثر)

امام ابن اثیر جزری (مبارک بن ابی بکر) متوفی ۶۰۶ھ کی ہے۔
اس کتاب پر بعد میں صفی الدین محمود متوفی ۷۲۳ھ نے اضافہ کیا۔ پھر اس کا اختصار عیسیٰ بن محمد صفوی متوفی ۹۵۳ھ نے کیا نیز علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی الدر النثیر کے نام سے اس کا اختصار کیا۔ (کشف الظنون ۲/۱۹۸۹)

(۱۱)......المطالبُ المؤمنین

فقہ حنفی کے مسائل پر ایک کتاب ہے۔

(۱۲) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

علامہ ابن عبد البر القرطبی متوفی ۴۶۳ھ کی عظیم و ضخیم کتاب ہے۔
اس کی ایک شرح روضۃ الاحباب فی مختصر الاستیعاب کے نام سے شہاب الدین احمد بن یوسف علیہ الرحمہ نے لکھی۔ فن جرح و تعدیل پر ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے الاصابہ میں فرمایا ہے کہ اسماء اور کنیتوں کو ملا کر تقریباً ساڑھے تین ہزار اصحاب کا اس میں تذکرہ ہے پھر ابو بکر بن فتحون مالکی نے اس کا تکملہ استدراک لکھا جس میں مزید اتنے حضرات کے حالات جمع کیے جتنے اصل کتاب میں تھے امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جتنے حضرات کے احوال اس میں مذکور ہیں شاید ان کی تعداد آٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ (کشف الظنون ۱/۸۱)

(۱۳)......الاصابہ فی تمیز الصحابہ

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر المعروف بابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الشافعی (متوفی ۸۵۲ھ) کی فن رجال پر مشہور ضخیم کتاب ہے۔
اس کا اختصار علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے عین الاصابہ کے نام سے کیا تھا۔ الاصابہ میں الاستیعاب اور اس کے تکملہ اور اسد الغابہ کے رجال کے احوال اپنے طریق پر جمع کئے ہیں اور بہت کچھ اضافات بھی مولف علیہ الرحمہ نے فرمائے ہیں استدراکاً۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۴)..... الشمائل للترمذی

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (پیدائش ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ) کی ہے۔

آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف سنن الترمذی ہے جو صحاح ستہ میں تیسرے یا چوتھے نمبر پر ہے۔ شمائل ترمذی بھی آپ کا ایک کارنامہ ہے کہ امت محمدیہ اس کے لئے بھی آپ کی بہت ممنون احسان ہے۔ نبی علیہ السلام کے عادات و خصائل اور صورت و سیرت اور رفتار و گفتار اور معمولات زندگی کے بیان پر یہ کتاب دریا بکوزہ ہے۔ اس میں آپ نے چار سو حدیثوں میں پیارے "آقا صلی اللہ علیہ وسلم" کا سراپا صورت و سیرت بیان فرمایا ہے۔ اس کی متعدد شروحات ہیں۔ حسرہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔

(۱۵)..... الاختیار لتعلیل المختار

متن و شرح دونوں امام عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی (متوفی ۶۸۳ھ) کی ہیں۔ فقہ حنفی کی اہم کتب میں اس کا شمار ہے۔

(۱۶) الغریبین (غریب القرآن والحدیث)

احمد بن محمد الھروی (متوفی ۴۰۱ھ) کی ہے۔

قرآن مجید و احادیث مبارکہ کی نادر لغات کی شرح و وضاحت میں عمدہ کتاب ہے۔ بعد میں اس کا اختصار وزیر ابو المکارم علی بن محمد (متوفی ۵۶۱ھ) نے کیا۔ پھر اس پر ابن عسکر (متوفی ۶۳۶ھ) نے اضافات کئے۔ محمد بن عمر الاصبہانی المدینی (متوفی ۵۸۱ھ) نے اس کا عمدہ تتمہ بھی لکھا تھا۔

(۱۷) المغرب (فی اللغۃ)

امام ناصر بن عبدالسید المطرزی متوفی ۶۱۰ھ کی ہے۔

لغت کی اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ مصنف علامہ کی دوسری ضخیم کتاب المعرب کا اختصار ہے جیسے کہ ابن شحنہ نے الجواہر کے حاشیہ پر لکھا ہے جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے معرب کو مغرب کی شرح بتلایا ہے (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۱۸) المجموع (فی فروع الشافعیہ)

حسین بن شعیب المعروف بابن سنجی متوفی ۴۳۰ھ کی کتاب ہے (شمہ ۲/۱۰۰۶)

(۱۹) الروضہ فی الفروع (روضۃ الطالبین)

امام نووی علیہ الرحمہ کی ہے یہ امام رافعی کی فتح العزیز شرح الوجیز کا اختصار ہے۔

(۲۰) المحیط (سرخسی)

امام رضی الدین محمد بن محمد سرخسی علیہ الرحمہ متوفی ۵۷۱ھ کی ہے۔

آپ فقہائے احناف میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ محیط کے نام سے آپ کی تین الگ الگ کتابیں ہیں کبیر، صغیر اور متوسط محیط میں اصول و فروع، نوادر اور زوائد سب کو جمع کیا ہے اس لئے یہ نام رکھا

(۲۱) المؤطا للامام مالک علیہ الرحمہ

امام مالک علیہ الرحمہ کی علم حدیث پر عظیم کتاب جس کو اپنے زمانے میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا تھا بعد میں یہ لقب صحیح بخاری کو ملا اس لئے کہ موطا کی تمام احادیث بخاری میں آ گئی ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کا سن وفات ۱۷۹ھ ہے۔

(۲۲) المواھب

شاید المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ مراد ہے جو امام ابو العباس احمد بن محمد القسطلانی المصری متوفی ۹۲۳ھ کی ہے۔

(۲۳) البزازیہ فی الفتاوی

شیخ الامام محمد بن محمد المعروف ابن بزاز الکردری الحنفی (متوفی ۸۲۷ھ) کی ہے۔

یہ فتاویٰ کا عمدہ ذخیرہ ہے جو فقہ و فتاویٰ کی بڑی اور معتبر کتب سے انتخاب کیا گیا ہے۔ اصل نام کتاب کا الجامع الوجیز ہے۔

(۲۴) القاموس المحیط

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی علیہ الرحمہ متوفی ۸۱۷ھ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عربی لغت وادب کا عظیم ذخیرہ اور مستند باشان کتاب ہے۔ صنعانی کی العباب اور ابن سیدہ کی المحکم کو بنیاد بنا کر ساٹھ جلدوں میں لغت کا عظیم دفتر مرتب ہوا پھر خود مصنف نے اس کا اختصار کر کے یہ قاموس ترتیب دی (تعلیقات سے ماخوذ ہو کشف الظنون ج۲ ص۳۰۷)

(۲۵) الصراط المستقیم (نجاۃ الطالبین فارسی)

عبدالوہاب صابونی اور امیر حسین بن حسن المتوفی ۸۱۷ھ کی ہے۔

(۲۶) المدخل لابن الحاج (پورا نام مدخل الشرع الشریف علی المذاہب الاربعہ)

امام ابن الحاج ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری المالکی علیہ الرحمہ متوفی ۷۳۷ھ کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے ان الفاظ میں اس کتاب کی تعریف کی ہے

"هو كثير الفوائد كشف فيه من معائب و بدع فعلها الناس ويتساهلون فيها و اكثرها مما ينكر و بعضها مما يحتمل"

اس کی تالیف ۷۳۲ھ میں ہوئی ہے۔

(۲۷)۔۔۔۔۔ابن ماجہ

ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ قزوینی (ماجہ نسبت زیادہ مشہور قول کے مطابق ماں کی طرف ہے)

پیدائش ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ، آپ بقول ذہبی حافظ الحدیث، صدوق اور وافر العلم تھے، سنن، تاریخ، تفسیر وغیرہ علوم کے عارف تھے۔

آپ کی سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل اور بقول حافظ ابن حجر سنن احکام میں عمدہ اور جامع کتاب ہے۔ حافظ ابن کثیر البدایہ میں فرماتے ہیں کہ یہ کتاب ابن ماجہ کے علم و عمل، تبحر، اطلاع اور اصول و فروع میں ان کی اتباع سنت پر دلیل ہے۔ حفاظ حدیث اس کو سنن ابوداود اور سنن نسائی کے برابر رکھتے ہیں (ماخوذ از المحدث ابوالقاسم قزوینی کی تاریخ)

(۲۸) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ

عزالدین علی بن محمد الجزری المعروف ابن اثیر رحمہ اللہ پیدائش ۵۵۵ھ وفات ۶۳۰ھ کی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ حدیث، سیر اور تاریخ کے جلیل القدر امام تھے۔ یہ کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوانح اور تعارف کا دائرۃ المعارف ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوانح کے باب میں تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے، سیرت طیبہ کے علاوہ تقریباً ساڑھے سات ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات اس میں زیر بحث آئے ہیں صحت و جامعیت میں بھی یہ کتاب لاجواب ہے۔

المیزان نے قریبی عرصہ میں اس کا اردو ترجمہ تین ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس کے سات حصوں کا ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنوی علیہ الرحمہ کا کیا ہوا تھا اس وقت یہ اتنی ہی ملتی تھی۔ باقی حصوں کا ترجمہ ایک اور صاحب علم جناب پروفیسر غلام ربانی مرحوم کا کیا ہوا ہے۔ ادارہ المیزان نے از سر نو اس کے ترجمہ کو اپ ٹو ڈیٹ کیا ہے اور اس کی بیروت کے شائع شدہ نسخے کے مطابق تجدید و ترتیب قائم کی ہے۔ جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین

(۲۹)…..الطریقۃ المحمدیہ

موعظت اور اسلامی آداب پر مشتمل معروف جلیل القدر کتاب ہے۔

شیخ محمد بن پیر علی المعروف برکلی متوفی ۹۸۱ھ کی تالیف ہے۔

کتاب تین بابوں میں ہے پہلے باب میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل الاعتصام بالکتاب والسنۃ، دوسری فصل اصول واحکام البدعۃ تیسری فصل الاقتصاد پر ہے۔ دوسرے باب میں بھی تین فصلیں تصحیح العقیدہ، العلوم المقصودہ بالغیر اور تقویٰ پر ہیں۔ اس طرح پوری کتاب بہت اہم شرعی مباحث پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی تلخیصات اور شروح آئندہ زمانوں میں بہت علماء نے لکھیں بعض شرحیں اس کی ترکی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اس کے شارحین میں علامہ عبدالغنی نابلسی دمشقی متوفی ۱۱۴۳ھ بھی ہیں، ان کی شرح "الحدیقۃ" نامی ہے۔

مولانا رجب بن احمد کی شرح "الوسیلۃ الاحمدیہ والذریعۃ السرمدیہ" ہے۔ قطب العارفین ابو سعید الخادمی متوفی ۱۱۶۸ھ کی شرح بریقہ محمودیہ ہے۔ یہ بریقہ محمودیہ دو جلدوں میں کوئٹہ (پاکستان) کی چھپی ہوئی ہمارے پیش نظر ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۳۰) اشعۃ اللمعات

شیخ ابوالمجد عبدالحق بن سیف الدین بخاری محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ کی فارسی زبان میں مشکوٰۃ المصابیح کی شرح ہے۔

(۳۱) السنن البیہقی

ابوبکر احمد بن حسین البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ کی علم حدیث پر معروف کتاب ہے۔

(۳۲)……الغرائب

شاید غرائب المسائل مراد ہے احمد بن محمد صاحب مجمع الفتاوی کی ہے۔
یہ مجمع الفتاوی سے ہی غریب و نادر مسائل کا انتخاب ہے۔ (کشف الظنون)

(ب)

(۳۳) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی معروف بہ ملک العلماء کاسانی المتوفی ۵۸۷ھ کی ہے۔

یہ تحفۃ الفقہاء کی سات ضخیم جلدوں میں شرح ہے۔ تحفۃ الفقہاء علامہ علاء الدین محمد بن احمد حنفی سمرقندی متوفی ۵۴۰ھ کی ہے۔ علامہ علاء الدین مؤلف تحفۃ الفقہاء کی ایک عالمہ فاضلہ فقیہہ بیٹی فاطمہ تھی جن کی شادی ملک العلماء کاسانی صاحب بدائع الصنائع سے ہوئی۔

مشہور ہے کہ صاحب تحفۃ الفقہاء نے اپنی اس قابل بیٹی کے رشتے کے لئے یہ شرط لگائی تھی کہ جو عالم فقیہ میری کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح لکھے گا اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں گا۔ علامہ کاسانی بدائع الصنائع لکھ کر اس شرط پر پورے اترے۔ واللہ اعلم۔

فاطمہ کی سعادت مندی کے لئے خود اس کا فقیہ ہونا کیا کم تھا کہ شوہر بھی فقیہ اور والد بھی وقت کے امام و فقیہ تھے۔ لکھا ہے کہ ان کے ہاں سے جب فتویٰ صادر ہوتا تو فاطمہ کے والد و شوہر کے ساتھ ساتھ خود فاطمہ کے دستخط بھی اس پر ثبت ہوتے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وكانت الفتوى تاتي فتخرج وعليها خطها وخط ابيها وخط زوجها

(بحوالہ خواتین اسلام کی علمی وادبی خدمات، مبارکپوری ص ۲۰)

(......ت......)

(۳۴)......تبیین الحقائق

کنز الدقائق کی شرح امام فخر الدین الزیلعی متوفی ۷۴۳ھ کی ہے۔

کنز الدقائق فقہ حنفی کا مشہور متن ہے اس کے مصنف ابوالبرکات عبداللہ بن محمد نسفی علیہ الرحمہ ہیں جو امام نسفی کے نام سے معروف ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

درس نظامی میں آپ کی کتابوں میں سے کنز الدقائق، عقائد نسفیہ اور نور الانوار کا متن المنار شامل ہے۔ ان کے علاوہ بھی فقہ، اصول فقہ، عقائد اور تفسیر وغیرہ موضوعات پر آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ کا زمانہ ساتویں صدی ہجری کا ہے۔ وفات ۷۱۰ھ یا ۷۱۱ھ کو ہوئی۔ آپ مفتی الثقلین کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔ یعنی جن وانس دونوں کے مفتی وپیشوا کیونکہ منقول ہے کہ مسلم جنات بھی آپ سے احکام شرع میں رہنمائی لیتے تھے۔

(۳۵) تہذیب الاسماء واللغات

امام محی الدین یحییٰ بن شرف المعروف بامام النووی علیہ الرحمہ متوفی ۶۷۶ھ کی اسماء واللغات کی تشریح پر قابل قدر کتاب ہے۔

اس کی تلخیص شیخ عبدالرحمن بن محمد البسطامی نے الفوائد السنیہ کے نام سے کی اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس کا اختصار کیا۔

(۳۶)......تاتارخانیہ

مولانا عالم بن علاء انصاری اندرپتی دہلوی متوفی ۷۸۶ھ کی ہے۔

اس کا ماخذ محیط برہانی، ذخیرہ، خانیہ اور ظہیریہ جیسی فقہ حنفی کی اہم کتابیں ہیں۔ ایک نام تاتارخانیہ کا زاد السفر بھی ہے۔ امیر تاتارخان جو فیروز تغلق کے وزیر تھے اس کے حکم اور تعاون سے لکھی گئی اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے مصنف علام نے ان کے نام سے موسوم کی۔ ارباب فقہ وفتاوی کے ہاں اس کی اہمیت اب تک مسلّم چلی آرہی ہے۔ حکومت وقت کے تقاضے اور خواہش پر لکھے جانے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنت ہند کی عدالتی اور قانونی ضروریات کے پیش نظر ترتیب دی گئی۔ اس لحاظ سے یہ فتاویٰ عالمگیری کے مثل ہے۔

(۳۷) تنویر الابصار (وجامع البحار)

شیخ محمد بن عبداللہ تمرتاشی الحنفی (متوفی ۱۰۰۴ھ) کی فقہ حنفی کے مسائل پر عمدہ، مشہور، معتبر و متداول تصنیف ہے۔

یہ کتاب آپ کا عظیم شاہکار ہے، بعد کے ادوار میں بہت سے فقہاء نے اس کی شروحات لکھیں، علامہ حصکفی رحمہ اللہ کی شرح الدرالمختار ہے، اس کو شرح التنویر بھی کہہ دیتے ہیں، علامہ حصکفی رحمہ اللہ عظیم فقیہ اور اپنے زمانے میں شام کے مفتی تھے، آپ کا سن وفات ۱۰۸۸ھ ہے، یعنی علامہ تمرتاشی رحمہ اللہ کے متصل بعد آپ کا زمانہ ہے، الدرالمختار، تنویر الابصار کے لئے سونے پر سہاگہ کی حیثیت رکھتی ہے، اس سلسلے کا آخری کارنامہ علامہ محمد امین المعروف ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کا حاشیہ ردالمحتار ہے، یہ درمختار کا شافی حاشیہ اور لازوال شرح ہے، اور ہر فقیہ ومفتی کی ضرورت اور ہر دارالافتاء کی زینت ہے، جس شان کے علامہ ابن عابدین محقق تھے، ایسے شاذ و نادر ہی زمانے میں ہوا کرتے ہیں، خاتمۃ المحققین کے لقب سے آپ ملقب ہیں، سن وفات آپ کا ۱۲۵۲ھ ہے۔ جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔

(ج)

(۳۸)......جمع الوسائل

شمائل ترمذی پر ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی شرح ہے۔

(۳۹)......جمہرہ ابن درید

ابوبکر محمد بن حسن بن درید اللغوی متوفی ۳۲۱ھ کی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادب عربی میں پائے کی کتاب شمار ہوتی ہے جس میں اولاً حروف تہجی، پھر خلیل بصری کی کتاب العین کا بیان ہے پھر ثنائی، ثلاثی، رباعی، خماسی، سداسی اور ابواب ملحقہ سے بالترتیب کلمات لائے ہیں۔ مولف نے یہ کتاب فارس، بصرہ، بغداد میں یکے بعد دیگرے لوگوں کے مجمع میں املاء کروائی ہے اس لئے اس کے مختلف نسخے ہوئے۔

(د)

(۴۰) دررالحکام فی شرح غررالاحکام المعروف دررو غرر لملا خسرو

یہ متن و شرح دونوں ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ کی ہیں۔

فقہ حنفی کے مسائل کا یہ بہت عظیم القدر ذخیرہ ہے یہی وجہ ہے کہ بعد کے زمانے میں دسیوں فقہاء نے اس کتاب کی شروحات، حواشی اور تعلیقات لکھیں۔ ان حواشی و تعلیقات کا تفصیلی تذکرہ کاتب چلپی نے کشف الظنون میں تام تمام کیا ہے۔

(ر)

(۴۱) ریاض الصالحین

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمہ (۶۳۰ھ تا ۶۷۷ھ) کا معروف مجموعہ حدیث ہے۔

اہل علم میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔

درس نظامی میں شامل نصاب ہے۔ انسانی زندگی کے آداب اور طریقوں پر نہایت قابل قدر انتخاب احادیث ہے۔

آپ کی دیگر بیسیوں کتب میں سے چند مشہور یہ ہیں

المنہاج شرح صحیح مسلم، تہذیب الاسماء والصفات (فن رجال)، الروضہ، شرح المہذب، الاربعین، کتاب الاذکار، کتاب المناسک، مختصر الارشاد، التیسیر، التبیان فی آداب حملۃ القرآن (مختصر الصلین)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(......ز......)

(۴۲) زادُ المعاد (فی ھدی خیر العباد)

امام ابن قیم (شمس الدین محمد بن ابی بکر) الجوزی الحنبلی متوفی ۷۵۱ھ کی معروف کتاب ہے۔

(۴۳)......زاہدی

شارح علامہ زاہدی (نجم الدین مختار بن محمود) متوفی ۶۵۸ھ کی قنیۃ المنیۃ مراد ہے جو منیۃ الفقہاء کا خلاصہ ہے۔

(ش)

(۴۴) شفاء الاسقام ودواء الآلام

طب میں حضر بن علی بن خطاب المعروف حاجی پاشا متوفی ۸۰۰ھ کی کتاب ہے۔

پوری کتاب چار مقالوں پر مشتمل ہے پہلا مقالہ کلیات طب میں، دوسرا اغذاؤں اور مشروبات کے متعلق، تیسرا مفرد اعضوے الگ الگ امراض کے متعلق، چوتھا پورے جسم کے عمومی امراض سے متعلق ہے۔ (کشف الظنون ۲/۱۰۵۰)

(۴۵)......شرح مہذب

امام نووی کی مہذب پر شرح ہے۔

مہذب امام ابو اسحق شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ کی فقہ شافعی کے مسائل و فروعات کا مختصر و شامل مجموعہ ہے جس پر متعدد علماء شافعیہ نے شروحات لکھیں انہیں میں سے امام نووی کی شرح بھی ہے۔

(۴۶) شرح منہاج

جلال الدین محلی شافعی صاحب تفسیر جلالین نے نووی کی منہاج کی یہ شرح لکھی اور اس منہاج سے غالباً منہاج الطالبین مراد ہے نہ کہ المنہاج شرح مسلم کیونکہ نووی کی المنہاج کے علاوہ منہاج الطالبین بھی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴۷) شرعۃ الاسلام الی دار السلام

امام ابوالفضائل رکن الاسلام محمد بن ابی بکر حنفی المعروف امام زادہ متوفی ۵۷۳ھ کی کتاب ہے۔
کئی علماء نے بعد کے زمانوں میں اس کی شروحات لکھی ہیں کتاب ایک جلد میں اکتالیس ابواب میں ہے۔ مصنف نے خود کتاب کا تعارف آغاز کتاب میں یوں کیا ہے:

"فهذه عقود منظومة من سنن سيد المرسلين منتقدة من كتب الائمة من علماء الدين فانه اولى ما يلقن به اطفال اهل الايمان انتهى"

کتاب کی نافعیت کا اندازہ لگانے کے لئے اتنا کافی ہے کہ بچوں کی دینی تعلیم کے لئے لکھی جانے والی یہ کتاب بعد میں چھوٹے بڑوں عوام اور خواص سب کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز بن گئی اور اس سے استفادہ سب کرنے لگے۔

(۴۸)......شرح طحاوی

امام طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ (ولادت ۲۲۹ھ وفات ۳۲۱ھ) کی شرح معانی الآثار مراد ہے جو احادیث و آثار اور ان کی روایت و درایت پر نہایت محققانہ اور معرکۃ الآراء کتاب ہے۔

اس کتاب کی فضیلت وعظمت شان کا اعتراف محدثین سلف وخلف نے کیا ہے، درس نظامی میں شامل درس ہے اور طحاوی شریف کے نام سے معروف ہے۔ اس کی متعدد شروحات بڑے بڑے محدثین نے لکھی ہیں جن میں سے علامہ عینی، علامہ زیلعی، علامہ ابن عبدالبر کی شروحات کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے۔ امام طحاوی مشہور شافعی فقیہ اور فقہ شافعی کے امام وقت امام اسمٰعیل بن یحییٰ مزنی کے بھانجے تھے پہلے شافعی مذہب کے حامل تھے بعد میں فقہائے احناف کی کتب میں نظر کرنے سے مذہب حنفی اختیار فرمایا۔

معانی الآثار فقہ حنفی کے اصول اور مسائل کے موافق احادیث و آثار پر مشتمل ہے۔ فقہی اختلافی مسائل پر اختلافی روایات وآثار کا محاکمہ اور روایۃ و درایۃ تطبیق وترجیح اس کتاب کا موضوع ہے۔

پیدائش آپ کی ۲۲۹ھ اور وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی (بروایت ابوسعید ابن یونس کما قال ابن خلکان والذہبی) شیخ خضری بک "التشریع الاسلامی" میں شرح معانی الآثار کے متعلق فرماتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

"قد اطلعنا على هذا الكتاب فوجدناه كتاب رجل مليء علما و تمكن من حفظ سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم مع تمام الاطلاع على اقاويل الفقهاء و مستنداتهم فيما ذهبوا اليه (ظفر المحصلين)

(۴۹)......شرح السنۃ

صاحب مصابیح امام بغوی کی علم حدیث شریف میں تصنیف ہے۔
اسی کتاب کی وجہ سے آپ کا نام محی السنہ پڑا منقول ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت خواب میں آپ کو محی السنہ لقب عطا فرمایا۔

(۵۰) شرح مشارق

شاید مشارق الانوار کی کوئی شرح ہے جس کا پیچھے تذکرہ ہوا ہے۔

(۵۱) شرح سفرالسعادہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔
اصل کتاب سفرالسعادہ امام مجدالدین محمد بن یعقوب شیرازی علیہ الرحمہ متوفی ۸۱۷ھ کی ہے۔

(۵۲)......شرح عین العلم

علی القاری المکی (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی عین العلم نامی لطیف کتاب کی شرح ہے۔

(ص)

(۵۳)......صحیح بخاری

پورا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننه و ایامه" ہے۔
امیر المومنین فی الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن البردزبہ الجعفی المعروف امام بخاری علیہ الرحمہ کی ہے۔
آپ کی ولادت ۱۹۴ھ اور وفات ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ بخاری شریف کی کل مرویات مع تکرار

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعلیقات و متابعات علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق ۹۰۷۹ ہیں اور غیر مکرر ۲۵۱۲ ہیں۔ بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

(۵۴)......صحیح مسلم

ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری نیشاپوری کی ہے۔

آپ کی ولادت ۲۰۶ھ اور وفات ۲۶۱ھ کی ہے۔ بخاری شریف کے بعد مسلم شریف کا درجہ ہے۔ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے سب سے معتبر و مستند مجموعے ہیں اس لئے صحیحین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اور ان کے مصنفین شیخین کے نام سے۔ علامہ طاہر جزائری نے مسلم کی مرویات کی تعداد مکررات کو حذف کرکے چار ہزار بیان کی ہے۔ مکررات کے ساتھ آٹھ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہے۔

(۵۵)......صحیح ابن حبان

ابو حاتم محمد بن حبان البستی متوفی ۳۵۴ھ کی علم حدیث پر معروف کتاب ہے۔ ابن ملقن الشافعی متوفی ۸۰۴ھ نے اس کی تلخیص کی۔

(ع)

(۵۶) عمدۃ القاری

علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی الحنفی متوفی ۸۵۵ھ کی بخاری شریف کی شرح ہے۔

مطبوعہ ۱۶ جلدوں میں ہے ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ میں مکمل ہوئی۔ فتح الباری سے زیادہ ضخیم ہے بعض محققین کی تحقیق ہے کہ فتح الباری کا مقدمہ نہ ہوتا تو عمدۃ القاری کو اس پر واضح فوقیت حاصل ہوتی۔ بہر حال فتح الباری و عمدۃ القاری دونوں بخاری کی سب سے عظیم شرحیں ہیں۔ دونوں شروحات ایک ہی زمانے میں لکھی گئیں۔ دونوں کے مصنفین آپس میں قریبی عزیز و ہم عصر تھے یعنی علامہ عینی حنفی اور صاحب فتح الباری ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) تھے۔ فتح الباری کا زمانہ تالیف ۸۱۷ھ تا ۸۴۲ھ ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(غ)

(۵۷) غایۃ البیان ونادرۃ الاقران

ھدایہ (شرح البدایہ) کی بیسیوں شروحات میں سے ایک شرح ہے (کشف الظنون ج۲، ۲۰۳۱)

(ف)

(۵۸) فتح العزیز علی کتاب الوجیز

الوجیز فقہ شافعی کے مسائل و فروعات پر امام غزالی علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیف ہے۔
فتح العزیز اس کی شرح ہے جو امام ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد القزوینی المعروف امام رافعی الشافعی متوفی ۶۲۳ھ نے لکھی ہے۔

(۵۹)......فتاویٰ قاضی خان

امام فخر الدین قاضی خان حسن بن منصور اوزجندی فرغانی علیہ الرحمہ کا مجموعہ فتاوی ہے۔ خانیہ بھی یہی کتاب کہلاتی ہے۔ آپ کا زمانہ چھٹی صدی ہجری ہے وفات ۵۹۲ھ ہے۔

(۶۰) فتاویٰ حمادیہ

شیخ ابو الفتح رکن بن حسام مفتی ناگور (ہندوستان) کی ہے۔ گجرات کے قاضی حماد کے منشاء پر لکھی گئی اس لئے ان کے نام سے موسوم کی گئی۔

(۶۱) فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ ہندیہ بھی کہلاتا ہے۔
سلطان اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے زمانہ حکومت (وفات ۱۱۱۸ھ بمطابق ۱۷۰۷ء) میں ان کی سرپرستی واہتمام اور انتظام سے مولانا نظام اور اس وقت کے سربرآوردہ فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے یہ عظیم کتاب اسلامی سلطنت کی عدالتی ضروریات، ملکی قانون، مسلمانوں کے معاشرتی و عائلی مسائل اور اسلامی زندگی کے سب عملی شعبوں کو ملحوظ رکھ کر مدون فرمائی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(......ق......)

(۶۲) قنیہ

نجم مدین زاہدی متوفی ۶۵۸ھ کی تالیف ہے۔

مصنف اصول و اعتقادیات میں معتزلی ہونے سے متہم ہیں۔ فروعات میں حنفی تھے (کشف الظنون ۱۳۵۷/۲)

(ک)

(۶۳)......کتاب الآثار

امام ربانی محمد بن حسین شیبانی حنفی کی فقہی ترتیب پر احادیث و آثار کا مجموعہ ہے۔

یہ سب روایات آپ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے ان کی سند سے نقل کی ہیں، علم حدیث میں اس کتاب کا مقام بہت بلند ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے ان روایات کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے فرمایا ہے۔ امام محمد علیہ الرحمہ کے علاوہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ان آثار کی روایت امام ابو یوسف، امام زفر بن ہذیل اور امام حسن بن زیاد علیہم الرحمہ نے بھی کی ہے۔

اس طرح اس کتاب کے کئی نسخے ہو جاتے ہیں لیکن زیادہ معروف، متداول اور درس نظامی میں شامل درس امام محمد علیہ الرحمہ کی روایت کردہ مجموعہ ہے اور یہی عام ملتا ہے۔

یہ کتاب موطا امام مالک سے بھی زمانے کے اعتبار سے مقدم ہے جس طرح کہ موطا امام مالک صحیح بخاری سے مقدم ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی تالیفات سے استفادہ بھی کیا اس نے موطا امام مالک کے فقہی طرز تالیف کی اصل بھی یہی کتاب الآثار رہی ہے۔ امام محمد کا سن وفات ۱۸۷ھ ہے (درس ترمذی ۹۶/۱۳۹/۱، ایضاً کشف الظنون)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(.......م.......)

(۶۴) مشکوٰۃ المصابیح

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف خطیب تبریزی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے۔
اصل کتاب امام بغوی کی مصابیح تھی خطیب تبریزی نے اس پر اضافات کر کے مشکوٰۃ المصابیح ترتیب دی۔ زمانہ آپ کا آٹھویں صدی ہجری ہے۔ سن وفات باختلاف روایات ۷۴۰ یا ۷۴۹ھ ہے۔
المصابیح محی السنۃ حسین بن مسعود المعروف امام بغوی کی تالیف ہے۔ امام بغوی کا زمانہ ۴۳۵ھ تا ۵۱۲ھ ہے۔ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی بیان کردہ روایت کے مطابق مصابیح کی احادیث کی تعداد ۴۴۸۴ ہے، صاحب مشکوٰۃ نے اس پر ۱۵۱۱ احادیث کا اضافہ کیا اس طرح مشکوٰۃ المصابیح کی کل احادیث ۵۹۹۵ ہوگئیں۔ احادیث کی تعداد میں اور بھی روایتیں ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ نے مصابیح میں اضافوں کے ساتھ احادیث کی تخریج اور راویوں کی جانچ پڑتال کے سلسلے میں بہت قابل قدر کام کیے ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کشف الظنون ۲/۱۶۹۹، ظفر المحصلین ۱/۱۲۲)

(۶۵)......مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

شیخ نورالدین علی بن سلطان محمد ہروی الحنفی المعروف ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ھ کی ہے۔
مشکوٰۃ کی ضخیم، مفصل اور محققانہ شرح ہے۔

(۶۶)......مسند احمد

امام اہل السنۃ احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی علم حدیث پر عظیم ضخیم، معتبر و مستند کتاب ہے۔ تیس ہزار احادیث کا مجموعہ ہے۔

(۶۷) مجمع البحار (فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار)

شیخ محمد طاہر پٹنی ہندی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۸۱ھ) کی علم لغات و اصطلاحات الحدیث پر عظیم ضخیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب ہے۔
جس میں انہوں نے اس فن میں اپنے سابقین کے کام میں جو کمی رہ گئی تھی اس کا بھی احاطہ کیا ہے۔
امام ابن اثیر کی نہایہ اس فن کی اہم کتاب تھی۔ شیخ طاہر پٹنی اپنی اس کتاب میں ابن اثیر کی نہایہ ہی کے طرز و طریق پر چلے ہیں۔ (کشف الظنون ص۱۹۹۴/۲)

(۶۸) مجمع الزوائد و جمع الفوائد

مجمع الزوائد کتب جمع میں سے ہے یہ احادیث کا معروف مجموعہ محدث علامہ نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ متوفی ۸۰۷ھ کا ہے۔
جس میں مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ اور طبرانی کی معاجم ثلاثہ کی ان زائد احادیث کو بحذف تکرار یکجا کیا گیا ہے جو صحاح ستہ میں نہیں آئیں۔
اس سے پہلے حافظ رزین بن معاویہ ۵۳۵ھ نے ''تجرید الصحاح الستہ'' کے نام سے صحاح ستہ کی احادیث کو بحذف تکرار یکجا کیا تھا لیکن رزین نے صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی بجائے موطا امام مالک کو شمار کیا ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ ۶۰۶ھ نے جامع الاصول کے نام سے اسی طرح صحاح ستہ کی تجرید لکھی اور اس میں رزین سے جو احادیث چھوٹ گئی تھیں وہ بھی شامل کر لیں لیکن ابن ماجہ کو انہوں نے بھی صحاح میں شمار نہ کیا اس طرح ابن ماجہ کی تجرید نہ رزین کی کتاب میں آ سکی نہ جامع الاصول میں اور نہ ہی مجمع الزوائد میں۔ کیونکہ صاحب مجمع الزوائد علامہ ہیثمی نے صحاح ستہ کے علاوہ مسانید ثلاثہ مذکورہ اور معاجم ثلاثہ کی احادیث جو صحاح کے علاوہ تھی ان کی تجرید کی اور ان کی اصطلاح میں صحاح میں ابن ماجہ شامل تھی نہ کہ موطا۔ تجرید اور جامع الاصول کی مزید تنقیح و تہذیب اور ترتیب قاضی القضاۃ شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی ۷۳۸ھ نے کی۔ قاضی موصوف نے اس کا نام تجرید الاصول رکھا۔
اس کے بعد ۸۹۰ھ میں شیخ عبدالرحمان المعروف ابن الدیبع الشیبانی الیمنی متوفی ۹۴۴ھ نے تجرید الاصول (قاضی موصوف کی) میں مزید تہذیب و تنقیح یوں کی کہ اس کے مشکل رموز و علامات اور اصطلاحات کی تسہیل کی، جو مکررات ان کو نظر آئیں وہ ساقط کیں، کچھ اضافات کئے اور بعض مشکل

toobaa-elibrary.blogspot.com

لغات حدیث کی تشریح کی اور اس کتاب کے نفع کو زیادہ عام اور تام کر دیا اور اس کا نام تیسیر الوصول الی جامع الاصول رکھا۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی علماء نے اس جامع الاصول کے مختصرات اور خلاصے لکھے جن میں علامہ مجد الدین الفیروز آبادی امام اللغۃ المتوفی ۸۱۷ھ بھی ہیں۔ خدمت حدیث کے اس سلسلۃ الذھب کی آخری کڑی یا آخری کوشش عظیمہ محدث محمد بن محمد بن سلیمان الرودانی المغربی المکی متوفی ۱۰۹۴ھ کی ہے۔

آپ نے ابن اثیر الجزری کی جامع الاصول اور علامہ ہیثمی کی مجمع الزوائد کو یکجا کر کے اور ساتھ سنن ابن ماجہ کی غیر مکرر احادیث (جو ان کتب میں نہیں آئیں) بھی جمع کر کے جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد کے نام سے کتاب لکھی۔

یہ جمع الفوائد ایک عرصہ سے نایاب تھی ۱۳۴۳ھ میں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا دمشق (شام) جانا ہوا۔

وہاں محدث کبیر بدر الدین شامی کے ہاں دار الحدیث میں قیام رہا وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ کتاب جمع الفوائد کا ایک نسخہ محمود بن رشید عطار کے پاس محفوظ ہے جو دمشق کے مضافات میں کسی بستی میں رہتے تھے آپ شیخ محمود کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ نسخہ نقل کرنے کے لئے مانگا انہوں نے عنایت فرمایا۔

ہندوستان مراجعت پر اتفاق سے یہاں ایک بزرگ شیخ احسان اللہ سندی سے بھی اس کتاب کا ایک نسخہ آپ کو مل گیا تو آپ نے دونوں نسخوں کا تقابل کیا اور اصول سے اس کو ملا کر پھر مطبع خیریہ میرٹھ سے اس کو ۱۳۴۵ھ میں شائع کروایا۔

اس کے بعد سے یہ عرب وعجم کے کئی مکتبوں سے شائع ہوتی رہی ہیں مولانا عاشق الٰہی میرٹھی اس علمی خزانے کو اردو زبان میں منتقل کرنے میں بڑا نام رکھنے والے بزرگ ہیں۔

جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین۔

ملحوظ: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے عالم فاضل کا مختصر ترین نصاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

نصاب "صحاح التکمیل فی رجال التعجیل" ترتیب دیا تو اس میں بھی کتاب تیسیر الوصول کو شامل فرمایا، اور اب حضرت اقدس سیدی مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم نے ادارہ غفران کے پانچ سالہ مختصر عالم فاضل کے نصاب میں بھی آخری سال میں حدیث کی کتاب کے طور پر جمع الفوائد کو شامل فرمایا ہے۔ جو جمع الفوائد جامع الاصول کے صحاح ستہ، مجمع الزوائد کے معاجم ثلاثہ و مسانید ثلاثہ، زوائد ابن ماجہ اور سنن ابو داؤد کی کل چودہ حدیث کی امہات الکتب کی غیر مکرر احادیث کا بحذف اسناد مجموعہ عظمیٰ ہے۔

(۶۹)......مفتاح النجاۃ

(مفتاح النجاۃ فی ابواب البر والسعادات) محمد بن محمود شروانی کی کتاب ہے جو قرآن مجید کی آیات کے خواص وغیرہ پر ہے۔

مفتاح النجاۃ کے نام سے کئی کتابیں ہیں جن میں سے ایک شیخ احمد ابن علی الجامی (متوفی ۵۳۶ھ) کی بھی ہے۔

(۷۰)......مفید المستفید

فقہ حنفی کے مسائل کی معروف کتاب ملتقی الابحر کی شرح ہے۔

ملتقی الابحر شیخ ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ متوفی ۹۵۶ھ کی فقہ حنفی کے فروعات پر شہرہ آفاق کتاب ہے جس میں قدوری، مختار، کنز، وقایہ کو سامنے رکھ کر مسائل جمع کیے گئے ہیں اور ھدایہ سے بھی اس میں انتخاب کیا گیا ہے۔

مذکورہ چاروں کتابوں کے مسائل کا احاطہ اس میں کیا گیا ہے اور راجح، اصح اور اقوی کو متعین کیا گیا ہے۔

(۷۱)......معاجم ثلاثہ للطبرانی

امام سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ کی علم حدیث میں تین معاجم معروف ہیں حروف تہجی کی ترتیب پر ہیں۔

کبیر میں حروف تہجی کی ترتیب پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات جمع کی ہیں اور اوسط وصغیر میں حروف

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہجی کی ترتیب پر اپنے اساتذہ وشیوخ کی روایات جمع کی ہیں۔

(۷۲)......مشارق الانوار

اس نام کی کئی کتابیں ہیں:

(الف)...... مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ: جو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی ابتدائی صدیوں میں علم حدیث کی نصابی اعتبار سے مرکزی کتاب تھی۔ امام رضی الدین حسن بن محمد الصغانی لاہوری متوفی ۶۵۰ھ کی ہے۔

(ب)......مشارق الانوار علی صحاح الآثار: جو موطا بخاری اور مسلم کی احادیث کی ایک صنف پر تحقیق ہے۔ قاضی عیاض یحصبی متوفی ۵۴۴ھ کی ہے۔

(ج)......مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود والمحمدیہ: امام عبدالوہاب شعرانی کی ہے جو دسویں صدی ہجری کی عظیم ہستی اور اہل سنت کے پیشوا ہیں۔

(د)......مشارق الانوار المضیہ: شیخ شہاب الدین ابوبکر الخطیب القسطلانی الشافعی متوفی ۹۲۳ھ کی ہے۔

(۷۳)......مدارج النبوہ

سیرت اور حقیقت نبوت پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی عظیم وضخیم کتاب ہے شیخ کا زمانہ گیارھویں صدی ہجری عہد مغلیہ ہے۔

(۷۴)......منتہی الارادات (فی الفقہ الحنابلہ)

شیخ محمد ابن نجار الفتوحی الحنبلی کی ہے۔

(......ن......)

(۷۵)......نصاب الاحتساب (فی الفتاویٰ)

امام عمر بن محمد الشامی الحنفی، یہ مجموعہ محکمہ احتساب (حسبہ) جیسے نیم عدالتی ادارے کے لئے شرعی دستور وضوابط پر مشتمل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۷۶)......نہایہ

ہدایہ کا حاشیہ ہے۔ معروف ہے۔

(۷۷)......نسائی

امام نسائی احمد بن شعیب ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے، ۳۰۵ھ میں وفات ہوئی، شافعی یا حنبلی مذہب رکھتے تھے۔

سنن نسائی جو درس نظامی میں شامل درس ہے یہ آپ کی اصل سنن جو سنن کبریٰ کے نام سے موسوم ہے اس کا اختصار و انتخاب ہے اسی وجہ سے اس سنن صغریٰ کو "مجتبیٰ" کا نام دیا؛ چنانچہ اس درسی نسائی کا اصل نام مجتبیٰ ہی ہے۔ سنن نسائی میں آپ نے صحیحین بخاری و مسلم دونوں کے اسلوب و طریقوں کو جمع کیا ہے علل حدیث کا بھی ایک خاص درجے میں بیان اس کتاب میں ہوا ہے۔

(......•......)

(۷۸)......حدایہ

امام برہان الدین مرغینانی حنفی (جن کا پیچھے ذکر ہوا) کا مشہور زمانہ فقہی شاہکار ہے۔

آپ نے قدوری اور امام محمد کی جامع الصغیر کو سامنے رکھ کر بدایۃ المبتدی کے نام سے کتاب لکھی جس کی شرح خود ہی کفایۃ المنتھی کے نام سے لکھی۔ صاحب مفتاح السعادہ کے بیان کے مطابق کفایۃ المنتھی ۸۰ جلدوں میں تھی پھر اختصار کیا جو حدایہ کہلاتی ہے۔ حدایہ کی تالیف تیرہ سال میں ہوئی آغاز ۵۷۳ھ میں ہوا۔

Idara Ghufran

toobaa-elibrary.blogspot.com

باسمہ تعالیٰ

صدقۂ جاریہ

و

ایصالِ ثواب

کے فضائل واحکام

صدقۂ جاریہ کی حقیقت اور نیکی کا ذریعہ بننے کی صورتیں
ایصالِ ثواب کا قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس سے ثبوت
مطلق اور عام ایصالِ ثواب کے منکر کا حکم
فقہ کے چاروں ائمہ کے سلسلہ کی کتابوں سے
مالی اور بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کا ثبوت
دعا واستغفار، ذکر وتلاوت، نماز، روزہ، صدقات وخیرات، حج وعمرہ
اور قربانی وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب پر احادیث وروایات
ایصالِ ثواب کی شرائط، ایصالِ ثواب سے متعلق بدعات ورسوم
ایصالِ ثواب کے طریقے اور اس سے متعلق مختلف مسائل واحکام
اور ایصالِ ثواب کے منکرین کے شبہات واعتراضات کا جائزہ

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

toobaa-elibrary.blogspot.com

باسمہ تعالیٰ

جمعۃ المبارک

کے

فضائل واحکام

جمعۃ المبارک کی رات اور دن اور جمعۃ المبارک کی نماز کے فضائل واحکام
جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟
اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟
جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت
اور فقہ میں بیان شدہ مفصل فضائل واحکام ومنکرات۔
خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات
کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ
خواتین وحضرات کے لئے یکساں مفید

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

toobaa-elibrary.blogspot.com